وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ

اور بیشک ہمنے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کردیا ہے کوئی ہے جو نصیحت پکڑے؟

الحمد للہ کہ

تفسیر قرآن

پارہ بست ونہم

مؤلفہ

شائق احمد عثمانی

بھاگلپوری

قیمت فی جلد دو روپیہ (عہ)

دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں باہتمام الہ داس اینڈ سنز چھپی

بار اول ۱۰۰۰ ۱۹۱۵ء

جملہ حقوق محفوظ

لاہور پاکستان

Marfat.com

2667

~~[illegible]~~

Marfat.com

اِنتساب!

میں بصد احترام اپنے اس سلسلۂ تفسیر کو علیا جناب معلی القاب
ہر ہائنس نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ
"سی - آئی" - "جی - سی - ایس - آئی" "جی - سی - آئی - ای"
فرمانروائے بھوپال
خلد اللہ ملکہا و سلطنتہا
کے نام نامی سے منسوب کرتا ہوں جن کی سرپرستی
موجودہ اسلامی ہند کے سینکڑوں علمی، مذہبی
تحریکوں کے وجود و بقا کا سبب وحید ہے!

گر قبول افتد زہے عز و شرف

احقر شائق احمد عثمانی

Marfat.com

Marfat.com

29978

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین،

سب سے پہلے میں معزز ناظرین سے اس کی معافی مانگتا ہوں کہ حسب اعلانِ سابق میں تفسیر قرآن کی دوسری جلد اب تک نہ شائع کرسکا، اس تاخیر کی سب سے بڑی وجہ کاغذ کی گرانی روزافزوں ہے، ورنہ ابتک تفسیر کا ایک بڑا حصہ شائع ہوچکا ہوتا تاہم پہلی جلد کے ناظرین کے مسلسل تقاضوں سے متاثر ہوکر میں نے خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے بالفعل انتیسویں پارہ کی تفسیر چھپوالی ہے جو قدر دانوں کے ہاتھوں میں ہے،

پہلی جلد جس عام قدر کی نگاہ سے دیکھی گئی، اور عموماً ہر طبقہ کی طرف سے جس پسندیدگی کا اظہار کیا گیا اور اسلامی اخبار اور رسالوں کے فاضل ایڈیٹروں نے اس پر عمدہ رائیں ظاہر فرماکر جس پرزور آواز میں اسے خیر مقدم کہا، ان سب کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں ان حوصلہ افزائیوں نے میرے اس ارادے کو اور بھی مصمم اور راسخ بنادیا کہ جس طرح ہو اس سلسلۂ تفسیر کو مکمل کردیا جائے،

Marfat.com

گو کاغذ گران ہے اور ابھی اس کی ارزانی کی کوئی امید نہیں، تاہم اگر دو ہزار مستقل خریدار اس سلسلۂ تفسیر کے ہو جائیں، تو نہایت آسانی سے یکے بعد دیگرے تمام جلدیں چھپتی جائیں، جن میں سے کچھ تیار ہیں، اور کچھ زیر تالیف ہیں، اسلامیہ ہائی اسکولوں کے منتظمین اگر صیغۂ دینیات میں اس تفسیر کو داخل نصاب کردیں تو یہ تعداد کوئی زیادہ نہیں ہے،

زندہ دلان پنجاب سے مجھے امید ہے کہ وہ میری اس تجویز پر غور فرمائیں اگر اسے مفید سمجھیں تو کم از کم تجربہ ہی کے لئے کچھ دنوں تک کے لئے اسے داخل درس کردیں،

دینیات کی تعلیم کا مقصد **اخلاقی اور روحانی** تربیت ہے اسلئے سب سے زیادہ ضرورت اس صیغہ میں اس کی ہے کہ **قرآن مجید** کی بامعنی تعلیم کا انتظام کیا جائے اسلامیہ اسکولوں میں، جہاں صیغۂ دینیات اپنے اختیار میں ہے، اگر اس کا انتظام نہو تو اور کہاں ہو سکتا ہے سخت حیرت ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے سینکڑوں طرح کی دینیات کی کتابیں لکھی جاتی ہیں، ہزاروں اخلاقی افسانے تصنیف کئے جاتے ہیں، اور ان کے پڑھانے پر زور دیا جاتا ہے، مگر **قرآن مجید** جو ان ہی مقاصد کے لئے خدا کے یہاں سے اُتارا گیا ہے، اُسے صرف خوبصورت جزدان میں بند کر کے طاق پر رکھدئے جانے کے لئے چھوڑ دیا جائے، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر مسلمان کیوں قرآن کی بامعنی تعلیم سے اس قدر سرد مہری برت رہے ہیں؟ ہمارے اس مذہبی جذبہ پر صد حیف کہ ہم قرآن مجید کو چھوڑ کر ساری دنیا کی کتابوں اور افسانوں میں اخلاقی تعلیم ڈھونڈھتے ہیں اور اسطرح روز بروز قرآن کی بامعنی تعلیم کی اہمیت لوگوں کے

Marfat.com

دلوں سے لکھ رہے ہیں فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ،
واللہ اگر آج سے اس کا انتظام کیا جائے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو
قرآن مجید کی بامعنی تعلیم اہتمام سے دی جائے تو دس برس میں وہ نتیجے
نکلیں جو موجودہ طرز تعلیم سے سیکڑوں برس میں بھی نہ نکلیں گے،

یہ سب سے زیادہ تعجب خیز امر ہے کہ ہر مسلمان یہی کہتا ہے جو میں کہہ رہا ہوں
مگر عمل درآمد اس پر کہیں نہیں ہوتا اس سے بڑھکر ہماری اور کیا بدبختی ہو سکتی ہے

یہ **تفسیر قرآن** اپنی چند خصوصیتوں کی وجہ سے اس سلسلہ
میں نہایت مفید ثابت ہوئی ہے،

(۱) ترجمہ بامحاورہ ہے اور تفسیر نہایت عام فہم اور روزمرہ کی زبان میں ہے
(۲) تمام لفظی مباحثات اور غیر ضروری مناقشات بالکل قلم زد کر دیے
گئے ہیں، اور سارا زور اسی پر صرف کیا گیا ہے کہ قرآن کی اصل تعلیم
اور اس کا اصل مقصد بالکل صاف اور واضح اور سلیس اردو میں بیان کر دیا
جائے
(۳) بنیادی اصول و عقائد کو خود قرآن مجید ہی کی پیش کی ہوئی دلیلوں سے
اس طرح مدلل بیان کیا گیا ہے جس کے فلسفیانہ ہونے کی وجہ سے ہر تعلیمیافتہ
اور معقول پسند دماغ پسند کرے، اور جس کے عام فہم ہونے کی وجہ سے
ہر اردو خواں آسانی سے سمجھ سکے، اور اسے یہ بھی نہ معلوم ہو کہ یہ فلسفیانہ
دلیلیں ہیں،
(۴) طرز بیان نہایت دلچسپ ہے اور کوئی سورہ شروع کی جائے تو بغیر
ختم کیے ہوئے رکھنے کو جی نہیں چاہتا، اور رسالہ **معارف**
اعظم گڈھ نمبر ۴ جلد ۲ کے الفاظ میں دو زبان بھی صاف اور شستہ

اور یہ نہج جدید ہے"

یہ چند خصوصیات ہیں، جن کی بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ تفسیر دینیات کے کورس میں داخل کر دی جائے تو یقیناً نہایت عمدہ نتائج مترتب ہوں میرا فرض کہنا ہے اب قوم کے اربابِ حل وعقد اس پر غور کریں،

یہ تمہید ناتمام رہجائیگی اگر میں اپنے محترم اور نہایت ہی کرم فرما دوست جناب **ملنگ احمد بادشاہ** صاحب بی۔اے ملک التجار مدراس کا شکریہ نہ ادا کروں کہ اس سلسلۂ تفسیر کی بنیاد رکھنے میں انھوں نے نہایت ہی بیش بہا امداد و تقویت سے میری ہمت افزائی فرمائی ہے خدا نے ان کے دل میں خدمتِ دین کا جو جذبہ ودیعت فرمایا ہے، اس کی نظیر کمیاب ہے جزاہ اللّٰہ خیرًا،

ساتھ ہی اس کے میرے نہایت ہی مہربان اور محترم مخلص جناب **میر سراج الدین** صاحب جج چیف کورٹ ریاست بہاولپور پنجاب بھی میرے دلی شکریہ کے مستحق ہیں کہ اُن کا شغفِ فہمِ قرآن مجید اس سلسلۂ تفسیر کی ابتدا کرنے کے لئے ایک پُرزور اور حوصلہ افزا محرک بنا۔ اٰتاہ اللّٰہ حسنۃً وآخر دعوانا

اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

شائق احمد العثمانی

حق منزل۔ باڑھ۔ ضلع پٹنہ

سنہ ۱۳۳۷ ہجری

Marfat.com

سورۂ ملک

مکی ۔۔ ۳۰ آیتیں

اس سورت میں مذہب کے اہم بنیادی اصول اور عقیدوں کو ثابت کیا گیا ہے، سب سے پہلے خدا کی ہستی پر کئی طرح کی دلیلیں دی ہیں، اس کے بعد مجازات (جزا و سزا) کی حقیقت کھولی گئی ہے، اور برے انجام کی تصویر کو زیادہ روشن کیا گیا ہے پھر خدا کی قدرت پر زور دیکر ترہیب (ڈرانے) کا پہلو اختیار کیا گیا ہے اور اس طرح خدا کی قدرتوں کو مختلف طرح پر بیان کیا گیا ہے جس سے خود کئی مستقل دلیلیں خدا کے وجود پر قائم ہو گئی ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ اجمالی طور سے گذشتہ اقوام کے انجام کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، تاکہ طبیعت پوری طرح متاثر ہو کر نصیحت قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے، خلاصہ یہ کہ اس سورت کا موضوع الوہیت (خدا کی ہستی) اور جزا و سزا کو ثابت کرنا ہے، کہ یہی دو اعلیٰ اصول مذہب کے ہیں، اور بغیر ان دونوں عقیدوں کے کوئی انسان با اخلاق بلکہ انسان کامل نہیں بن سکتا،

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) مناظر قدرت سے خدا کی ہستی کا ثبوت

(۱) تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ

برکت والا ہے جس کے ہاتھ میں حکومت ہے، اور وہ

عَلیٰ کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ،

ہر چیز پر قادر ہے،

جس دنیا میں تم رہتے ہو، جس زمین پر تم بستے ہو، جس آب و ہوا میں تم پرورش پاتے ہو، اور جس سورج اور چاند کی روشنی اور حرارت سے تم اپنی زندگی کے بڑے بڑے کام نکالتے ہو، جن جمادات اور نباتات اور حیوانات سے تم طرح طرح کی خدمتیں لیتے ہو کبھی تم نے اس مجموعۂ عالم پر غور کیا ہے، کبھی اس شمسی نظام کا بھی تم نے مطالعہ کیا ہے؟ کبھی تم نے یہ بھی سوچا ہے کہ یہ چاند اور سورج یہ ستارے جو کروروں کی تعداد میں تمھیں نظر آتے ہیں، اور کروروں سے بھی زیادہ ایسے ہیں جنھیں تمھاری کمزور قوتِ بینائی دریافت نہیں کر سکتی، ان کی مختلف حرکتیں، کس طرح اس عمدہ انتظام کی ساتھ ہوتی رہتی ہیں، کوئی کسی طرف حرکت کرتا ہے، کوئی کسی طرف ایک آفتاب ہی کو دیکھو جس کے گرد اس قدر سیارے چکر لگاتے رہتے ہیں، چاند زمین کے گرد چکر لگاتا رہتا ہے، اور ہر ایک اپنی اپنی مقررہ حرکت مقررہ وقت میں پوری کر دیتے ہیں، نہ اس میں کبھی بدنظمی واقع ہوتی ہے، نہ کبھی جلدی یا دیر کی غلطی پائی جاتی ہے، جس کے لیے جو وقت، جو سمت اور جو مقدار حرکت کی مقرر ہے، ٹھیک اسی وقت میں، اسی سمت میں، اسی مقدار کے موافق حرکت کرتا ہے، اس قدر بڑے بڑے عظیم الشان سیارے کہ اگر آپس میں ٹکرا جائیں تو قیامت برپا ہو جائے،

کبھی تم نے اس پر بھی غور کیا ہے، کہ تم جو اناج زمین میں بوتے ہو،

اور اس سے اپنی غذا حاصل کرتے ہو، وہ کس طرح پیدا ہوتا ہے اُسکے پیدا ہونے کے لئے کون کون سے ایسے ضروری سامان ہیں، جو تمہارے قبضۂ قدرت سے باہر ہیں، تم صرف اتنا کر سکتے ہو، کہ بیج زمین میں ڈال دو، پھر اس کو بارش پہونچانا، اور زمین کے اندر روئیدگی کی قوت بخشنا، تمہاری محدود قوت سے بالاتر ہے، تو کیا تم نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ وہ پانی جس کے بغیر تم ایک دن بھی دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتے ہو، کس طرح مہیا کیا جاتا ہے،

پھر کیا تم نے کبھی اس پر غور کیا کہ تم کیا ہو، اور کیا تھے، اور کس طرح یہاں تک پہونچ گئے، کیا تم مٹی کے ذرات نہ تھے جو نباتات کی غذا بن کر اناج کی صورت میں آئے، پھر اناج سے انسان کے بدن میں داخل ہو کر خون اور گوشت کا سرخ لباس تم نے پہنا، اور پھر ایک قطرۂ ناپاک بن کر انسان ہی کے ایک مخصوص اور معین عضو میں تمہیں ایک مدت تک کے لئے رکھا گیا، گویا وہ انسان بنانے کی ایک مشین تھی جس میں تم ایک قطرہ سے بڑھتے بڑھتے اور ترقی کرتے کرتے تھوڑی ہی مدت میں ایک پورے انسان بن کر اس دنیا میں جلوہ افروز ہو گئے،

کیا ان باتوں سے ایک سمجھ دار اور سلیم الفطرت انسان آسانی سے یہ نہیں سمجھ سکتا، کہ اس کارخانے میں، اس سلسلہ جمادات وحیوانات ونباتات میں پھر خود انسان ہی کی پیدائش اور اس کے نشوونما، اور اس کی زندگی کی ساری ضروریات کے مہیا ہونے میں اس دنیا کے اندر جو اعلیٰ انتظامات ہوتے رہتے ہیں، اُن میں اعلیٰ درجہ کی حکمت اور تدبیر، اعلیٰ درجہ کی رحمت وکرم، اور انتہائی قوت اور قدرت

Marfat.com

کا پتہ لگتا ہے،

کیسی حکمت و تدبیر جو تمھاری پرورش اور تمہارے نشو و نما کے لئے اس عمدہ انتظام کے ساتھ سیاروں کو چلاتی ہے، کہ وہ کبھی ٹکرا کر تمھیں فنا نہیں کرتے، ایسے اچھے طریقہ سے تمھارے لئے پانی کا انتظام کرتی ہے کہ سمندر میں حرارت پہنچا کر وہاں سے بخارات اٹھاتی ہے اور پھر اس کو ٹھنڈک پہنچا کر بارش کی صورت میں تم پر برساتی ہے، پھر وہ بھی اس طرح کہ جس قدر تمھارے لئے ضروری ہے وہ رہ جاتا ہے، اور ضرورت سے زائد دریاؤں کے راستے سے اسی سمندر میں گر جاتا ہے، اس کے علاوہ اس دنیا کی ہر چیز بلکہ ہر ذرہ حکمتوں کا ایک ایک سمندر ہے، جسکی حد تک نہ تم پہنچ سکتے ہو، اور نہ تمھاری محدود قوت عقلی اس کی حقیقت کا پتہ لگا سکتی ہے،

کیسی رحمت! کہ بغیر تمھارے استحقاق کے تمھیں دنیا میں لا کر، ایسے وقت میں کہ تم آپ اپنا کوئی کام نہیں کر سکتے، سب سے پہلے تمھارے غذا کے لئے ایک خوشگوار اور لطیف دودہ کا انتظام کرتی ہے، جسکے مختلف اجزا کو تو تم انیسویں صدی کے سائنس اور علوم کی قوت سے علیحدہ علیحدہ کر کے دیکھ سکتے ہو مگر وہی اجزا اگر تمھیں دئے جاتے ہیں تو پھر کسی طرح اس کو مرکب کر کے دودھ نہیں بنا سکتے، اس کے علاوہ دنیا کا ہر ذرہ تمھارے لئے بلکہ تمام جاندار کے لئے ایک ایک مستقل رحمت کا خزانہ ہے،

کیسی قوت اور قدرت، کیسا ملکوت اور جبروت! کہ اس فضاے غیر متناہی کے اندر، ان عظیم الشان اجسام کو جن کی عظیم الشانی اور

Marfat.com

جن کے طول عرض عمق اور جن کی وسعت کا تمہاری آنکھ احاطہ نہیں کر سکتی
ایسے ایسے لاکھوں نہیں کروروں اجسام کو اس فضا میں تھامے ہوئے ہے
اور ایسے عمدہ انتظام میں جکڑے ہوئے ہے، جسکی گرفت سے اس نظام
کا ایک ذرہ بھی جنبش نہیں کر سکتا، یہ سورج جو ہم سے کروروں میل
دور ہے، جو ہمارے مسکونہ زمین سے کئی لاکھ گنا بڑا ہے، اسی عظیم الشان
قدرت کے آگے سرنگوں ہے، یہ لہراتا ہوا سمندر تڑپ رہا ہے، اضطراب
میں ہے، بیقرار ہے مگر اس کی کیا ہستی کہ اپنے منہ میں جھاگ لاکر زمین
والوں پر چڑھ آئے، اس کا پُر رعب تلاطم، جو دیکھنے میں ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ اب ساری زمین کو نگل جائے گا، کیا مجال کہ اپنے مقررہ
حد سے آگے بڑھ جائے، اس کی موجیں بہت کچھ کر سکتی ہیں مگر اس
عظیم الشان جبروت کے آگے وہ بھی سر تسلیم خم کئے ہوئے ہے، یہ سر بفلک
پہاڑ جو دست بستہ اور خاموش نظر آتے ہیں، یہ ہوا جو کبھی اپنی تیزی
میں آکر ملک کے ملک اور قوم کے قوم کو ہلاک کر دیتی ہے یہ ابر باراں
یہ طوفان، سب اسی کبریا کے دربار میں جبین نیاز ٹیکے ہوئے ہیں،
کہ وہ جب چاہے، اور جسطرح چاہے، ان سے کام لے تو کیا یہ حکمت
و تدبیر یہ رحمت و کرم، یہ قوت و قدرت ایک حکیم و مدبر، رحیم و کریم
قادر و توانا ہستی کی خبر نہیں دیتے، کیا ان باتوں سے صاف یہ
نظر نہیں آتا، کہ یہ صفتیں جس ذات کے اندر ہیں وہ یقیناً مادہ اور
اس کی حرکت نہیں بلکہ وہ وہی ذات ہے جسے اللہ کہتے ہیں،
تَبٰرَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ جسکے ہاتھ میں
اس دنیا کی حکومت ہے، در حقیقت وہ خدا بہت برکت والا ہے

Marfat.com

اور وہی واحد یکتا ذات ہے کہ یہ سارا عالم اس کی ہر چھوٹی بڑی ہستی، اس کا ایک ایک عظیم الشان جسم اور ہر ہر ذرہ اس کی قدرت کے ہاتھوں میں ہے، اور اسی کی عظمت وجلال، اسی کی کبریا و جبروت کے دربار میں سرنگوں ہے،

(۲) اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ

وہ جسنے موت اور حیات کو پیدا کیا تاکہ وہ آزمائے کہ تم میں سے

اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ،

کون کون عمل میں اچھا ہے، اور وہ زبردست اور بخشش والا ہے،

تم اگر اس عالم پر، اس کے نظام پر، اور اس دنیا کی تمام چھوٹی بڑی ہستیوں پر غور کروگے تو تم ضرور اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ گو اس عالم میں سینکڑوں مستقل اور الگ الگ عالم ہیں، مگر تمہارا تعلق اس عالم کے بڑے اور چھوٹے اجسام سے . . . اگر ہے تو یہی کہ تم اس دنیا کے ہر چھوٹے اور بڑے اجسام سے نفع اٹھاتے ہو، اور تم کسی کو نفع نہیں پہونچاتے، اس لئے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ یہ سارا عالم تمہارے ہی نفع کے لئے بنایا گیا ہے، جب یہ تمام عالم تمہارے لئے ہے تو اب تمہیں یہ دیکھنا چاہئے کہ تم کس لئے ہو، یہ تو ہو نہیں سکتا کہ تمہاری اس عظیم الشان ہستی اور اس اہم خلقت کا کوئی اعلیٰ مقصد نہ ہو، کیونکہ تمہارا خالق ایک حکیم ومدبر ہے تو ممکن نہیں کہ اس کا پیدا کیا ہوا ایک ذرہ اور اس کا بنایا ہوا ایک جسم بھی بے غرض یا بے حکمت یا بے مقصد وبے غایت ہو، بلکہ خالق کی حکمت کا تو یہ تقاضا ہے کہ مخلوق جس قدر افضل اور اعلیٰ اور اہم اور عظیم الشان ہوگی، اسکا

Marfat.com

مقصد اور غایت بھی ویسا ہی اہم اور اعلیٰ اور عظیم الشان ہو گا، پس جب ساری دنیا انسان کے لئے ہے تو ضرور انسان خدا کے لئے ہونا چاہیئے، یعنی اس کی زندگی کا مقصد اعلیٰ صرف اس قادر و توانا اس کبریاؤ جبروت والے آقا کی تسبیح و تقدیس، اس کے آگے سر تسلیم خم کرنا اور اس کے درگاہ عظمت میں جبین نیاز ٹیک دینا ہے، انسان کا یہی کمال ہے، اور اسکی زندگی کی کامیابی اور فلاح اور بہبودی کا یہی مطلب ہے کہ وہ اپنی ساری زندگی اسی قادر و توانا کی یاد میں گذار دے ہاں چونکہ وہ انسان بنایا گیا ہے چونکہ وہ مدنی الطبع ہے، اس لئے اس کو اپنی زندگی بسر کرنے کے لئے ضرورت ہے، کہ انسان کی آبادی میں رہے سب کے ساتھ ملکر اپنی زندگی کی ساری ضروریات آسانی کے ساتھ مہیا کرے، اور جب وہ اسطرح رہنے پر مجبور ہے، تو ضروری ہے کہ اس کے لئے لوگوں کے ساتھ مل کر رہنے کے قوانین مقرر کئے جائیں یہی قوانین ہیں، جن سے انسان اپنی تہذیب و معاشرت تمدن و سیاست کو اعلیٰ اور عمدہ پیمانہ پر مکمل کر سکتا ہے اور اسی تمدن اور اجتماعی زندگی کی وجہ سے انسان کا دوسرا اہم اور اعلیٰ فرض یہ ہے کہ مخلوق کے ساتھ نرمی اور محبت اور ہمدردی کا برتاؤ کرے - کیونکہ جب ہر انسان سمجھے گا کہ یہ میرا فرض ہے تو کم از کم وہ مخلوق کو ناحق ستانا یا ایذا پہونچانے سے پرہیز کریگا، اور جب وہ ایسا کریگا تو یقیناً دنیا کے امن کو اس سے بڑی تقویت پہونچے گی، اور پھر انسان کو اپنے پہلے اعلیٰ فرض کے پورے کرنے میں اطمینان و سکون نصیب ہوگا مذہب نے جو مالی یا بدنی عبادتیں مقرر کی ہیں، یا جو اخلاقی اور معاشرتی،

تمدنی و سیاسی قوانین اور احکام مقرر کئے ہیں، وہ سب انہی دونوں مقصدوں کو پورا کرنے کے لئے ہیں،

تو در اصل انسان کی زندگی صرف اس لئے ہے کہ وہ عمدہ طریقے کے ساتھ اپنے اس اعلیٰ مقصد کو پورا کرے، اور جو جو قوتیں اسے خدا نے دی ہیں انھیں اچھے طریقے پر استعمال کرے، اور ان قوتوں سے اسی طرح کام لے جس طرح خدا نے ہدایت دی ہے، کیونکہ اگر وہ اپنی فطری قوتوں کو ذرا بھی بے جا صرف کریگا یا ایک آدھ انچ بھی وہ فطری راہ سے ہٹے گا تو اصل مقصد میں یقیناً خلل واقع ہو جائے گا، اسی لئے جتنے ایسے کام ہیں کہ ان سے دنیا کے عمدہ نظم و نسق میں ہرج واقع ہو، یا جو کام اس اعلیٰ فطرتی انتظام میں خلل انداز ہوں، وہ سب برے ہیں اور ان ہی کو مذہب نے حرام یا گناہ قرار دیا ہے، اور جو کام ایسے ہیں، کہ ان سے دنیا کے فطرتی نظم و نسق میں مدد ملے، وہ سب اچھے ہیں اور ان ہی کو عمل صالح کہا جاتا ہے،

پس دنیاوی زندگی کا مقصد صرف یہی ہے کہ ان عمدہ کاموں کے ذریعہ سے انسان اپنے فطرتی کمال تک ترقی کرے، اور جہاں تک بڑھنے کی اس میں استعداد ہے، ان عمدہ کاموں سے اپنی انسانیت کو تقویت پہنچکر وہاں تک پہنچے، - اس کے بعد پھر موت ہے، اور وہ اس لئے ہے کہ اس زندگی میں جو شخص باوجود، مختلف آب و ہوا مختلف جماعت و گروہ کے گوناگوں خیالات اور مختلف خارجی اثرات سے متاثر ہونے کے بھی یہاں کے امتحان میں کامیاب ہوا، اور اپنی زندگی کے مقصد کو نہ بھولا، اسے وہاں اس کامیابی کا عمدہ

Marfat.com

پھل ملے، اور جو یہاں رہ کر زندگی کو قائم رکھنے کے اسباب اور وسیلوں میں اس طرح غرق ہوگیا کہ اصل مقصد کو فراموش کر بیٹھا اور ناکامیاب رہا، اس کو اس کی غفلت اور زیادتی اور قانون شکنی کی سزا دی جائے، کبھی کوئی انسان مر کر یا زندگی میں یا کسی حالت میں اس خدائے علیم و قادر کی دسترس اور گرفت سے باہر نہیں ہو سکتا وہ کسی وقت اور کسی حالت اور کسی آن میں اس خدا کی حکومت اور جبروت سے علیحدہ نہیں ہو سکتا، وہ جب چاہیگا، اور جس طرح چاہے اس زندگی کے اعمال کی جزا یا سزا دیگا، البتہ اس کی شان غفاری قہاری پر غالب ہے، اس کی رحمت اس کی غضب سے زیادہ ہے

تدبیر و حکمت سے خدا کی ہستی کا ثبوت

(۳) اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا، مَا تَرٰی

وہ جس نے اوپر نیچے سات آسمان بنائے، تو خدائے

فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ

رحمان کے بنانے میں کوئی کسر نہ دیکھے گا، ایک نظر دوڑا

تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ (۴) ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ

کیا تو کوئی بدنظمی دیکھتا ہے، پھر دوبارہ نظر دوڑا، تیری نظر

يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ

ذلیل ہو کر اور تھک کر واپس ہو جائیگی "

اس عالم شہادت پر غور کر چکے اور اس مجموعۂ کارخانۂ عالم پر ایک اجمالی نظر ڈال چکے تو اب ایک خاص مخلوق کو دیکھو، اور اس عالم کی کروروں غیر متناہی، بے حد، اور ان گنت اجسام اور ذرات میں سے

صرف آسمانوں کی دنیا کا مطالعہ کرو، اور ان سیارات پر، ان کی عظیم الشان اجسام پر، ان کے خارج از شمار تعداد پر پھر ان کی، گوناگوں حرکتوں پر، اور پھر ان حرکتوں کے مختلف آثار و نتائج پر غور کرو، اور اُس کے عمدہ اور کامیاب نظم و نسق کو تعجب کی نظروں سے دیکھکر انسانی انتظام سے اس کا مقابلہ کرو، دنیا کے عمدہ اور منتخب اور ترقی یافتہ دماغوں نے اپنے اپنے عہد میں جو اختراع اور ایجاد کیے ہیں، یا علم اور عقل کی ترقی نے اعلیٰ ترین فلسفی کارنامے دکھا کر دنیا کو محوِ حیرت بنا دیا ہے، ان کاموں کو دیکھو اور مثال کیلئے موجودہ زمانہ کے علوم جدیدہ کی بدولت جو، ریل، تار، ڈاک، ہوائی جہاز وغیرہ وغیرہ عالم وجود میں آئے ہیں۔ ان کاموں کا اور ان کے اعلیٰ ترین انتظامات کا ان سیاروں کی دنیا کے نظم و نسق سے مقابلہ کرو، تو تم کو حیرت ہوگی، جب دیکھو گے کہ یہ انسانی انتظامات باوجودیکہ وہ نہایت ترقی یافتہ دماغوں کے طے کردہ ہیں، ہمیشہ نہیں تو کبھی کبھی ضرور ناکام رہ جاتے ہیں، ریل ٹکرا جاتی ہے، اور سب سے زیادہ وقت کی پابندی کے ساتھ چلنے والی ریل جسے ڈاک گاڑی کہا جاتا ہے، وہ بھی بسا اوقات اپنے مقررہ وقت سے ٹل جاتی ہے، تار کا سلسلہ ذرا سی آندھی یا ابر و باران سے خراب ہو جاتا ہے، غرض یہ کہ انسانی کوئی انتظام ایسا نہیں جو ہمیشہ مقرر کردہ اصول اور قانون پر ٹھیک اُترے، اور انسان کا تجویز کردہ انتظام کس طرح برابر مقررہ اصول و قانون یا مقررہ اوقات پر ٹھیک اتر سکتا ہے، جبکہ خود انسان کی حرکت و سکون، اس کی رفتار و گفتار، اس کے اعمال و

Marfat.com

افعال اس کی صحت و مرض اور انتہا یہ کہ اس کی ہستی و نیستی خود اس کے انتظام اور اس کے قانون اور اس کی قوت اور قدرت کے احاطہ سے بالکل باہر اور بالا تر ہے،

تو پھر ان آسمانوں کی دنیا کا عمدہ انتظام اور ان عظیم الشان اور غیر متناہی سیارات کے کارخانہ کا یہ بہترین نظم و نسق جس میں کوئی کسر، کوئی کمی، کوئی خلل نظر نہیں آتا جس میں مقررہ قانون اور مقررہ اوقات، اور مقررہ حرکات کے اندر کوئی فرق یا کوئی تقدم و تاخر یا کوئی تفاوت نہیں واقع ہوتا تم بار بار اس طرف دیکھو، تم خوب غور کر کر کے، دوربین لگا لگا کر نظر ڈالو، تمہاری نظر ماند پڑ جائیگی تمہاری آنکھیں دکھ جائینگی، مگر اس انتظام میں تم ذرہ برابر بھی نقصان یا کمی یا خلل یا کوئی کسر نہیں دکھا سکوگے، تو کیا یہ کبھی غلط نہ ہونے والا انتظام زوروں کی آواز میں پکار کر اس بات پر شہادت نہیں دے رہا ہے کہ یہ انتظام ایسی عقل کل کا طے کیا ہوا ہے جس کے سامنے انسان کی ترقی یافتہ عقلیں، اور انسان کے بہترین اور چیدہ دماغ کی اتنی بھی حقیقت نہیں جتنی ایک قطرہ کی حقیقت ایک عظیم الشان لہراتے ہوئے سمندر کے سامنے ہے، یہی وہ معرکہ ہے جہاں منکرین خدا کے بازو ٹوٹ جاتے ہیں، اور یہی وہ خدائی برق ہے جہاں خدا کو نہ ماننے والوں کے خرمنِ علم و عقل جل کر خاک سیاہ ہو جاتے ہیں اور یہی وہ زمین ہے، جہاں ان کے پاؤں متزلزل ہو جاتے ہیں، اور بے اختیار زبان سے نکل جاتا ہے کہ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ،

رحمت سے خدا کی ہستی کا ثبوت

(۵) وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ،

اور بے شک ہم نے قریب ترین آسمان کو چراغوں سے زینت دی ہے

وہ ہماری (خدا ہی کی) ذات ہے جس نے قریب ترین آسمان کو چراغوں سے زینت دی ہے گو وہ چراغ اور ان کی حقیقت، تم پر محجوب ہے، گو اس کے جسم وجثہ کی اصلی کیفیت پر تمہاری کوتاہ بین نظر یا کمزور قوت عقل احاطہ نہیں پا سکتی، اور گو ان چراغوں کے کثیر اور بے تعداد آثار اور نتائج منافع اور فوائد کی حد تک تم نہیں پہنچ سکتے ہو، تاہم کم از کم ان ہستیوں کا اتنا ظاہر اور کھلا نفع ہر انسان کو معلوم ہے کہ وہ رات کی تاریکی میں خوبصورت قندیلوں کی جگہ کام آتے ہیں، یہ نفع فی نفسہٖ بہت بڑا نفع ہے جس کی بدولت نہ صرف روشنی پہنچتی ہے، بلکہ عظیم الشان اور لکھوکھا میل لمبے چوڑے سمندروں میں جہاز رانی جو ہوتی ہے وہ بھی ان ہی ستاروں کے ذریعہ سے ہوتی ہے، آج قطب نما وغیرہ نوایجاد چیزیں ہیں جس سے جہاز رانی میں بڑی مدد ملتی ہے مگر جب سے دنیا کی عمر ہے اور جب سے دنیا میں جہاز رانی کا سلسلہ شروع ہوا ہے یہی آسمانی چراغ قطب نما کا بھی کام دیتے تھے اور آج بھی یہ آسمانی قطب نما اس نوایجاد قطب نما سے ہزار درجہ عمدہ اور صحیح راہ کی طرف ہدایت کرتے ہیں، یہ قطب نما بعض اوقات بگڑ بھی جاتا ہے مگر وہ آسمانی راہ نما نہ معلوم کب سے اور نہ معلوم کب تک اس طرح راہنمائی کرتے

Marfat.com

رہیں گے جس طرح آجتک کرتے آرہے ہیں، بظاہر تو ستاروں کی اس خدمت کی کوئی اہمیت ذہن میں نہیں آتی مگر جہاز رانی اور اس کے بیشمار عظیم الشان فوائد اور خصوصاً موجودہ عہد ترقی کے اندر حکومت اور تجارت میں جو گہرا تعلق ہے اس پر غور کرو اور پھر دیکھو کہ دنیا کی تجارت میں جہاز رانی کا کس قدر ہاتھ ہے تو تم کو جہاز رانی کی اہمیت پوری طرح معلوم ہوگی، آج یورپ اور ایشیا اور امریکہ اور افریقہ کی دوری جو کلکتہ اور بمبئی اور دہلی اور لاہور کی مسافت سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی، وہ صرف موجودہ زمانہ کی ترقی یافتہ جہاز رانی کی بدولت ہے،

یہ ان خاموش ستاروں کی وہ ظاہر خدمت ہے جسے ہر انسان آسانی سے سمجھتا ہے، اس سے آگے بڑھکر یہ کہ دنیا کے مختلف موسم رات دن، سردی گرمی، ابر و بارش، وغیرہ ان ستاروں کا کیا اثر ہے، غلہ اور نباتات بلکہ خود حیوان اور انسان پر براہ راست یا بالواسطہ ان ستاروں کی حرکتوں کا کیا اثر پڑتا ہے اگر اس پر غور کرنا چاہو تو لاکھوں انسان کی زندگیاں ختم ہو جا سکتی ہیں مگر یہ سلسلۂ تحقیق کبھی ختم نہیں ہو سکتا، تو دراصل دنیا کا یہ کارخانہ ایک دریائے رحمت ہے، نباتات کی حق، حیوان اور خود انسان کے حق میں تو کیا یہ ہستیاں جو قوت قدرت حکمت و تدبیر اور رحمت و کرم سے لبریز ہیں اس ایک رحیم و رحمان خدا کی خبر نہیں دے رہی ہیں، جس نے ہم کو اور تم کو بلکہ ساری کائنات کو بلا کسی استحقاق کے دنیا میں موجود کیا اور پھر ساری ضرورتوں کو بلا وجہ مہیا کرنے کے لئے دنیا میں انتظامات

Marfat.com

کر دئے ہیں، اور جو ہماری ہر طرح کی غلطیوں، نافرمانیوں، بدعاشیوں اور سرکشیوں کو دیکھتا ہے، مگر ہماری زندگی کی ضروریات کے دروازے کو اپنی بے حد بے پایاں رحمت و کرم کی وجہ سے ہم پر بند نہیں کرتا،

وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ
اور ہم نے ان کو شیطانوں کیلئے مار دینا رکھا ہے

مگر ہاں جس طرح ایک رحیم اور منصف حاکم کے رحم و انصاف کا تقاضا ہے کہ مظلوم کو خوش کرے اور ظالم و سرکش کو سزائیں دے اسی طرح اس رحمان اور رحیم مطلق کی رحمت بھی اگر اچھے لوگوں کو اور نکوکاروں کو انعام اور بخشش سے نوازتی ہے، تو اس کے ساتھ ہی سرکش اور ظالم انسان کو عذاب و مصیبت میں مبتلا کرتی ہے کہ یہی رحمت و کرم کا تقاضا ہے، رحمت کے یہ معنی نہیں کہ ظالم اور سرکش کے ساتھ عمدہ سلوک کرکے ان کو جری اور ڈھیٹھ بنا دیا جائے جس سے وہ مطمئن ہو کر کمزوروں کو ستائیں سه

نکوئی با بداں کردن چناں ست + کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

اگر ایک طرف وہ رحیم مطلق اپنے بندوں کو ان ستاروں سے روشنی پہونچاتا ہے تو دوسری طرف شیاطین اور شریر مخلوق کو ان ہی ستاروں سے روکتا ہے اور ایسا اوقات شہاب سے یعنی وہ ٹوٹنے والے ستارے جو عموماً رات میں گرتے ہوئے نظر آتے ہیں ان سے انھیں سزائیں دیتا ہے، اور جب یہ شیاطین آسمان یعنی روحانیات کی دنیا کی طرف قدم بڑھانا چاہتے ہیں تو یہی ستارے ان کے لیئے رکاوٹ ہو جاتے ہیں،

باقی رہی یہ بات کہ یہ ستارے کس طرح رکاوٹ ہو جاتے ہیں
یا یہ کہ گرنے والے ستارے کیونکر ان کے لئے باعث سزا ہوتے ہیں،
اس کو نہ سمجھنے کی ضرورت ہے نہ ہم اپنی محدود قوت عقلیہ سے اسے
طے کر سکتے ہیں، مثلاً ہم اپنی عقل سے اتنا ضرور طے کر سکتے ہیں کہ خدا
موجود ہے، خدا کی ضرورت ہے، جنت اور دوزخ موجود ہے
قیامت ضرور ہوگی، وغیرہ وغیرہ مگر خدا کی حقیقت جنت اور دوزخ
کی مفصل حالت، یا قیامت کی پوری کیفیت ہم نہیں معلوم کر سکتے
کیونکہ ان چیزوں کے وجود کو ہم صرف عقلی دلیلوں سے مجبور ہو کر
مانتے ہیں، اسلئے جہانتک ضرورت ہے، وہیں تک ہم ثابت کر سکتے
ہیں، دنیا کا کارخانہ بغیر ایک خدا کے مانے ہوئے درست نہیں ہو سکتا
اس لئے ایک خالق کا وجود ضروری ہے، اسی طرح خدا کے صفات
بھی صرف عقلی ضرورت کی وجہ سے ثابت کی جاتی ہیں، اس سے
آگے اس کے وجود کی حقیقت یا اسکی کیفیت نہ تو انسانی عقل میں
سما سکتی ہے اور نہ اسکی کوئی ضرورت ہے، یہ باتیں ظاہری
حواس کے قلمرو سے باہر ہیں، البتہ جو چیزیں حواس ظاہری کے سرحد
میں ہیں، ان کے اندر یہ ممکن ہے کہ جتنی کیفیتیں ہم کو آج معلوم ہیں یا
کل اس سے زیادہ معلوم ہو جائیں، یہ ممکن ہے کہ کوئی ایسا دوربین
ایجاد ہو جائے جس سے نو کرور میل دور کی چیزیں صاف نظر آنے
لگیں تو آسانی کے ساتھ آفتاب کے جسم کی مفصل حالت اور اسکی
حقیقت ہمکو معلوم ہو سکتی ہے،

اسی طرح شیطان، فرشتہ وغیرہ کی ہستی کا پتہ ہم کو

عقلی دلیلوں سے ملتا ہے، اب ان کی مفصل حقیقت اور ساری کیفیت چونکہ اس کے معلوم ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس لئے کوئی دلیل بھی اس پر قائم نہیں ہو سکتی نہ ان کی مفصل حالتوں اور کیفیتوں کو مذہب کے عقائد اور اصول سے کوئی تعلق ہے، اگر اس قسم کا کوئی ذکر قرآن میں آجائے تو ہم اس کو اس کے ظاہری معنوں میں تسلیم کر لینگے، اور صرف اس وجہ سے کہ ہماری عقل اس کی حقیقت نہیں سمجھ سکتی، ہم اس کے وجود سے انکار کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے ہاں اگر کسی مستقل عقیدہ یا کسی مذہبی اصول کا دعوی پیش کیا جائے تو وہ بلا دلیل نہ قابل تسلیم ہے، اور نہ اس پر کوئی عقل انسانی مجبور کی جا سکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن نے کوئی عقیدہ یا کوئی مذہبی اصول اس غیر معقول طریقہ سے پیش نہیں کیا،

شیطان کی مجمل حقیقت

شیطان عموماً ہر اس قوت کا نام ہے، جو انسان کو اس کے فطری کمال تک پہنچنے کے راستے میں رکاوٹ پیدا کرے، خواہ وہ انسان ہو یا حیوان یا کوئی اور مخلوق، اور خصوصیت کے ساتھ شیطان اس ذی عقل کو کہتے ہیں، جو ہمارے ظاہر حواس کی پہنچ سے بالا ہے اور محض شر و فتنہ سے پر ہے، اس کا وجود اسطرح ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کے اندر ہر چیز کے لئے ایک خاص جگہ اور خاص طبعی مکان ہے، ہوا، آگ، پانی، مٹی، ہر ایک کے لئے الگ الگ مکان ہے، ہوا کے مکان میں صرف ہوا ہی ہے، پانی کی مکان

Marfat.com

میں صرف ہوا ہی ہے، پانی کے مکان میں صرف پانی، اور مٹی کی جگہ میں صرف مٹی، ان چیزوں میں سے اگر ایک دوسرے کے مکان میں لے جائی جاوے تو وہ اس کا اصلی وطن نہ ہوگا، اور نہ وہ خود اپنی حرکت سے جاسکیگی بلکہ اس کو قسری حرکت کہا جائے گا، اور وہ ہمیشہ اپنے اصلی وطن واپس آجانا چاہیگی، ہوا کی جگہ پانی کے اوپر اور مٹی کی جگہ پانی کے نیچے ہے، اگر پانی یا مٹی کو ہوا پر پھینکو تو جب تک بیرونی قوت کا اثر رہے گا، وہ ہوا پر رہیگی اور جہاں وہ بیرونی قوت زائل ہوگی، فوراً وہاں سے واپس آجائے گی ہوا کو بہ زور پانی کے اندر داخل کرو باہر نکل آئے گی، اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر چیز کا وطن اور طبعی مکان الگ الگ ہے، آگ اور پانی کو ایک ساتھ دیکھو تو سمجھ لو کہ یا تو دونوں یا ان دو میں سے ایک ضرور اپنے اصلی وطن سے ہٹا کر لایا گیا ہے، حیوانی جسم کے اندر مختلف آثار دیکھ کر ہم یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ یہ جسم ہوا، پانی، مٹی، آگ وغیرہ کا مجموعہ ہے۔ تو اب ظاہر ہے کہ یہ مختلف چیزیں جو ایک جسم میں مجتمع ہیں۔ یقیناً یہ جسم ان سب کا اصلی وطن اور طبعی مکان نہیں، بلکہ یہ عارضی مقام ہے، اور یہ مختلف چیزیں اپنے اپنے وطن سے لاکر یہاں اکٹھا کر دی گئی ہیں، اور جب یہ جسم فنا ہوگا تو سارے اجزا اپنے اپنے اصلی مقام میں چلے جائینگے، اب اس طرح انسان کے اخلاق و اعمال پر غور کرو اسکی مختلف جسمانی کیفیت کی طرح مختلف روحانی کیفیت بھی نظر آئیگی، نیکی اور بدی دونوں ایک انسان کے اندر مجتمع پاؤگے، بھلائی اور برائی دونوں کا مجموعہ تم ایک انسان کو دیکھوگے جس سے تم کو یقیناً اس نتیجہ پر پہونچنا پڑیگا کہ انسان بھلائی اور برائی دونوں کا اصلی وطن نہیں، کیونکہ ایک جگہ ایک ہی چیز کا طبعی مکان ہوسکتا ہے

اس لئے ضرور ہے بھلائی اور برائی کا دو وطن الگ الگ ہو، بھلائی کی طبعی مکان میں برائی ذرہ برابر نہ ہوگی، اور برائی کے اصلی مکان میں بھلائی ذرہ برابر نہ ہوگی، اس لئے تم کو مجبور ہو کر دو ایسی مخلوق کو تسلیم کرنا پڑے گا جن میں سے ایک صرف نیک ہی نیک ہو جسے قرآن ملائکہ یعنی فرشتہ کہتا ہے اور دوسری صرف بری ہی بری ہوگی، جسے قرآن شیاطین کہکر پکارتا ہے، انسان ان دونوں کا معجون مرکب ہے، اور یہی وجہ ہے کہ وہ اگر باوجود اس کے اپنی زندگی کامیابی کے ساتھ گذارے تو اس کے لئے نہایت شاندار انجام ہے،

جنت اور دوزخ کا بھی یہی فلسفہ ہے، اور ہم انسان ہی کے اندر آرام اور تکلیف، رنج و راحت دونوں متضاد کیفیتوں کا اکٹھا دیکھ کر اس فیصلہ پر مجبور ہو جاتے ہیں، آرام اور تکلیف کا الگ الگ دو اصلی وطن مستقل ہے جہاں سے یہ دونوں لائے گئے ہیں اور دنیا کے اندر ایک ہستی اور ایک مقام میں مجتمع کر دئے گئے ہیں، یہ ایک نہایت ظاہر اور صاف دلیل ہے اور اس پر جسقدر غور کیا جائے، زیادہ واضح ہو جاتی ہے،

وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ

اور ان کے لئے ہمنے دہکتی ہوئی آگ کا عذاب مقرر کر رکھا ہے،

اور صرف یہی نہیں کہ جب وہ عالم روحانیات کی طرف قدم بڑھانا چاہتے ہیں تو انھیں روک دیا جاتا ہے، بلکہ ان کے لئے ایک دوامی عذاب ہے، اور ان کی انتہا دوزخ کی طرف ہوگی جہاں ان کی سرکشی اور ان کا تمرد وطغیان دہکتی ہوئی آگ کی صورت میں ان کی تواضع کے لئے موجود ہوگا،

Marfat.com

(۶) وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ،

اور جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (۷) اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا

اور وہ برا ٹھکانا ہے، جب وہ اسمیں ڈالے جائینگے تو اس کے لئے ایک

شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ (۸) تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ

چیخ سنینگے اور وہ جوش مارتا ہوگا، قریب ہوگا کہ غصے سے پھٹ جاوے

كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ

جب اس میں کوئی جماعت ڈالی جاویگی تو اسکے چوکیدار انسے پوچھینگے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا؟

یہ سزا اور یہ عذاب کچھ شیطان ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ، موت اور حیات کے پیدا کرنے کا مقصد یہی ہے کہ اچھے اور برے کا اچھا اور برا انجام ہو، اور جتنے لوگ ایسے ہیں کہ انھوں نے اپنی زندگی میں خدا کو نہ پہچانا یا پہچان کر اس کے نافرمان اور ناشکرے بنے رہے، اور اس کے حقوق جو ان پر تھے، پورے نہ کئے، یعنی اپنے فرائض سے غافل رہے، ان سب کا ٹھکانا نہایت برا ہوگا، انہیں آخرکار جہنم میں داخل ہونا پڑے گا، جب وہ اس میں ڈالے جائینگے، تو وہ اس جہنم کے اندر ایک شور و غوغا اور ایک جوش اس کی آگ میں پائینگے، اس کی بھڑکتی ہوئی آگ اور دہکتا ہوا شعلہ دیکھ کر یہ محسوس کرینگے کہ جہنم مارے غصے اور غضب کے پھٹ پڑیگی جب کوئی جماعت اس جہنم میں ڈالی جائیگی تو اس جہنم کے اوپر جو فرشتے مامور ہونگے وہ ان لوگوں سے پوچھینگے کہ کیا تمہارے پاس دنیا میں خدا کی طرف سے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ - کیا تمہارے پاس کوئی نصیحت کرنے والا، اور اس زندگی کے اچھے اور برے انجام کی خبر دینے والا

خدا کی طرف سے نہیں بھیجا گیا تھا ؟،

(۹) قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ فَکَذَّبْنَا وَقُلْنَا

وہ کہینگے کیوں نہیں ہمارے پاس ڈرانے والا ضرور آیا پر ہمنے جھٹلایا

مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ کَبِیْرٍ،

اور کہا کہ اللہ نے کوئی چیز نہیں اتاری تم تو محض ایک بڑی گمراہی میں ہو،

(۱۰) وَقَالُوْا لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا کُنَّا فِیْٓ

اور کہینگے کہ اگر ہم سنتے ہوتے اور عقل رکھتے ہوتے تو ہم دوزخیوں میں

اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ (۱۱) فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ

نہ ہوتے، تو وہ اپنے گناہ کا اقرار کرینگے

فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ،،،،،،،

بس لعنت ہے دوزخ والوں پر،،

وہ لوگ کہینگے کہ ہاں ڈرانے والا تو ضرور آیا تھا اگر ہم نے اپنی سرکشی اور تمرد کی وجہ سے انھیں جھٹلایا اور ان سے کہا کہ خدا نے کچھ نازل نہیں کیا ہے، تم لوگ خود گمراہ ہو اور پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہو، اے کاش! دنیاوی زندگی میں ہم اپنے کانوں سے ان سچے پیغمبروں کی باتیں سنتے اور مانتے، اے کاش! ہم اپنی عقل سے غور کر کے ان کی باتوں کی قدر و قیمت پہچانتے، اور اس پر عمل کرتے تو آج یہ روز بد دیکھنا نہ پڑتا اور نہ جہنم میں جانا پڑتا، بہر حال جس طرح دنیا میں پیغمبروں کو بھیج کر ان پر حجت پوری کر دی گئی، اسی طرح قیامت کے دن جہنم میں داخل کئے جانے کے وقت بھی اُن پر حجت پوری کر دی جائیگی اور صاف طور سے اُن سے اقرار کرالیا جائیگا کہ وہ بے شک

مجرم ہیں، اور گنہگار ہیں، تاکہ کسی طرح کا عذر نہ باقی رہے، تو ایسے اقراری مجرموں پر جن کا ٹھکانا دوزخ ہے، افسوس ہے اور صد افسوس ہے

(۱۲) اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ لَهُمْ

بے شک جو لوگ غائبانہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں

مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِیْرٌ

انکے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے،

جنہوں نے موت اور حیات کے سلسلہ کا مقصد پہچان کر اس دنیا میں عمل محنت میں زندگی گذار کر، اور باوجود اس دنیا کے ہزاروں خارجی موانع اور مخالف اثرات کے اس اپنی زندگی کے اصل مقصد کو ہاتھ سے نہ دیا اور کسی حال میں خدا کو دل سے نہ بھولا ہمیشہ برے انجام اور خدا کے مقرر کردہ عذاب سے خائف ولرزاں رہا صرف لوگوں کو دکھانے کیلئے نہیں بلکہ تنہائی میں، پردہ میں، اور صیغۂ راز میں بھی اس کو خدا کا ویسا ہی دھیان رہا جیسا ایک انسان کو رہنا چاہیئے، تو اس کے اس خلوص، اس سچائی اور مقصد شناسی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کی اس کامیاب زندگی کا ضرور ایک شاندار عمدہ نتیجہ خدا کے یہاں ہوگا، کیونکہ بہت لوگ ہیں جو انسان کے ڈر سے مجمع میں خدا کا خوف اور اس کی یاد ظاہر کرتے ہیں، تو دراصل وہ خدا سے نہیں ڈرتے بلکہ خدا کی پیدا کی ہوئی مخلوق سے ڈرتے ہیں، جو اس لئے نہیں کہ ان سے ڈرا جائے (علم خداوندی سے قیامت کا ثبوت)

(۱۳) وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ

اور خواہ تم اپنی بات چھپاؤ یا آشکارا کرو ، ، ، ،

إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

وہ تو سینوں کے اندر کی باتوں کی خبر رکھتا ہے

مگر اے وہ لوگو جو اس ریاکاری میں مبتلا ہو، اور جن کو اچھے کاموں آمادہ کرنے والا یا برے کاموں سے روکنے والا صرف انسان کی تعریف اور مذمت کا خیال ہو، جو اپنے دل میں خوف رکھتا ہو، مگر خدا کا نہیں بلکہ انسان کا اور جو ظاہر میں نہایت نیک ہو مگر پوشیدگی میں نہایت برا، ایسے لوگ نہایت کم بخت ہیں اور وہ سخت غلطی میں مبتلا ہیں، اور نہایت ٹیڑھی راہ چل رہے ہیں، ان پر واضح رہے کہ خدا جس طرح تمھاری ظاہری اور کھلی باتوں کو جانتا ہے، اسی طرح تمھاری پوشیدہ اور صیغۂ راز کی بھی ساری باتیں اس پر برابر ظاہر ہیں، تمھارے کام اور تمھاری باتیں تو الگ ہیں، تمھارے دلوں میں جو باتیں گذرتی ہیں اور جن امور کا تم کو صرف خیال آتا ہے، عملی صورت میں تم اب تک اُسے نہیں لائے، ان قلبی حرکات کا بھی خدا کو پورا پورا علم ہے، اِسلئے تمکو چاہئے کہ جسطرح مجمع میں اور ظاہر میں اپنے کو نیک بنائے رہتے ہو، باطن مین اور پوشیدگی میں بھی ویسے ہی نیک بنے رہو، اور ڈرو صرف اس خدا سے جس کے قبضہ میں تمھارا اچھا یا برا انجام ہے، کیونکہ اسکو یہ حق پہونچتا ہے کہ اس سے ڈرا جائے، جس کے قبضہ میں تمھارا وجود تمھارا عدم تمھارے زندگی کی ساری ضروریات، تمھاری کامیابی اور تمھاری ناکامیابی اور انتہا یہ کہ تمھارا اچھا یا برا انجام ہو،

(أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ)

کیا جسنے پیدا کیا وہ نہیں جانتا ہے حالانکہ وہ لطیف ہے وہ خبیر ہے،

68567 86067

Marfat.com

جس کو اس میں شبہ ہو کہ خدا چھپی اور کھلی باتوں کو کس طرح جانتا ہے
کھلی باتیں تو خیر ظاہر ہیں مگر جو باتیں کہ مخفی ہیں، ایک ہاتھ کرتا ہے تو
دوسرے ہاتھ تک کو خبر نہیں ہوتی۔ اس کا علم خدا کو کسطرح ہوتا ہے
تو ایسے شخص کو چاہئے کہ پہلے خدا کے صفات پر غور کرے اور دیکھے کہ
اس سے اور خدا سے کس قسم کا تعلق ہے، خدا کو اس سے صرف ایک
دنیاوی محافظ یا نگران یا حاکم کے ایسا ہی تعلق نہیں جنہیں صرف ان ہی
باتوں کا علم ہو سکتا ہے، جنہیں وہ خود دیکھیں یا سنیں، یا دوسروں کے
ذریعہ سے انھیں خبر ملے، اور جو کام اس طرح کئے جائیں کہ کوئی انسان
اس پر مطلع نہ ہو سکے، ایسے کاموں کی خبر دنیاوی حاکموں کو نہیں ہو سکتی
یا جو خیالات دل میں پوشیدہ ہیں، جو ارادے اب تک احاطہ عمل میں
نہیں آئے، ایسی باتوں پر آگاہ ہونا دنیاوی نگرانیوں کی قدرت کے احاطہ
سے بہت باہر ہے، یہی وجہ ہے کہ سینکڑوں مجرم ایسے ہیں، جو خلاف قانون
سلطنت سینکڑوں جرم پردہ میں اور پوشیدگی میں کرتے ہیں، یا
سینکڑوں ایسے ہیں جو نہ صرف قانون کے خلاف بلکہ انسانیت کے خلاف
خیالات اور ارادے دل میں رکھتے ہیں، مگر دنیاوی حکومت کے اعظم ایسے
مجرموں کا نہ سراغ لگا سکتے ہیں اور نہ ان کو گرفتار کر کے سزا دے سکتے ہیں،
مگر ایسے بد باطن انسان کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ خدا کا تعلق انسان سے ایسا
بیرونی اور سطحی نہیں ہے، جو تعلق اس کی روح کو اس کے بدن سے ہے
خدا کا تعلق اس سے، اس سے بھی زیادہ گہرا ہے، خدا صرف اس کا محافظ
اس پر نگراں، اس پر حاکم حقیقی ہی نہیں بلکہ وہی خدا اس کا خالق ہے، یعنی
پیدا کرنے والا ہے، صرف بنانے والا نہیں، جو اجزا کو لے کر مرکب کر دیا کرتے ہیں

کیونکہ ایسے بنانے والے کو مرکب کے حالات سے کیا واقفیت ہو سکتی ہے، خود اجزا کے اندرونی حالات سے آگاہی نہیں ہوتی خدا چونکہ ان اجزا کا بھی پیدا کرنے والا ہے، جس سے اس نے انسان کو بنایا ہے، اس لئے انسان کے ذرہ ذرہ کے مفصل اور مکمل حالات سے پوری آگاہی رکھتا ہے کیونکہ جب تک کسی چیز کا علم نہ ہو اس کو عمل میں لانا محال ہے، خدا نے جب انسان کو اور جن چیزوں سے انسان بنا ہے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے اسلئے ضرور ہے کہ ان چیزوں کا مفصل اور مکمل علم اس کو ہو، یہی وجہ ہے کہ انسان کے اعمال واقوال تو الگ ہیں اس کے دل کے ارادے اور دماغ کے خیالات سے بھی وہ پوری طرح واقفیت رکھتا ہے، کیونکہ وہ خدا لطیف ہے اس کا علم اور اس کی قدرت مخلوق کے ذرہ ذرہ میں سرایت کئے ہوئے ہے، دنیاوی نگرانوں کی طرح اسکی نگرانی اور حفاظت کا دائرہ صرف جسم کے بیرونی سطح پر محدود نہیں، اس لئے انسان کو چاہئے کہ خدا کے علم پر غور کر کے اپنے ظاہر و باطن کو پاک وصاف رکھے، برے کام جو تنہائی میں کئے جائیں، یا برے ارادے اور برے خیالات جن پر دنیاوی حکومت بوجہ اپنی کم علمی کے نہ گرفت کر سکتی ہے نہ سزا دے سکتی ہے، خدا سے کچھ بھی مخفی اور پوشیدہ نہیں تم چھپ کر جو کام کرتے ہو تم اپنے دل میں جو خیالات پکاتے ہو خدا پر وہ اسی طرح روشن ہیں جسطرح تمھارے وہ کام جو تم مجمع میں کرتے ہو، اگر انسان کو انسان بننے کی ضرورت ہے اور اگر یہ بھی صحیح ہے کہ صرف دنیاوی حکومت کی گرفت انسان کے قول کو، اس کے عمل کو اور اس کی دل و دماغ کو پاک وصاف بنانے کے لئے کافی نہیں، اس کے ظاہر و باطن کو یکساں بااخلاق نہیں بنا سکتی، تو پھر کون ہے جو مذہب کی ضرورت

سے انکار کر سکتا ہے،

کیا منکرین خدا (اتھیسٹ) کا فلسفہ ایک انسان کو مکمل انسان یعنی انسانی قانون کا پابند بنا سکتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو وہ آئیں اور دنیا کے سب سے بڑے منکر خدا کی زندگی دنیا پر پیش کریں، ہم بھی دنیا کے سب سے پہلے مذہب کے معلم یا سب سے بڑے مذہب کے معلم کی زندگی پیش کرتے ہیں، پھر دنیا کے لوگوں کا فیصلہ پوچھیں کہ قانون انسانیت کے لحاظ سے ان دونوں میں کون انسان کامل کہلانے کا مستحق ہے،

(۲) خدا کی قدرت و حکمت سے قیامت کا ثبوت

بُرے لوگوں کے انجام کے بعد اچھے لوگوں کے انجام کا ذکر کر کے خدا کے علم محیط سے اس بات پر دلیل دی گئی کہ اسے اپنے بندوں کے ہر ہر حرکت و سکون کا تفصیلی علم ہے، اور اس علم کا تقاضا ہے کہ وہ ذات جو عادل اور منصف مالک الملکوت ہے کسی انسانی ہستی کے کسی ذرۂ عمل کو رائگان نہ ہونے دے، بلکہ ہر متنفس کو اس کے نیک و بد اعمال واقوال کے برابر اسے نیک و بد نتیجہ دے، تو اب آئندہ آیت میں اس کی قدرت اور حکمت کے، اس کی رحمت و کرم کے چند کرشمے دکھا کر یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ضرور انسان کو موت کے بعد اس کی طرف جانا پڑیگا اور ساتھ ہی اسکے ڈرایا گیا ہے کہ اے غافل انسانو! صرف آخرت ہی کا عذاب ایسا نہیں جس سے تم کو خائف و لرزان ہو کر اپنے اصلاح کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے بلکہ تم اپنی اس زندگی کو بھی خدا کے عذاب کی دسترس سے محفوظ اور مامون نہ سمجھ بیٹھو، اس کی کیا ضمانت ہے کہ وہ رحیم و منصف خدا تمہاری بدکرداریوں کی زیادتی

سے بیزار ہو کر تمہیں اسی دنیا میں کوئی غیر معمولی سزا نہ دیگا، یا یہ کہ وہ نہایت آسانی سے ایسے اسباب و ذرائع مہیا نہیں کر سکتا ہے کہ تم اسی دنیا میں کسی غیر معمولی آسمانی حوادث سے یک بیک بری طرح تباہ اور برباد ہو جاؤ کہ بہت سی اگلی قومیں جن کے حالات تم کو معلوم ہیں اور بہت ایسی، جس کے حالات تمہیں نہیں معلوم ہیں اس قسم کی غیر معمولی آسمانی ہلاکت باریوں سے اپنی بُری زندگی کا تلخ انجام دیکھ چکی ہیں

(هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا

وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو مسخر بنا دیا ہے، تو اسکے

فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِن رِّزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ)

اطراف میں چلو پھرو اور اسکے رزق سے کھاؤ، اور اسی کیطرف اٹھکر جانا ہے

اُس خدائے علیم و خبیر کو جو تمہارا، تمہارے اجزا کے ایک ایک ذرہ کا، تمہارے کاموں کا، تمہاری باتوں کا، تمہارے دل و دماغ کے اندرونی مخفی خیالات وارادوں کا جو مفصل اور مکمل علم ہے اس کی صرف یہی وجہ نہیں کہ وہ تمہارا خالق ہے بلکہ تم اور تمہاری آنکھ، کان، تمہارے تمام ظاہری حواس اور باطنی قوتوں کے احاطۂ ادراک میں جو چیزیں ہیں اور جو نہیں ہیں سبکے خالق وہی ہے، اور یہی نہیں کہ وہ تمہارا صرف خالق ہے بلکہ تمہارا پروردگار بھی ہے، صرف یہی نہیں کہ اس نے تمھیں اس کارزارِ عالم میں خلعتِ ہستی سے سرفراز فرما کر یونہی چھوڑ دیا بلکہ آنِ پیدائش سے لیکر آنِ موت تک تمہاری ساری زندگی کی ضروریات کا مہیا ہو جانا جن کے وجود و حقیقت اور جن کے علل و اسباب کو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اور ربط دیتے دیتے دنیا کی اتنی بڑی زندگی، اور دنیا کے فلسفیوں کی

اتنی سعی و کوشش اور خود فلسفہ کی ہزاروں برس کی عمر تھک گئی اور کامیابی نہ ہوئی کہ اس سلسلہ علل و
اسباب کو نہ دریافت کر سکی، ان ساری قدرتی ضروریات کا بروقت
ضرورت مہیا ہو جانا، اسی خدائے قادر کی غیر متناہی بخشش و کرم کے
مواج دریا کی ایک لہر ہے، ساری پیش نظر کائنات کو الگ رکھو صرف
اس کرۂ زمین کو دیکھو جس پر تم چلتے ہو، جس پر تم رہ کر اپنی زندگی کے
ساری ضروریات بہم پہونچاتے ہو، اس کو خدا نے تمھارے لئے کس طرح
مسخر کر دیا ہے، تم جس طرح چاہو اس کے ساتھ پیش آؤ، اس کو کھود دو،
اس میں مکان بناؤ، اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہر سال تھوڑے سے دانے
تم اس میں ڈال دو اور ایک وافر مقدار غلوں کی اس سے حاصل کر لو
گویا یہ زمین تمھارے لئے غلہ بنانے کی ایک مشین ہے جس کے کل اور
پرزہ سے تم واقف نہیں ہو اور نہ تم اس سے واقف ہو کہ کس طرح
زمین بیج سے ایک پودہ اور پودے سے درخت اگاتی ہے اور درخت
کو اسکے حد کمال تک پہونچا کر اس میں پھول اور پھل لگاتی ہے، تم صرف
اس سے کام لینا جانتے ہو اور وہ کام دیئے جاتی ہے نہ کبھی اس طرح بگڑتی ہے
کہ بیکار ہو جائے، سینکڑوں اور ہزاروں سال گذر جاتے ہیں مگر وہ
تمھاری ایجاد کردہ مشینوں کی طرح نہ مرمت طلب ہوتی ہے نہ گھس کر
از کار رفتہ ہوتی ہے، اور تم اس کی مرمت کیا کر سکو گے کہ اس کی وہ غذا
جسے تم پانی کہتے ہو اس کا بہم پہونچانا بھی تمہارے حد اختیار میں نہیں ہے
پھر دل کو سوچنے دو، اور دماغ کو اطمینان کے ساتھ غور کرنے دو کہ
وہ خداوند قادر، اور وہ پروردگار عالم جو تمھاری پیدائش اور تمھاری
حیات اور پرورش کا اس عجیب و غریب طریقہ سے انتظام کرتا ہے کس طرح
تمھاری ہستیوں کو ضائع ہونے دیگا، اور مر کر انھیں بالکل معدوم

Marfat.com

اور نیست ہونے کے لئے چھوڑ دیگا، اس کی یہ حکمت و تدبیر
تمہاری جسمانی پرورش کے ساز و سامان میں نظر آتی ہے صاف باآواز
بلند پکار رہی ہے کہ یہ تمہاری ہستی معدوم نہیں ہوسکتی، ضرور تم مرنے کے
بعد اس کی طرف لوٹائے جاؤگے اور اسی کے دربار عدل انصاف میں
تمہیں اپنا آخری اور دائمی فیصلہ سنکر اُسے بھگتنے کے لئے جمع ہونا پڑیگا،
تو تم اس زندگی کے ساز و سامان میں پڑو اور اس کے دیے ہوئے رزق
میں سے خوب کھاؤ اور خوبصورت دنیا میں منہمک ہو پر اس خدا ے
ذوالجلال سے سرکشی کرنے کی جرأت نہ کرو، اور نہ اس سے رشتہ توڑ کر
اس کے مقرر کردہ عذاب و ثواب سے غافل ہو، اور نہ دنیا کی کسی قوت کے
بھروسہ پر اس کی گرفت کے احاطہ سے اپنے تئیں باہر سمجھو،

ءَاَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ اَنۡ یَّخۡسِفَ بِکُمُ

کیا تم اس سے بے خوف ہوگئے جو آسمان میں ہے کہ تمہارے

الۡاَرۡضَ فَاِذَا ہِیَ تَمُوۡرُ،

ساتھ زمین کو دھنسا دے اور وہ یکبارگی جنبش کرنے لگے،

اگر تم اپنی اصلاح نہ کروگے، اور اپنی انسانیت کی اہمیت محسوس کر کے
اپنی فطرتی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کوشش نہ کروگے، اور خدائے
قادر کے بتائے ہوئے فطرتی فرائض کو ادا نہ کروگے تو اس کی کیا ضمانت
ہے کہ وہ تمہیں اس زندگی میں لطف اُٹھانے کے لئے چھوڑ دیگا،
کیا وہ زمین جو اس خدا کے دست قدرت کا ہی ایک کرشمۂ ناچیز ہے،
وہ زمین جسے تمہارے لئے اسی خدا نے پیدا کیا ہے اور جسے تمہارے
لئے اسی نے مسخر کر دیا ہے، اور جو اسی کے حکم سے آج تک تمہاری

مقررہ خدمتیں انجام دے رہی ہے، اس کے کسی حکم سے سرتابی کی جرأت کر سکتی ہے؟ کیا یہ آسمان اور یہ بڑے بڑے پہاڑ اور یہ ذخار سمندر جو اپنی عظیم الشان ہستیوں کے وجود میں اس کے ایک حکم کے شرمندۂ احسان ہیں کسی حالت میں اس کے ارادے کے خلاف حرکت کرنے کی قدرت اپنے اندر رکھتے ہیں؟ ہرگز نہیں، پس اگر وہ چاہے تو ایک حکم کے ساتھ اپنی اس زمین کو جس میں تم رہ کر اُس سے سرکشی کرتے ہو اُلٹ دے اور اس کی ساری آبادی کو تہ و بالا کر دے، پس تم اس زمین میں مغرور نہ ہو، اور اُسکی مقررہ خدمتوں سے فائدہ اُٹھا کر اُس پر مطمئن نہ ہو جاؤ کہ جب تم جس طرح چاہو گے اس سے کام لو گے، کہ جس خدا نے اس میں یہ خوبیاں رکھی ہیں وہ آسانی سے جس وقت چاہے اور جس طرح چاہے اسے بدل سکتا ہے، اور صرف زمین ہی نہیں بلکہ ساری دنیا اُسی کے حکم سے اپنے مقررہ کام انجام دے رہی ہے، اور وہ ہر وقت جب چاہے اسے روک سکتا ہے

(۷) أَمْ أَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يُرْسِلَ

یا جو آسمان پر ہے اس سے تم بے خوف ہو گئے کہ وہ

عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ

تم پر پتھر برسائے، پھر تم جان لو گے کہ میرا ڈرانا کیا ہوتا ہے،

یا اس کا تم کو کس طرح اطمینان ہے کہ وہ آسمان کے اوپر سے تم پر پتھر برسائے، کیا تم نے پہاڑوں کی آتش فشانی نہیں دیکھی، کیا تم نہیں جانتے ہو کہ جب پہاڑ آتش فشاں ہو جاتا ہے تو کس قدر

Marfat.com

بڑے بڑے پتھر اس سے پھٹ کر توپ کے گولے کی طرح چاروں طرف بہتے ہیں جو سینکڑوں میل آس پاس کی آبادی کو بالکل تباہ اور برباد کر دیتے ہیں، تم اس امر کو ہر وقت پیش نظر رکھو کہ اس دنیا کی ہر ایک عظیم الشان ہستی اور ہر ہر چھوٹے ذرے صرف اسی کے پیدا کیئے ہوئے ہیں اور اسی کے حکم سے موجود ہیں اور اسی کے حکم سے اپنے مقررہ کام کر رہے ہیں اور وہ قادر مطلق وہ مختار کل جسوقت، جس طرح، جس سے، جو چاہے کام لے سکتا ہے، آسمان ہوں یا زمین، آفتاب ہو یا مہتاب، ہوا ہو یا آگ، سمندر ہو یا پہاڑ، دنیا کی کوئی مخلوق کسی وقت یا کسی آن اور کسی لمحہ میں اس کے احاطہ علم و قدرت اور اس کے دسترس سے باہر نہیں، وہ کسی وقت کسی چیز سے غافل نہیں کوئی آن ایسا نہیں کہ دنیا کے عظیم الشان اجسام سے لیکر ایک تنکا تک بھی کوئی اس کی نگرانی سے باہر ہو جائے، جب دنیا اور مافیہا اس کی قدرت اور اختیار اور اس کے علم کے آگے مسخر ہیں تو سمجھ لو کہ کون چیز ایسی ہے جو اس کے ارادہ یا حکم سے سرتابی کر سکتی ہے؟ کوئی نہیں تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ وہ تمھاری بدکرداریوں کو حد سے بڑھتا ہوا دیکھتے ہوئے اور تمہارا وجود دنیا کے لئے مضر سمجھتے ہوئے اپنے پہاڑوں میں سے کسی ایک کو حکم نہ دیگا کہ وہ تم پر آگ اور پتھر برسا کر تمہیں نیست و نابود کر دے اس وقت تم کو اندازہ ہو گا، کہ خدائے قادر جو تمہیں پہلے ہی ان سزاؤں سے ڈراتا تھا، وہ واقعی امر تھا یا ہنسی کی باتیں تھیں، تو تم پر افسوس ہے کہ اب جب کہ تم سب کچھ کر سکتے ہو اور ان دھمکیوں سے ڈر کر اپنی اصلاح کر سکتے ہو، اور اس ڈرانے کو سمجھ کر اپنے تئیں اس کا برگزیدہ

بنا سکتے ہو، کچھ نہیں کرتے، اور ان دھمکیوں کو بے پروائی کے ساتھ سُنکر تمسخر اور استہزا کے قدموں سے ٹھکرا دیتے ہو، اور جب وہ خوفناک وقت آجاویگا جو عموماً ایسے وقت میں، ایسی قوموں پر آتارہا ہے تو اس وقت حسرت و افسوس کرنے بیٹھوگے، حالانکہ وہ وقت صرف تمہارے رونے اور سزا پانے کا ہوگا، پس مبارک ہیں وہ ہستیاں جو پہلے سے اپنے انجام کو سوچ کر اس خداوند کی طرف جھک جائیں، اور وہ کریں جس کے لئے وہ پیدا ہوئے ہیں، اور وہ نہ کریں جو ان کی زندگی کے اصل فرائض کے مخالف اور ان کی فطری راہ ترقی میں ایک رکاوٹ ہو،

جزا سزا پر اجمالی تاریخی شہادت

وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ

اور بیشک جو لوگ تم سے پہلے تھے انہوں نے بھی

فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ؟

جھٹلایا تو پھر عذاب کیسا ہوا؟

دنیا کی تاریخ تمہارے سامنے ہے، اور اگلی قوموں کے حالات تمہیں معلوم ہیں، کہ جن قوموں نے خدا کے برگزیدہ پیغمبروں کو اور اس کی پاک تعلیم کو جھٹلایا اور اپنی انسانیت کو پس پشت ڈال کر بہیمیت اختیار کی، اور بد اخلاقیوں کی گندگیوں میں پڑکر اپنے تئیں انھوں نے نجس و پلید بنادیا، اور سرکشی و زیادتی میں وہ اس حد تک پہونچ گئیں کہ ان کا دنیا میں رہنا دنیا کے لیے بجز ضرر رسانی کے اور کسی طرح مفید نہیں رہا، اور وہ اس مریض اور زخمی عضو کے مانند ہو گئیں جس کو اگر کاٹ کر علیحدہ بدن سے نہ کر دیا جائے

تو سارے بدن میں وہ اپنے زہریلے جراثیم کو پھیلا کر تمام بدن کی ہلاکت کا باعث ہو، تو خدا نے انھیں کس طرح تباہ اور ہلاک کر دیا، کیا دنیا کی سینکڑوں بڑی بڑی قومیں زمین میں نہیں دھنسا دی گئیں ؟ کیا اس روے زمین کی بہتیری زبردست اور قوی قومیں پہاڑوں کی آتش فشانی سے نہیں ہلاک کر دی گئیں ؟ کیا فرعون مصر کی اس قدر زور آور اور متموّل اور دنیاوی حیثیت و دبدبہ کے لحاظ سے نہایت سر بر آوردہ قوم غرق نہیں کر دی گئی ؟ اور کیا عرب ہی کی پرانی قوموں عاد و ثمود کی تباہی کی ہیبتناک افسانے تمہارے کانوں تک نہیں پہنچے ؟ پھر تم ایک لمحہ کے لئے انسان بنکر اپنی قوت فکر سے کام لو، اور سوچو کہ تم بھی دنیا کی قوموں میں سے ایک ہو، کیا وجہ ہے کہ جب سینکڑوں مجرم قومیں اس طرح ہلاک کی جا چکی ہیں تو تم باوجود ان جیسے مجرم یا ان سے بھی زیادہ مجرم ہونے کے زمین پر بسنے کے لئے چھوڑ دے جاؤ گے اور تمہیں اس قسم کی سزاؤں سے تباہ اور برباد کیا جائیگا ؟ اے کاش تم سوچو اور دیکھو کہ ہمارا (خدا کا) عذاب کیسا ہوتا ہے،

(۷) اَوَ لَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَھُمْ صٰٓفّٰتٍ

کیا انھوں نے اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھا ؟ جو (پر) پھیلائے ہوتے ہیں

وَّیَقْبِضْنَ مَا یُمْسِكُھُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ،

اور روک لیتے ہیں ان کو وہ رحمٰن ہی تھامے رہتا ہے

اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ،

کیونکہ وہ ہر چیز پر نگران ہے ،، ،، ،، ،،

Marfat.com

اگر دنیا کی اندر مخلوقات کی بناوٹ پر غور کرو، ان کے اندر جو حکمتیں نظر آتی ہیں انھیں دیکھو، اور خدا کی صنعت کے کرشموں کیطرف توجہ کی ساتھ نظر ڈالو، تو تم آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچو گے، کہ جس قادر مطلق نے ان گنت اور حد حساب سے باہر ایسی ایسی مخلوقات پیدا کی ہیں، جن میں سے صرف ایک کو لیکر اس کی بناوٹ کی حکمتوں اور مصلحتوں پر غور کیا جائے تو یقیناً غور کرنے والے کی زندگی ختم ہو جائے مگر ان حکمتوں اور مصلحتوں پر نہ کافی طریقہ سے غور ہو سکے اور نہ انھیں کوئی بیان کر سکے اس کا علم کس قدر وسیع اور غیر محدود اور محیط اور مفصل ہوگا، دنیا کی ان تمام عظیم الشان مخلوقات کو چھوڑو کہ ان کی تمام حکمتوں اور مصلحتوں کو تو تم نہ ابتک سمجھے ہو اور نہ سمجھ سکو گے، تم ایسی چیزوں کو دیکھو جو تمھاری ظاہری نظروں میں معمولی چیزیں ہیں، مثلاً پرندوں کی بناوٹ کو دیکھو اور ان کے اُڑنے پر غور کرو، کہ باوجودیکہ وہ بھی تمھاری طرح عناصر سے مرکب ہیں، ان کا جسم بھی تمھاری طرح خاکی ہے، جس کو زمین کی کشش یا دوسرے لفظوں میں، مرکز کی کشش اوپر اڑنے نہیں دیتی، اور تم تو ایک بڑا اور وزنی جسم رکھتے ہو، اگر تم ایک چھٹانک کے ڈھیلے کو بھی اوپر زوروں سے پھینکو تو یہ مرکزی کشش اُسے بھی اوپر نہ رہنے دیگی ادھر تمھاری پلک جھپکے گی اور ادھر وہ دھم سے زمین پر آرہے گا، پھر وہ جسم خاکی جسے تم پرندہ کہا کرتے ہو ان کی خلقت کو دیکھو کہ خدا نے ان کے پروں کی بناوٹ اسطرح کی رکھی ہے کہ وہ منٹوں نہیں بلکہ گھنٹوں اس فضا کے اندر چکر لگاتے رہتے ہیں، اور مرکز کی کشش انھیں ڈھیلے کی طرح گرا نہیں دیتی، آج دنیا کو ہوائی جہاز کے ایجاد نے

اور کہنا پڑا ہے کہ انسانی عقل نے علم میں آج وہ کمال حاصل کیا ہے جو اب تک کسی زمانے میں نہیں ہوا تھا صرف یہی نہیں بلکہ سینکڑوں انسان دنیا میں ایسے بستے ہیں جو باوجود عقل رکھنے کے اس کے فلسفہ کو نہیں سمجھ سکے ہیں اور نہ آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ہیں، تو گو وہ اسی اصول کے ساتھ بنائے گئے ہیں، جو اصول ابھی تک تم اپنے لئے اس قسم کا کوئی پر نہیں ایجاد کر سکے جسے لگا کر تم بھی اس اصول پر اڑ سکو، اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اصول جو پرندوں میں واقعی موجود ہے اس کی حد تک تمہاری عقل نہیں پہونچی ہے، اور نہ کسی زمانے میں پہنچ سکتی ہے، کیونکہ بالفرض اگر آئندہ زمانہ میں تم نے کوئی پر انسان کے لئے ایجاد کر بھی لیا تو وہ اسی طرح کا ہوگا جیسا کہ ہوائی جہاز کے لئے ہے، جو اگر ہر وقت حرکت کرتا رہے تو وہ جہاز اڑ سکتا ہے اور اگر ذرا بھی اُن پروں کی (پنکھوں کی) حرکت موقوف ہو جائے تو وہ فوراً زمین پر آ رہے، مگر خدا کی بناوٹ جو پرندوں میں ہے اس کی حالت یہ ہے کہ وہ پرندے اڑنے کی حالت میں کبھی اپنے پروں کو پھیلائے ہوئے رہتے ہیں، اور کبھی سمیٹ بھی لیتے ہیں کبھی چلاتے ہیں اور پھر کبھی روک لیتے ہیں اور باوجود اس کے مرکز کی کشش انہیں ہمارے ہوائی جہازوں کی طرح گرا نہیں دیتی تو اب بات انصاف طلب ہے کہ جس ایجاد میں آج بھی باوجود کمال کے بہت سے نقصانات کئے جاتے ہیں تو جس علیم و حکیم نے ایسی پر حکمت مخلوقات پیدا کی ہیں، اس کا علم کس قدر محیط اور غیر متناہی ہوگا، بیشک وہ قادر مطلق، وہ خالق مطلق، انتہائی اور غیر متناہی علوم کے ساتھ موصوف ہے

Marfat.com

اور اس کے علوم کے مقابلے میں نہ صرف اعلیٰ سے اعلیٰ انسانی دماغ کے علوم بلکہ ساری دنیا پر بسنے والوں کے دماغوں کی مجموعی علوم کی اتنی حقیقت بھی نہیں جتنی ایک قطرہ کی حقیقت دنیا کے سمندر کے مقابلے میں ہے اور جب اس کے علم کے کمال کی یہ حالت ہے تو بھلا یہ کس طرح ہو سکتا ہے وہ رحیم اور انصاف ور ہو کر مخلوق کے ذرہ ذرہ عمل کا مفصل علم رکھتے ہوئے انھیں بغیر جزا سزا کے یوں ہی چھوڑ دے اور ان کے مرنے کے بعد ان کی زندگی کا بالکل خاتمہ کر دے، کیا دنیا کا کوئی منصف اور مہربان حاکم اپنی رعایا کے قانون شکن اعمال و افعال کو دیکھ کر اس سے چشم پوشی کر سکتا ہے یا اگر وہ چشم پوشی کرے تو وہ اپنے فرائض کا پورا کرنے والا سمجھا جا سکتا ہے، ہرگز نہیں تو پھر حیف ہے اس انسانی عقل پر جو خدا پر ایمان رکھتا ہو اس کو منصف و رحیم مانتا ہو، اس کے علم کو مفصل اور غیر متناہی تسلیم کرتا ہو، اور پھر قیامت اور آئندہ زندگی کی ضرورت نہ سمجھے،

جس طرح خدا نے یہاں پرندوں کی صنعت عجیبہ سے اپنے علم پر استدلال کیا ہے، اسی طرح سورۂ نحل میں بھی ایک جگہ قیامت کو اپنے علم و قدرت سے ثابت کرتے ہوئے، پرندوں کی صنعت عجیبہ کو پیش کیا ہے،

اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (نحل رکوع ۱۱)	کیا انہوں نے پرندوں کی طرف نہیں دیکھا جو آسمانی جو میں مسخر ہیں انہیں اللہ ہی تھامے رہتا ہے بے شک ایمان رکھنے والے لوگوں کے لئے اس میں ضرور نشانیاں ہیں ،،،،

Marfat.com

(۲) اَمَّنۡ ھٰذَا الَّذِیۡ ھُوَ جُنۡدٌ

یا ایسا کون ہے جو تمہارے لئے لشکر ہو کر

لَّکُمۡ یَنۡصُرُکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ الرَّحۡمٰنِ ؟

اس رحمان کے سوا تمہاری مدد کرے ؟

اِنِ الۡکٰفِرُوۡنَ اِلَّا فِیۡ غُرُوۡرٍ ،

کافر محض دھوکہ میں ہیں ،،،،،،،،

اگر اس قدر کھلی باتیں بھی تمہیں اپنے فرائض کی طرف متوجہ نہ کریں، اور قیامت کے ہولناک جزا و سزا کا خیال تمہاری اس سرکشی اور تمرد کے زور کو نہ کم کرے، اور تمہاری نافرمانیوں اور بغاوتوں کا سر نہ توڑے تو آخر وہ کون سی قوت ہے، جس پر بھروسہ کر کے تم اس خداوند قہار کے قہر سے بے خوف ہو، وہ تمہارا کون پشت پناہ ہے جس کی حمایت کے دھوکہ نے تمہیں اس کے عذاب کی ہولناکیوں پر جری بنا دیا ہے، اس خداوند، خدائے رحمان کے سوا اور کون سی درگاہ ہے جس کی مدد کی امید پر تمہیں نہ اپنے برے انجام کا کچھ خوف ہے اور نہ تم اپنی بد اخلاقیوں کے مہلک نتائج سے کچھ ڈر رکھتے ہو، کیا اگر اسی طرح جس طرح کہ اس کا حکم اور انصاف ہمیشہ سے بد اخلاق قوموں کو تباہ کرتا رہا ہے، اور جس طرح اس کی یہ مستمر سنت ہے کہ جب کوئی قوم اپنی انسانیت کو کھو دیتی ہے تو وہ اس پر آسمان سے عذاب بھیج کر اس کو بالکل نیست و نابود کر دیتا ہے اور جس طرح وہ روز جزا میں تمام برے انسانوں کو دائمی رنج و دکھ کے جہنم میں اوندھے منہ ڈھکیل دے گا، اسے بد اخلاق انسانو۔ اگر تمہیں وہ

Marfat.com

دنیا میں اسی طرح تباہ کر دے اور آسمان کے اوپر سے یا زمین کے نیچے سے کوئی عذاب تم پر بھیجے اور قیامت کے دن تمہیں جہنم میں بھیجے جانے کا فیصلہ سنا دے تو تمہارے پاس کون لشکر ہے جو اس کے نہ ٹلنے والے فیصلے سے بچا سکے؟ یا کون سی فوج ہے جو تمہاری حمایت کر کے تمہیں بچالے، کیا تمہارے یہ دنیاوی تعلقات کچھ کام آسکتے ہیں؟ کیا تمہاری دنیاوی سطوت اور جبروت یا تمہاری یہ قوت اور تمہارا یہ مال اُس کے فیصلہ کے مقابلہ میں ایک ذرہ برابر بھی تمہیں نفع پہونچا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں اور ہرگز نہیں، یہ محض ایک دھوکہ ہے جس میں تم پڑے ہوئے ہو، اور محض ایک باطل خیال ہے جس نے تمہارے دماغوں میں گھر کر رکھا ہے،

(اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ اِنْ

یا کون ایسا ہے جو تمہیں رزق دے اگر وہ

اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ

اپنا رزق روک لے؟ بلکہ وہ سرکشی اور گریز کرنے پر اڑے ہوئے ہیں

کیا وہ خداوند خدائے قادر و توانا اگر تمہاری بداعمالیوں سے ناراض ہو کر تم سب پر کوئی اور آسمانی بلا نازل کرے اگر وہ تمہاری نافرمانیوں سے ناخوش ہو کر تمہارا رزق روک لے اور اپنی زمین کو حکم دے کہ وہ تمہارے لئے کوئی غذا نہ پیدا کرے یا اپنے آسمان کو فرمان بھیجے کہ وہ تم پر بارش نہ برسائے، یا اپنے دریاؤں کو کہے کہ تم سب خشک ہو جاؤ، یا اور کسی طریقہ سے وہ تمہاری ساری دنیاوی معیشت کے اسباب و ذرایع کو تباہ اور برباد کر دے تو تمہارا

کون حامی اور مددگار ہے جو ایسے وقت میں تمہارے کام آئے یا
تمہارے پاس کون سی قوت ہے جو اس حالت میں تمہارے لئے کسی
رزق کا سامان کر سکے ؟ کوئی نہیں، جس طرح وہ خدا اس پر قادر ہے
کہ تمہاری زندگی کی ضروریات خصوصاً تمہارا رزق جو تمہیں بڑی
آسانی سے مل رہا ہے تم سے روک لے، پھر جب تمہارا خداوند ایسا
قادر مطلق ہے کہ تمہیں ہر طرح سے سزا دے سکتا ہے، اور تم اس
قدر عاجز اور کمزور ہو کہ کسی حالت میں اس کی قدرت کے احاطہ
سے باہر نہیں اور اپنی کسی ضرورت میں اس کے فضل و کرم سے مستغنی
نہیں تو پھر ایسا کیوں نہیں ہوتا ہے کہ تم اس کی کبریائی و جبروت کے
دربار میں اپنا سر رکھ دیتے ہو، اور ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ تم اپنی
تمام قوت عمل اسی کی رضامندی کے حوالہ کر دیتے ہو، اور پھر جب
تمہارا خداوند ایسا رحیم و کریم ہے کہ وہ تمہاری ان سرکشیوں اور
نافرمانیوں کے باوجود تم سے درگذر فرماتا ہے، اور اپنی رحمت و کرم
سے رزق کا دروازہ تم پر بند نہیں کرتا تو کیوں تم اپنی ساری زندگی
اس کے شکر ادا کرنے میں نہیں صرف کر دیتے ہو اور کیوں تمہارے دل
اس کی نافرمانی اور احسان فراموشی کی طرف توجہ کرنے کے لئے
اپنے اندر جرأت رکھتے ہیں ؟ واقعی تم سخت سرکش اور متمرد لوگ ہو
اور باوجود اس قدر سمجھا دیے جانے کے بھی اپنی اسی بدمعاشی اور
حق سے گریز کرنے پر ہی اڑے ہوئے ہو،

پس جب خدا تمہارا خالق ہے اور جب اس کا علم کامل ہے اور
جزا سزا عقلاً اور نقلاً ضروری ہے تو پھر تم کس قدر غلطی میں ہو جو

اپنے انجام سے بے خوف ہو، اور تم کس قدر ٹیڑھے راستے پر چل رہے ہو اگر تم بداخلاقیوں میں مبتلا ہو، اس، دنیا میں فرمانبرداری اور اطاعت اسی کی کیجاتی ہے جس کو ضرر پہونچانے کی طاقت ہو یا اس کی جس سی نفع کی امید ہو یعنی دفع مضرت اور جلب نفع یہی دو وجوہ ہیں جن کی بنا پر کوئی کسی قسم کی اطاعت کرتا ہے، اس لحاظ سے بھی دیکھو تو سب سے بڑی اطاعت اور انتہائی فرمانبرداری خدا کی کرنی چاہیے کہ وہ اگر تمہیں ضرر پہنچانا چاہے تو کوئی طاقت نہیں ہے جو تمہیں ذرا بھی نفع پہونچا سکے یا اگر وہ تمہارا رزق موقوف کردے تو کوئی ایسا نہیں جو تمہیں ایک ذرہ کے برابر بھی کوئی چیز تمہیں دے سکے، ان ظاہر اور کھلی باتوں کے باوجود جو تم اس کے آگے سر نہیں رکھ دیتے تم خود سوچو کہ تمہارے لیے کسقدر مہلک ہے

(اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُکِبًّا عَلٰی وَجْہِہٖٓ اَھْدٰٓی)

توکیا جو شخص اپنے منہ کے بل اوندھا ہو کر چلتا ہے

اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

وہ زیادہ راہ پر ہے یا وہ شخص جو سیدھا کھڑا ہو کر سیدھی راہ پر چلتا ہے

جب اس قدر حقیقت ظاہر ہو چکی، اور سارے نشیب و فراز اس طرح کھول کھول کر بتا دئے گئے، تو اب تم خود فیصلہ کر لو کہ تمہارے لئے سیدھا اور کامیابی تک پہونچا دینے والا راستہ کون ہے، بد اخلاقیوں میں مبتلا رہنا اپنے فرائض کو پس پشت ڈال دینا خداوند خدائے قادر و توانا کی درگاہ میں سرکشی کرنا اور اس کی نعمتوں کی ناشکری کرنا، یا پیغمبر کی بات مان کر اس کی اتباع کرنا اور اپنے فرائض کو پورا کرنا، اور اپنی ساری طاقتیں اس خدائے قادر کی مرضی کے حوالہ کر دینا؟

تم سوچو کہ جس راہ پر تم چل رہے ہو وہ تمہیں مقصد تک پہونچا دینے والا ہے یا وہ راستہ جسے تم چھوڑے ہوئے ہو، اگر تم کو میٹھے پھل چاہئیں تو وہ تم کبھی کڑوے پھل کی بیج بو کر نہیں پا سکتے، اگر تمہارا مقصد جانب مغرب ہے تو پورب طرف منہ کر کے تم عمر بھر چلو وہاں نہیں پہونچ سکتے، بس تمہاری مثال بالکل اُس شخص کی سی ہے جو اوندھے منہ ہو کر سر کے بل چلتا ہو کہ وہ کبھی منزلِ مقصود تک نہ پہونچے گا، بلکہ وہ پہونچے گا جو سیدھا ہو کر سیدھی راہ پر جا رہا ہے،

انسانی ہستی سے اس کی فرائض کا ثبوت

(۱) قُلْ هُوَ الَّذِیْ اَنْشَاَکُمْ وَجَعَلَ لَکُمُ

تو کہہ دے اُسی نے تم کو پیدا کیا ہے اور تمہارے لئے

السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِیْلًا مَّا

کان اور آنکھیں اور دل بنائے ہیں تم بہت کم

تَشْكُرُوْنَ

شکر کرتے ہو،

جب اُسی خدا نے تمہیں پیدا کیا ہے، اور تمہارے سننے اور دیکھنے کے لئے کان اور آنکھ اُسی نے بنا دیے ہیں اور سوچنے سمجھنے اور غور کرنے کے لئے دل اُسی نے بخشا ہے، تو کیا اب تم یہ نہیں سوچتے کہ تم کس مقصد کے لئے بنائے گئے ہو، کان تمہیں کیوں دیا گیا ہے؟ آنکھیں کس کام کے لئے ہیں؟ اور دل کا کیا فرض ہے؟ تم غور کرو کہ اس دنیا کی مخلوقات کے درمیان تمہاری کیا حیثیت ہے؟ اور مخلوقات سے تم سے کس طرح کا تعلق ہے جب تم غور کرو گے تو تم آسانی سے اس نتیجہ پر

پہونچوگے کہ گویہ دنیا اور اس کی بڑی اور چھوٹی مخلوقات کرور ہاکرور میلوں کی وسعت میں پھیلی ہوئی ہیں مگر یہ سب کی سب ایک زنجیر میں جکڑی ہوئی اس عالم کے موجودہ انتظام کو پورا کر رہی ہیں،
اور یہ تمام عظیم الشان اجسام اور حقیر ذرات بلاواسطہ یا بالواسطہ انسان کے کام آتے ہیں، سورج چاند اور تمام سیارات آگ پانی، ہوا، مٹی، جمادات، نباتات، حیوانات، سب کے سب کسی نہ کسی طرح انسان ہی کے کام آتے ہیں، انسان کی زندگی کی ضروریات ان ہی چیزوں سے یا ان ہی چیزوں کے افعال و آثار سے پوری ہوتی ہیں، سورج گو ہم سے نوکرور میل دور ہے، مگر دن رات، گرمی، سردی، ربیع خریف وغیرہ فصل اور موسموں کا اختلاف اُسی کی وجہ سے ہے اور اسی کی گرمی بارش اور نباتات کے پیدا ہونے کا سبب ہے، اسی طرح اس دنیا کی تمام موجودات کو ایک ایک کر کے دیکھو تم پاؤ گے کہ سب کی سب تمہارے ہی لئے ہیں، جب یہ ہے، تو اب دیکھنا یہ ہے کہ تمہاری زندگی جو یہ اہمیت رکھتی ہے بے غرض اور بے فائدہ ہے یا یہ کہ اس کی غرض اور اس کا مقصد اس کی ہستی کی اہمیت اور اس کے اشرف المخلوقات ہونے کی وجہ سے نہایت اہم اور اشرف ہے؟

پہلی صورت تو بالکل مہمل اور لغو ہے جب دنیا کا ایک حقیر ذرہ بھی بڑی بڑی حکمتوں کا سمندر ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ یہ عظیم الشان اور اعلیٰ اور اکمل مخلوق بے فائدہ اور بے مقصد ہو، اور کوئی زبان کس طرح جرأت کر سکتی ہے کہ اس خدائے حکیم و مدبر کے اس افضل ترین نمونہ قدرت کو لغو اور غرض سے خالی کہے، جبکہ ایک معمولی عقل

Marfat.com

کے انسان کا کوئی کام حکمت اور مقصد سے خالی نہیں ہوتا، اور اگر ہوتا ہے تو اس کام کو لغو اور عبث اور اس کے کرنے والے کو بیوقوف اور بے عقل سمجھا جاتا ہے،

پس جب یہ یقینی ہے کہ انسان کا مقصد ضرور اہم ہے اور یہ بھی یقینی ہے کہ وہ خود دنیا کی تمام مخلوقات کا مخدوم ہے اور دنیا کی کسی چیز کو فائدہ نہیں پہونچاتا تو یہ بھی یقینی ماننا پڑتا ہے کہ وہ یقیناً خدا اور خود انسان کی خدمت کے لئے ہے،

یہی اس کی زندگی کا اہم مقصد ہے کہ وہ خدا کی تسبیح اور تقدیس کرے، اس کے جلال اور جبروت کا نام لیا کرے اور اس کی زندگی اور موت اور اس کی تمام حرکت وسکون اسی خدائے واحد کی رضامندی کے لئے ہو، اس کی مخلوق کیساتھ رحم اور محبت سے پیش آئے، یہی دو اس کے اعلیٰ فرائض ہیں، اور ان ہی کو عمدہ طریقہ سے پورے کرنے کا نام اسلام، یا دوسرے لفظوں میں انسانیت ہے،

مذہب کے تمام اصول اور فروع، تمام اعتقادیات اور اعمال اسی مقصد پورا کرنے کے لئے ہیں کہ (۱) خالق کے ساتھ عمدہ تعلق پیدا ہو اور (۲) مخلوق کے ساتھ عمدہ برتاؤ کیا جائے، اسکو پورا کرنے کی تجویزیں سوچے، اور خدا کے بتائے ہوئے طریقہ پر چل کر آسانی اور کامیابی کے ساتھ منزل مقصود تک پہونچ جانے کے لئے اپنی تمام ماتحت دیکھنے اور سننے وغیرہ کی قوتوں کو چلائے اور اسی کے لئے سننے کی قوت دی گئی جو اس لئے ہے کہ ہر صدائے حق پر لبیک کہے اور ہر راہ سے بہکا دینے والی آواز پر لعنت بھیجے اور پھر بینائی کی قوت ہے تاکہ سیدھے راستے کو

Marfat.com

ٹیڑھے راستے سے الگ کرے اور جو قدم رکھے اچھی طرح دیکھ بھال کر رکھے،

پس یہ دل جو تمہارے سینے کے اندر ہے اور یہ کان، اور آنکھ اپنی خاموش، مگر پر زور صداؤں سے تمہیں پکار کر بتا رہے ہیں کہ تمہاری زندگی کا فرض یہی ہے کہ تم ان قوتوں کو صحیح راہ پر لے چلو، اور نہ صرف ان ہی قوتوں کو بلکہ ان کے سوا اور جو جو نعمتیں اور جو جو قوتیں تمہیں خدا نے دی ہیں سب کا مقصد اور سب کا فرض یہی ہے کہ انہیں صحیح طریقے سے صرف کرو اور افراط و تفریط یعنی زیادتی اور کمی سے بچو اگر تم نے ایسا کیا تب بیشک تم مسلم ہو یعنی انسان ہو اور خدا کی نعمتوں کے سچے شکر گذار بندے ہو اور اگر تم نے ان قوتوں کو غلط طریقے سے استعمال کیا تو تم خدا کے ناشکر گذار بندے ہو اور تم جانور ہو بلکہ اس سے اور بھی زیادہ برے ہو کیونکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق خدا کا شکر یہی ہے کہ ہاتھ سے اچھا کام کیا جائے پاؤں سے اچھے کام کی طرف چلا جائے، کان اچھی بات کی طرف لگایا جائے، دل و دماغ سے اچھی باتیں سوچی جائیں، خلاصہ یہ کہ جو قوتیں خدا نے دی ہیں ان سے وہی کام لیے جائیں جو خدا نے فرما دیئے ہیں یعنی جن کاموں کے لیے یہ قوتیں دی گئی ہیں،

پر افسوس! بہتیرے کان ہیں جو سنتے ہیں پر بہرے ہیں اور بہتیری آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں پر اندھی ہیں اور بہتیرے دل ہیں جو حرکت کرتے ہیں پر حق کی خاطر ان کے اندر کوئی تڑپ نہیں تو دراصل وہی دل اندھے ہیں جن کی نابینائی نے انسان کی تمام ظاہری اور باطنی

Marfat.com

قوتوں کو اندھا کر دیا ہے،

کیونکہ آنکھیں اندھی نہیں ہو کرتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں

فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ

اے کاش! تم خود اپنی ہستی اور اپنی جسمانی قوتوں پر غور کر کے اپنے فرائض کو سمجھو اور پھر انہیں پورا کرو، اے کاش! تم اپنی اس ناشکر زندگی کی خرابیوں کو سمجھو اور اُسے ایک شکر گذار اور حق شناس اور کامیاب زندگی سے بدل دو،

قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ

تو کہہ دے کہ اسی نے تم کو زمین میں پھیلایا ہے

وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ،

اور تم اسی کی طرف اکٹھا کئے جاؤ گے،

ایسا نہ ہو کہ تم زمین کے اوپر اپنی ہستی کو مستقل اور اپنی قوتوں کو پائدار سمجھ کر اس خیال میں پڑ جاؤ کہ تم اب اس خداوند قادر کیطرف سے مستغنی اور اس کی دسترس سے باہر ہو یا اس کی قوت اور احاطہ کی سرحد سے الگ ہو یا اس کی گرفت سے محفوظ ہو یا یہ کہ اب تمہیں اس سے کوئی معاملہ نہیں ہے یا آئندہ اب کبھی اس سے معاملہ نہیں پڑیگا، ہرگز نہیں اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے، اسی نے تمہیں روئے زمین پر بسنے کے لئے پھیلایا ہے، اور پھر ایک زمانہ آئیگا جب تم سب کو اسی کی طرف اکٹھا کیا جائے گا تاکہ اس زندگی کی جو اعمال ہیں ان کی جزا تم کو ملے اور یہ زندگی جو امتحان اور کام کرنے کا زمانہ ہے، اس کے لئے اس کے نتیجے اور انجام ملنے کا وقت آئے،

Marfat.com

توجب خود تمہاری ہستی اور تمہارے قویٰ تمہیں بتا رہے ہیں کہ یہ تمہارے فرائض ہیں اور یہ تمہاری زندگی کے اعلیٰ مقاصد ہیں اور پھر یہ کہ تم کو مرنے کے بعد اسی خداوند قہار کی عظمت و جلال کے دربار میں پیش ہونا ہے تو پھر تمہیں کیونکر نافرمانیوں اور سرکشیوں میں لطف آتا ہے اور کس طرح تمہارے لئے بداخلاقیوں اور درندگیوں میں خوشی اور اطمینان ہے اور یہ کیا ہے کہ ہر اچھی بات اور ہر عمدہ نصیحت اور ہر وہ آواز جو حق کے لئے بلند ہوتی ہے تمہارے دل نفرت اور انکار کی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہیں گویا کہ خدا سے ان کا کوئی رشتہ نہیں یا اس کے قانون جزا و سزا سے وہ مستثنیٰ کر دئے گئے ہیں یا گویا انہیں اس یوم عظیم اس روز قیامت میں حاضر ہونے سے بری کر دیا گیا ہے،

" وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن

اور وہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب ہو گا؟

كُنتُمْ صَادِقِينَ ( ) قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ

تو کہہ دے کہ علم تو اللہ ہی کے

عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ "

پاس ہے اور میں تو صرف کھلا ڈرانیوالا ہوں

سخت تعجب ہے کہ باوجود اس طرح کھول کھول کر سمجھا دیے جانے کے بھی یہ نا عاقبت اندیش انسان اپنی سرکشی سے باز نہیں آتے؟ اور ان کو جو کرنا چاہیے وہ نہیں کرتے، بلکہ ایک تمسخر کے انداز میں پوچھتے ہیں کہ اچھا اگر واقعی قیامت آنے والی ہے تو کب آئے گی ہاں اے پیغمبر!

Marfat.com

تم کہہ دو کہ کب کا علم تو خدا کو ہے ہم اس کا زمانہ بتانے کے لیے نہیں آئے ہیں اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ اگر تم اس زمانہ کو آنیوالا مانتے ہو تو کب کا پوچھنا بیکار ہے اور اس کے زمانہ کی تعیین کا سوال بے فائدہ اور عبث ہے اس کے آنے کا اگر تم کو خیال ہے تو اس خیال کا یہ نتیجہ ہونا چاہیے کہ تم ان تمام مہمل باتوں سے الگ ہو کر اس کی کوشش کرو کہ تمہاری زندگی کامیاب ہو اور تمہیں وہاں خوشی میسّر ہو اس طرح کے بیہودہ فضول اور مہمل سوالات سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارے دلوں میں اس خیال کی اہمیت کا کوئی اثر نہیں بلکہ تم دل خوش کن افسانوں کی طرح اسے بھی ایک فرضی لطیفہ سمجھ رہے ہو، میں محض ڈرانے کے لیے آیا ہوں میرا صرف یہ کام ہے کہ تمہیں تمہاری زندگی کے تمام نشیب و فراز بتادوں، مفصل طریقہ سے تمہیں سمجھادوں کہ جزا و سزا کا زمانہ ضرور آنے والا ہے اب ماننا اور نہ ماننا تمہارا کام ہے

(فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ

توجب وہ اسے نزدیک دیکھ لینگے تو ان کافروں کے چہرے بگڑ

كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ

جائینگے اور کہا جائیگا کہ یہ وہی ہے جس کا تم تقاضا کیا کرتی تھی

پر یاد رکھو کہ جب تمہاری یہ غفلت رنگ لائیگی اور جب وہ زمانہ آجائے گا جس کے وقت کا تم ہنس ہنس کر سوال کرتے ہو اور تمسخر کے ساتھ پوچھ پوچھ کر اس کی ہنسی اڑاتے ہو تو اس وقت تمہیں اپنے اس تمرّد اور سرکشی کا مزا معلوم ہوگا اور اس وقت تمہارے دل سمجھینگے اور تمہاری آنکھیں دیکھ لینگی کہ جس حقیقت کا

نہیں انکار تھا وہ سامنے موجود ہے اور اس وقت منادی غیب
نہیں پکار کر کہیگا کہ اے غافل اور اے خدائے ذوالجلال سے
سرکشی کرنے والے انسانو اپنے اس متمردانہ سوال کا جو تم پیغمبر
سے کیا کرتے تھے اپنی آنکھوں سے جواب دیکھ لو یہی دن ہے جس سے تم کو
پیغمبر ڈراتا تھا تو تم اکڑتے تھے اور یہی زمانہ ہے جس کا تم کو خوف دلایا
جاتا تھا تو تم سرکشی اور تمرد سے پیش آتے تھے پس آج تمہارے لئے خوشی
کی جگہ رنج والم، راحت کے عوض دائمی جہنم اور عزت کے بدلے میں ہمیشہ
کی ذلت اور روسیاہی ہے،

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكَنِيَ اللَّهُ وَمَنْ مَّعِيَ

تو کہہ دے دیکھو تو سہی اگر مجھے اللہ ہلاک کردے اور میرے ساتھیوں کو

أَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُجِيرُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ،

یا وہ ہم پر رحم کرے تو کون ہے جو کافروں کو دردناک عذاب سے پناہ دے

اے وہ لوگو! جو غصہ اور عداوت اور حسد اور کینہ کی وجہ سے میری تباہی اور
بربادی کے منتظر ہو اور اے حق کے دشمنو! جو محض اشاعت حق کی وجہ سے
میری ہر کامیابی کو غیظ و غضب کی آنکھوں سے دیکھتے ہو اور میری ہر
تکلیف و پریشانی اور میری ہر ناکامی کو دل سے خیر مقدم کہتے ہو! تم کو
چاہئے تھا کہ میری ہر بات کو دل کے کانوں سے سنتے میری ہر نصیحت
کو قبول کرتے مگر اس کے برعکس تم میری اور میرے ان ساتھ دینے والوں
کی ہلاکت کے منتظر اور متمنی ہو تم یاد رکھو کہ تمہارا یہ انتظار کرنا کبھی ختم
نہ ہوگا اور تمہاری یہ تمنا کبھی پوری ہونے کے لئے نہیں ہے اور اگر
بالفرض خدا ہمیں اور ہمارے ساتھیوں کو ہلاک کر بھی دے تو تمہارا

Marfat.com

اسمیں کوئی نفع نہیں یا اگر خدا ہم پر رحم فرماوے تو بھی تمہارے لئے اسمیں کوئی خوشخبری نہیں کیونکہ خدا کے قانونِ جزا و سزا میں ہر شخص اُسیکا جوابدہ ہے جو خود اسنے کیا ہے ہمارا انجام جیسا کچھ ہو تم اگر کفر پر اڑے رہوگے تو کوئی صورت نہیں کہ دردناک عذاب سے بچ سکو

قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ،

تو کہدے وہی رحمان ہے ہم اُسپر ایمان لائے ہیں اور ہم نے اسی پر بھروسہ کیا ہے تو عنقریب تم جان لوگے کہ کون کھلی گمراہی میں تھا

اے پیغمبر تم ان سے کہدو کہ تمہاری مخالفت میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ہمارا خدا، خداوند رحمان ہے، ہمارا بھروسہ اسی پر ہے وہ خود تمہاری عداوت اور مخالفت کی زور کو نابود کر دیگا اور جسطرح اس نے ہمیشہ حق کو غالب اور باطل کو ذلیل و مقہور کیا ہے آج بھی میری آواز کو بلند اور تمہاری مخالفت کو ذلیل کریگا اور عنقریب جب حق کی فتح اور باطل کی شکست ہوگی اُس وقت تمکو معلوم ہو جائیگا، کہ کون گمراہ تھا اور کون سیدھے راستے پر تھا،

(قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ،

تو کہدے بھلا بتاؤ تو سہی اگر تمہارا پانی خشک ہو جائے تو کون ہے جو بہتا ہوا پانی تمہیں لا دیگا

آخر میں ایک سب سے بڑی اور عظیم الشان نعمت خداوندی کو یاد دلایا گیا ہے اور خدا کی قدرت اور اس کی رحمت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اے ناشکر گزار انسانو! تمہاری زندگی کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ آسانی سے پوری ہونیوالی ضرورت یعنی پانی جس کے بغیر نہ تم زندہ رہ سکتے ہو اور نہ تمہاری ضرورت کی کوئی چیز پیدا ہو سکتی ہے اگر اسے وہ اپنے حکم سے خشک کر دے تو دوسرا کون ہے جو تمہارے لئے اس کا انتظام کرے تو کیا ایسی بڑی اور اس جیسی ہزاروں نعمتوں کے ہوتے ہوئے بھی اس رحمان کے آگے سر نہیں ڈالدیتے اور اس خدائے قادر کی رضامندی کیلئے اپنی تمام قوتیں نہیں سپرد کر دیتے جو اگر چاہے تو بیک وقت اپنی تمام نعمتیں تم سے چھین لے اور کوئی تمہارے کام نہ آئے واللہ اگر تم لاکھوں برس کی عمر سجدہ میں گذار دو تو بھی اس ایک نعمت کا شکر نہ ادا

Marfat.com

سورۂ قلم

مکّی ۵۲ آیتیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے شروع زمانہ کے حالات دیکھو آنحضرت لوگوں کو حق کیطرف بلا رہے ہیں، بت پرستی کی برائی بیان کر رہے ہیں جزا و سزا کیطرف توجہ دلا رہے ہیں، مشرکین یہ دیکھکر آپ کی آواز کو پست کر دینا چاہتے ہیں، آپ کو ستاتے ہیں، ڈراتے ہیں، دھمکاتے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ حکومت کے لالچی ہیں، کوئی کہتا ہے کہ جادوگر ہیں، کوئی کہتا ہے کہ (نعوذ باللہ) انھیں جنون ہو گیا ہے، غرض جتنے منہ ہیں اتنے ہی باتیں ہیں، مگر مقصد سب کا یہی ہے کہ ان کی آواز کو ہمیشہ کے لئے روک دیا جائے، جب ڈرا کر، دھمکا کر، ستا کر عاجز ہو جاتے ہیں، تو حکومت کی لالچ دیتے ہیں، کہ تم ہمارے بتوں کو برا نہ کہو ہم تمھیں اپنا بادشاہ تسلیم کرنے کو تیار ہیں، تمھیں اپنا سردار بنائے دیتے ہیں، غرض دنیاوی مال و دولت، عزت و حشمت، ملک و حکومت جو کچھ چاہو ہم تمام قوم مل کر تمھیں سب دینے کو تیار ہیں +

ایک انسان کے لئے جو انسان کی جماعت میں رہتا ہے، اس کے ساتھ ہر طرح کے دنیاوی تعلقات وابستہ ہیں، کھاتا ہے پیتا ہے لوگوں سے ملتا جلتا ہے، غرض یہ کہ دنیا کی اسی آب و ہوا میں وہ بھی پرورش پاتا ہے، جس میں ساری دنیا پرورش پاتی ہے، یہ دو حالتیں، امتحان کے سب سے اونچی اور انتہائی حالتیں ہیں، ایک یہ کہ اسکو ممکن سے ممکن تکلیف اور ایذا

Marfat.com

دی جائے دوسری یہ کہ عیش و عشرت. ملک و دولت غرض یہ کہ اس زندگی کی اعلیٰ تریں کامیابی کی لالچ دی جائے اس حالتِ امتحان میں ثابت قدم رہنا اور اپنے مقصد پر اپنی ہستی اور ساری دنیاوی کامیابی کو قربان کر دینا، جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھا دیا، ایک بہت بڑا انسانی کارنامہ ہے، جسے صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو قرآن کے الفاظ میں **الو العزم** کہے گئے ہیں +

پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے شروع زمانہ میں جو سورتیں نازل ہوئی ہیں زیادہ تر ان میں ان ہی امور کا تذکرہ تم کو ملے گا +

(۱) پیغمبر کی تسلی اور تشفی، اسکی حوصلہ افزائی، اس کی مدح و ثنا، دشمنوں کی ایذا رسانیوں پر صبر کرنے، مخالفوں کی پروانہ کرنے، دشمنوں کی باتوں میں نہ آنے، اپنے مقصد ہدایت و ارشاد پر ثابت قدم رہنے کا حکم،

(۲) حق کی مخالفت کرنے والوں، پیغمبر کی بات نہ ماننے والوں کو تہدید، برے انجام سے ڈرانا، اعمال کی جزا و سزا، اس زندگی کے فنا ہونے اور دوسری زندگی کے آنے کی طرف توجہ دلانا +

(۳) زندگی کے اصل مقاصد یعنی خدا کے ساتھ اور خدا کی مخلوق کے ساتھ عمدہ تعلقات پیدا کرنا +

اس سورت میں بھی ان ہی امور کا تذکرہ ہے، شروع میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی و تشفی دی گئی ہے، پھر آپ کو مخالفین کی باتوں سے الگ رہنے کا حکم دیا گیا ہے، ان کے برے انجام کی مثال ایک باغ والوں کے قصے سے دی گئی ہے، اچھے اور برے کاموں کی جزا و سزا کے ضروری ہونے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، اور مدلل طریقہ سے اسے ثابت کیا گیا ہے،

Marfat.com

پھر مخالفین سے باضابطہ مدلل پیرایہ میں گفتگو کر کے ان کو دکھا دیا گیا ہے، کہ جو لوگ اس صحیح تعلیم کو قبول نہیں کرتے ہیں، اور برے انجام سے ڈر کر اپنی اصلاح کے لئے آمادہ نہیں ہوتے، وہ سخت غلطی پر ہیں..

(۱) نٓ ، وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ

قسم ہے قلم کی، اور اس کی جو وہ لوگ لکھتے ہیں،

(۲) مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ

تو اپنے رب کے فضل سے کچھ دیوانہ نہیں

وہ قلم جس سے لوگ یہ قرآن لکھتے ہیں اور خود وہ باتیں جو قلم سے لکھی جاتی ہیں، یعنی قرآن کی وہ آیتیں جو یہ لوگ تم سے سن کر نقل کر لیتے ہیں، اس پر صاف گواہ ہیں کہ بفضل خدا تم کچھ دیوانہ نہیں ہو، ان باتوں کے اندر جو اخلاقی اور روحانی تعلیم ہے، وہ باواز بلند پکار رہی ہے کہ تم مجنون نہیں ہو، کیونکہ کوئی مجنون، صحیح اور مفید گفتگو نہیں کر سکتا چہ جائیکہ انسانی ترقی اور انسانی فطرت کو مکمل اور کامیاب بنانے کے ایسے کامیاب اصول اور اعلیٰ قانون بتا سکے جو قرآن میں موجود ہیں، پھر جو لوگ اپنی عداوت اور بغض کی وجہ سے تم پر جنون اور دیوانگی کا الزام لگاتے ہیں۔ ان کے اس الزام کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے صرف تمہاری وہ تعلیم کافی ہے، جو خدا کی وحی سے تم لوگوں کو بتاتے ہو بالخصوص جاہلیت کے تاریک زمانہ میں جبکہ انسانیت دنیا کے انسان سے حرف غلط کی طرح مٹ چکی تھی، ایک ایسی عمدہ تعلیم اس کے معلم کی انتہائی قوت عقلیہ اور انتہائی کمال انسانیت پر شاہد ہے،

Marfat.com

(۳) وَاِنَّ لَکَ لَاَجۡرًا غَیۡرَ مَمۡنُوۡنٍ

اور بے شک تیرے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے

اے پیغمبر! تم جو کام کر رہے ہو، انسانیت کی جس عظیم الشان خدمت کا تم نے بیڑا اٹھایا ہے، بنی نوع انسان کی اصلاح و ترقی کے لئے جسقدر، اور جسطرح تم نے اپنے ذاتی منافع، اپنی راحت اپنے عیش و آرام کو قربان کر دیا ہے، درحقیقت یہ کارنامہ دنیا کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے، اور جو کام تم کر رہے ہو، بے شک یہ، دنیا کے سب سے بڑے انسان کا کام ہے، اس لئے اس بڑے کام کی جزا بھی تم کو ضرور اتنی ہی ملے گی، جو تمہارے اس کام کے شایاں ہو، دنیا کی اس سب سے بڑی ضرورت کا احساس جو تم نے کیا، اور اس کو پورا کرنے کے لئے جس طرح تم نے اپنی ساری زندگی، زندگی کی ہر حرکت اور سکون، اپنا دماغ، اپنی عقل، اپنی ہمت، اپنی کوشش، اپنے سارے قوائے عملی اور انتہا یہ کہ اس کام کو پورا کرنے کے لئے جو تم نے اپنی جان تک آزادی ہے ممکن نہیں کہ یہ ضائع ہو جائے یا اس کا اجر کسی طرح محدود ہو۔

(۴) وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ

اور بے شک تو بڑے خلق پر ہے

بے شک تم، جو ان اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دیتے ہو، انسان کو اس کی زندگی کے اعلیٰ مقاصد کی طرف توجہ دلاتے ہو انسان کی انسانیت کو مکمل کرنے کے بہترین قوانین بتاتے ہو، اس سے صاف ظاہر ہے کہ تم خود انسانیت کے اعلیٰ رتبۂ کمال پر ہو، تمہارے اخلاق خود بھی

Marfat.com

نہایت شریف و جلیل القدر ہیں، مخالفین جو کچھ تمہارے متعلق کہتے ہیں، یا وہ جو تم پر جنون کا الزام لگاتے ہیں، یہ سب ان کی حاسدانہ شرارتیں ہیں، اور ابلیسانہ ایذا رسانیاں، تم اچھے ہو اور یقیناً بہترین راہ پر ہو، اور اس پر خود یہ قرآن گواہ ہے جو تمہاری زندگی کے مقصد، تمہاری حرکت و سکون، تمہارے دن رات کے مشغلہ، کا ایک کھلا اور واضح نظام الاوقات یا پروگرام ہے +

(۵) فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ (۶) بِأَيِّكُمُ

تو عن قریب تو دیکھ لیگا اور وہ بھی دیکھ لینگے کہ تم میں سے

الْمَفْتُونُ (۷) إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

کون دیوانہ ہے، بے شک تیرا رب خوب جانتا ہے

بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ

کہ کون اسکے راستے سے گمراہ ہے، اور وہ ہدایت یافتوں کو بھی خوب جانتا ہے

یہ مشرکین و کفار، یہ دشمنانِ دین، جو الزام لگائیں انہیں جو کچھ کہیں، انہیں کہنے دو، اللہ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ سیدھی راہ پر کون لوگ ہیں اور گمراہ کون ہیں، یہ ممکن نہیں کہ سیدھی راہ پر چلنے والے اور گمراہ ہمیشہ یوں ہی رہ جائیں اور ان کو ان کا نتیجہ نہ ملے، یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا دونوں کو ایک رنگ میں رکھے، اور سیدھے راستہ پر چلنے والوں کو ان کا اچھا ثمرہ اور گمراہ کو اس کا برا نتیجہ نہ دکھائے، جب خدا کو ان دونوں کی حالتوں کا پورا علم ہے تو عن قریب ظاہر ہو کر رہیگا کہ تم میں اور ان مخالفین میں سے کون ٹھیک کہتا تھا اور کون دیوانہ و مجنون تھا، اور اے پیغمبر تم بھی دیکھ لوگے اور یہ لوگ بھی دیکھ لینگے کہ تم دونوں

ہیں سے کس کو جنون تھا، تم اطمینان رکھو، وہ زمانہ نہایت قریب ہے جب ان کو ان کی مخالفت اور حق سے منہ موڑنے اور گمراہی پر اڑے رہنے کا پورا نتیجہ مل جاویگا اور وہ اپنی آنکھوں سے اپنی تباہی و بربادی اور تمہاری کامیابی اور تمہاری، حق کی آواز کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں کامیابی کے ساتھ پھیلتے ہوئے دیکھ لینگے، اس وقت انھیں اندازہ ہوگا کہ درحقیقت وہی دیوانے تھے اور جنون خود ان ہی کو تھا ۔

(۸) فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ (۹)

تو جھٹلانے والوں کی بات نہ مان

وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ

ان کی تمنا ہے کہ تو نرمی کرے تو وہ بھی نرمی کریں

اے پیغمبر! تم اپنے خیال میں پختگی کے ساتھ قایم رہو، یہ مخالفین چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں اپنی باتوں پر لے آئیں یہ لوگ جو تمہیں جھٹلاتی ہیں، کبھی تمہاری بات نہ مانینگے، وہ تم سے کہتے ہیں کہ ہمارے بتوں کو برا نہ کہو تو ہم تمہارے اللہ کو مان لینگے، یا یہ کہ تم ہمارے بتوں کی پرستش کرو تو ہم تمہارے اللہ کی پرستش کرینگے، اس قسم کی جو باتیں وہ تم سے کہتے ہیں اس سے ان کا مقصد یہ ہے کسی طرح تم کو تمہارے خیال سے ہٹادیں، یا اصلی مقصد میں ڈھیلا کردیں، وہ چاہتے ہیں کہ تم اپنی باتوں میں کچھ سست ہو جاؤ، جس زور کے ساتھ کلمہ حق کا اعلان کرتے ہو، جس آزادی کے ساتھ، لوگوں کو حق کی طرف دعوت دیتے ہو اس کو کمزور کردو، تو وہ بھی اپنی مخالفت کا زور، اپنی خیالات لے موافق کم کردیں، تو اے پیغمبر! ان کی ان باتون کی طرف ذرا توجہ نہیں کرو جیسا انہماک

کے ساتھ اپنے کام میں لگے ہوئے ہو، لگے رہو، نہ ان کی مخالفت کی ذرہ برابر پرواہ کرو، اور نہ ان کی موافقت کی امید پر بھروسہ،

(۱۰) وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ (۱۱)

اور نہ بات مانو کسی قسم کھانے والے ذلیل کی،

هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ (۱۲) مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ

جو چغلخور ہی چغلی ادھر ادھر کھاتا پھرتا ہی اچھے کاموں سے روکتا ہے،

مُعْتَدٍ أَثِيمٍ (۱۳) عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ

زیادتی کرتا ہے، گنہگار ہے، گردن کش ہے، علاوہ ازیں بدنام ہی،

ایسے لوگوں کی بات کبھی نہ مانو، جو ذلیل ہیں، بات بات پر لمبی چوڑی قسم کھانیکو تیار، خواہ مخواہ دوسروں کے عیب نکالتے پھرتے ہیں، لوگوں کی چغلی کھانا منہ کا نوالہ ہے، کسی کو اچھا کام کرتے دیکھتے ہیں تو اسی روکتے ہیں، ہر کام میں حد سے تجاوز کر جاتے ہیں، دن رات گناہوں میں غرق، سرکشی گھٹیوں میں پڑی ہوئی ہے، ساری مخلوق میں بدنام ہیں، ایسے لوگ صورت تو انسان کی رکھتے ہیں، مگر انسانیت سے کوسوں دور ہیں، یہی لوگ انسانی شیطان ہیں، جن کے اندر بھلائی کی بو بھی نہیں، ساری بداخلاقیاں ان کے اندر موجود ہیں، خود جھوٹے، بات بات پر قسم کھا کھا کر اپنے آپ کو کمینہ اور ذلیل بنا چکے ہیں، عملی حالت بھی ان کی بدتر، انسانیت کے قوانین کو بالائے طاق رکھ کر بداخلاقیوں میں مبتلا ہیں، اس ذلت اور عملی حالت کے بدتر ہونے پر ہی بس نہیں، اس کے ساتھ ہی یہ مخلوق خدا کی ایذا رسانی، لوگوں کی چغلخوری، لوگوں کی عیب جوئی کرتے ہیں جو ساری بداخلاقیوں میں بدترین خصلتیں ہیں، اس سے بھی

Marfat.com

بڑھکر یہ کہ وہ ہر اچھے کام کے دشمن ہیں، خود نہیں کرتے، تو دوسروں کو بھی اچھا کام کرنے نہیں دیتے، ایسے سرکشوں، اور ایسے کینوں سے، بھلائی کی امید یا اچھے مشورے کی توقع رکھنا ہی غلط ہے، اس لئے اے پیغمبر تم اپنے ان مخالفین کی کسی بات کو نہ مانو، کیونکہ ان کی یہ حالت صاف بتا رہی ہے کہ وہ انسانیت کی طبقہ سے بالکل گر چکے ہیں،

(۱۴) اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ

اس لئے کہ وہ مالدار اور صاحب اولاد ہے

(۱۵) اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا

جب ہماری آیتیں اس پر پڑھی جاتی ہیں

قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ

تو کہتا ہے کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں،

چونکہ خدا نے انہیں مال اور اولاد دی ہے، دنیاوی مال و منال، عیش و راحت کے پورے سامان انہیں میسر ہیں، اسی کے بدلے میں یہ خدا کو بھول بیٹھے ہیں، اپنی انسانیت کے فرائض کو پس پشت ڈالے ہوئے اسی دنیاوی عزت و دولت کے بھروسہ پر یہ اسقدر مغرور ہیں، اور اسی فانی جائداد پر یہ اسقدر نازاں ہیں، کہ اپنے انجام کو فراموش کئے بیٹھے ہیں یہ اپنے کاموں کی جزا و سزا سے غافل ہو گئے ہیں، اپنے اعمال کی ذمہ داری کا احساس انہیں نہیں ہے، اور اپنے آپ کو یہاں تک آزاد اور خدا کی پکڑ سے باہر سمجھے بیٹھے ہیں، کہ ساری بداخلاقیوں میں بتلا ہیں،،،، مخلوق کی ایذارسانی میں منہمک ہیں، اور جو جو کام انہیں نہ کرنا چاہئے تھا، سب کچھ کر رہے ہیں۔ اور جو جو انھیں کرنا تھا، سب چھوڑے ہوئے ہیں،

Marfat.com

ان کو تو لازم تھا کہ خود اپنی حالت سے متنبہ ہوتے، خود اپنی غلطی محسوس کرتے اور خود اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتے، مگر غضب کی انتہا ہے، کہ خود تو متنبہ کیا ہونگے، خدا کی طرف سے ایک خیر خواہ ناصح، ایک ہمدرد مصلح، ایک حق کی طرف بلانے والا، ایک بشیر و نذیر ان کی پاس آتا ہے، وہ نرمی کے پیرایہ میں، میٹھی گفتگو میں خوشامد کر کرکے انھیں سمجھاتا ہے، دلیل دے دے کر انھیں ان کی غلطیاں بتاتا ہے، برے انجام کا خوف دلا کر انھیں اچھے اخلاق، اچھے اعمال، اور عمدہ اور پاکیزہ خیالات کی طرف بلاتا ہے، خدا کے وہ کلمات انھیں سناتا ہی جن میں انسانیت کے فرائض، انسانی زندگی کو کامیاب بنانے کے قوانین، انسان کو خدا تک پہنچا دینے کا سیدھا راستہ، اس عمدہ نظم، اور اس معجز طرز بیان کے ساتھ بتائے گئے ہیں جو انسان کی ممکن قوت سے باہر، اور جو دنیا کے فصیح و بلیغ تریں خطیب و شاعر کی قدرت سے بالاتر ہیں تو یہ سرکش اور شیطان صفت انسان کہتے ہیں کہ وہ یہ تو پرانے لوگوں کی کہانیاں ہیں، یہ تو قدیم زمانے کے افسانے ہیں،،

(۱۶) سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ (۱۷) اِنَّا

ہم عنقریب اس کی ناک پر داغ دینگے، ہم نے تو

بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ

ان کو آزمایا ہے جیسا ہم نے باغ والوں کو آزمایا

عنقریب یہ لوگ ذلیل و رسوا ہو کر اپنے برے انجام کو پہنچینگے، ان کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکا لگ کر رہیگا، اور ان کی یہ بد اعمالیاں رنگ لا کر رہینگی، اگر یہ مال و دولت میں ہیں، اگر انھیں دنیاوی راحت کی سامان

مہیا ہیں، اگر انھیں عزت اور فارغ البالی میسر ہے، تو اس کے بھروسہ پر نہ رہیں، اس پر مغرور نہ ہوں، یہ نہ سمجھیں کہ ان برے اعمال کی سزا ٹل گئی، ہرگز نہیں، یہ ان کے امتحان کا وقت ہے، ہم دراصل ان کو ان نعمتوں سے آزما رہے ہیں، کہ وہ ان نعمتوں کی وجہ سے ہمیں (خدا کو) زیادہ یاد کرتے ہیں، ہماری زیادہ اطاعت کرتے ہیں، یا ان نعمتوں پر مغرور ہو کر ہمیں بھول جاتے ہیں، اگر وہ اس امتحان میں کامیاب نکلے تو ان کے لئے دنیاوی راحت کے ساتھ آخرت میں بھی راحت وعیش ہے، اور اگر ناکامیاب ہوئے تو ان کی آخرت تو برباد ہو ہی گئی، یہ سارے دنیاوی ساز و سامان بھی چھن جائینگے، جس طرح ہم نے ایک باغ والوں کو آزمایا تھا:۔

إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ

جب انہوں نے قسم کھائی کہ ضرور صبح ہوتے اسکو کاٹ لینگے

(۱۸) وَلَا يَسْتَثْنُونَ (۱۹) فَطَافَ عَلَيْهَا

اور انہوں نے استثنا نہ کیا تو تیرے رب کی طرف سے

طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ (۲۰)

ایک آنیوالا اس پر آپہونچا حالانکہ وہ سوئے ہوئے تھے

فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ (۲۱) فَتَنَادَوْا

تو وہ باغ صبح کے وقت ایسا ہو گیا جیسے کٹا ہوا، پھر صبح ہوتے ہی

مُصْبِحِينَ (۲۲) أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ

سبھوں نے ایک دوسرے کو پکارا، اگر تمکو کاٹنا ہے تو سویرے

حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ صَارِمِينَ (۲۳)

اپنی کھیتی پر چلو

Marfat.com

فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ (۲۳) اَنْ

پھر سب چپکے باتیں کرتے چلے، کہ

لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ

آج کوئی محتاج ہرگز تمہارے پاس وہاں نہ آنے پائے،

(۲۵) وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ (۲۶)

اور بخل کی نیت پر صبح کیوقت (اپنے آپ کو) توانا سمجھتے ہوئے چل کر

فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ (۲۷) بَلْ

جب انہوں نے باغ کو دیکھا تو بولے کہ ہم راہ بھول گئے، نہیں

نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ (۲۸) قَالَ اَوْسَطُهُمْ

بلکہ ہم محروم ہو گئے، اس سب میں جو بہتر شخص تھا بولا کہ کیا

اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ (۲۹) قَالُوْا

میں تم سے نہیں کہتا تھا کہ تم کیوں نہیں تسبیح کرتے، بس سب

سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ (۳۰) فَاَقْبَلَ

کہنے لگے کہ ہم اپنے رب کی تسبیح کرتے ہیں، بیشک ہم ظالم تھے، پھر ایک

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ (۳۱) قَالُوْا

دوسرے کو آپس میں ملامت کرنے لگا، بولے کہ ای افسوس

يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ (۳۲) عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ

بیشک ہم زیادتی پر تھے۔ بہت ممکن ہی کہ ہمارا رب اسکی بدلہ

يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ

میں اس سی بہتر ہمیں دے ہم تو اپنے رب کیطرف رجوع کرتے ہیں

ان باغ والوں کا قصہ یہ ہے کہ چند اشخاص ایک باغ کے مالک تھے

،جب باغ کا پھل تیار ہونے کو آیا، تو ایک دن سب نے مشورہ کیا کہ کل صبح پھل کاٹ لینگے، اور اس طرح پختگی کے ساتھ بیان کیا کہ گویا آئندہ کے سارے حالات و واقعات ان ہی کے قبضے میں ہیں انہوں نے قسم کھائی کہ کل صبح ضرور پھل کاٹ ڈالینگے، اور یہ نہ سمجھے کہ آئندہ کی باتیں صرف خدا ہی کے اختیار میں ہیں، ان کے اختیار میں نہیں، ان لوگوں نے اپنی قوت اور اپنے ارادے پر اس قدر بھروسہ کیا کہ یہ خیال ظاہر کرتے وقت خدا کا تذکرہ تک نہ کیا، حالانکہ ہر انسان کو لازم ہے کہ جب آئندہ کسی کام کرنے کا ارادہ ظاہر کرے تو یہ ضرور کہہ دے کہ "اگر خدا نے چاہا تو یوں کرینگے" صبح ہوتے ہی ایک دوسرے کو بلانے گئے کہ رات کے ارادہ میں پختہ ہو تو چلو، باغ کا پھل کاٹ لائیں، سب چل کھڑے ہوئے، کھیت کاٹنے کے وقت عام طور پر یہ دستور ہے کہ غریب اور محتاج لوگ ایسے وقت میں آجاتے ہیں اور کھیت والے انھیں اپنی کوشش کے بار آور ہونے اور غلہ گھر لے جانے کی خوشی میں ان مسکینوں کو بھی کچھ دیدیتے ہیں، ان باغ والوں کے بخل اور سرکشی کی یہ حد تھی کہ جب سب مل کر باغ کی طرف چلے تو آہستہ آہستہ یہ مشورہ کرنے لگے کہ خبردار رہنا آج کوئی مسکین اور محتاج باغ تک نہ آنے پاوے، ورنہ ان کو کچھ نہ کچھ دینا ہوگا، بہرحال انسان کے دو اعلیٰ فرائض یعنی خدا سے صحیح تعلق پیدا کرنا اور خدا کی مخلوق کے ساتھ رحم و مہربانی کا برتاؤ کرنا، یہ باغ والے ان دونوں فرائض کو پس پشت ڈالے ہوئے تھے یہ لوگ تو اپنا یہ کچھ خیال پکار رہے تھے، وہاں معاملہ ہی دگرگوں ہو چکا تھا ان کی بداخلاقیوں کے پاداش میں، خدا کے حکم سے آندھی اس زور کی آئی کہ رات ہی رات

Marfat.com

ہیں سارا باغ اور اسکے تمام درخت اور میوے تباہ اور برباد، اور ستیاناس ہو گئے، ایسا معلوم ہونے لگا کہ سارے درخت اور کھیت وغیرہ کاٹ لئے جا چکے، جب یہ لوگ قریب پہنچے تو، اس جگہ کو پہچان نہ سکے اور کہنے لگے کہ ہملوگ راستہ بھول گئے، یہ تو دوسری جگہ ہے، پھر جب کچھ غور کرکے دیکھا تو سمجھ گئے کہ او ہو، یہ تو ہمارا ہی تباہ برباد شدہ باغ ہے!! افسوس ہملوگ بالکل بد قسمت رہ گئے!! ساری کھیتی اور میوے وغیرہ یوں تباہ اور برباد ہو گئے!! اب جب کیا تنگ ہتوں نے تو خدا یاد آیا۔ ان میں ایک صاحب جن میں اوروں کی بہ نسبت کچھ صلاحیت تھی، کہنے لگے کہ دیکھو میں تم لوگوں سے کہتا نہ تھا کہ خدا کی تسبیح و تقدیس کیوں نہیں کرتے، خدا کو یاد کیوں نہیں کرتے، یہ ساری تباہی اور بربادی اسی لئے آئی کہ ہم لوگ خدا کو بالکل بھولے بیٹھے تھے، اور اس کی تسبیح و تقدیس کو چھوڑے ہوئے تھے، یہ سُن کر سب کو ندامت ہوئی، اور سب مل کر کہنے لگے کہ " اے ہمارے پروردگار! ہم تیری تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں، بیشک ہم لوگوں نے ظلم کیا، ہم نے غلطی کی، ہم اپنے زندگی کے فرائض سے غافل رہے، اور ہم تیری قدرت اور اپنے انجام کو بھول گئے، پھر ایک دوسرے کو سمجھانے لگے اور اپنی اپنی غلطیوں کا احساس کرتے ہوئے آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے، کہ ہائے افسوس، ہم لوگ بڑی زیادتی میں مبتلا تھے، ہم بد اخلاقیوں میں حد سے گذر گئے تھے، ہم نے اپنی انسانیت کو بالائے طاق رکھ دیا تھا، خیر اب ہم اپنی اپنی غلطیوں اور گناہوں سے توبہ کرتے ہیں، اور اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرتے ہیں، وہ ہم کو اس سے زیادہ اور اس سے بہتر دیگا"۔

(۳۳) كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ

اسی طرح عذاب ہوتا ہے، اور بیشک

الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے، کاش یہ جانیں،

خدا کی طرف سے اسی طرح عذاب آتا ہے، اسکی کوئی معین یا محدود صورت نہیں جب کوئی قوم، کوئی جماعت، اپنے فرائض سے غافل ہو جاتی ہے، اپنے اعمال کی ذمہ داری کا احساس اس سے جاتا رہتا ہے، بد اخلاقیوں کی برائی اس کے سمجھ میں نہیں آتی، اور رفتہ رفتہ انسانیت کا جوہر فنا ہوتی ہوتے جب وہ بالکل حیوان صفت اور درندہ خصلت ہو جاتی ہے تو پھر ایسی حالت میں، اس کی ان بداعمالیوں کا انجام دنیاوی عذاب و مصیبت، ذلت و افلاس، مال و اولاد کی تباہی، اور دنیاوی اسباب معیشت کی بربادی کی صورت میں اسے آگھیرتا ہے یہ تو صرف وہ عذاب اور وہ سزا ہے جو اس زندگی میں ملتا ہے، آئندہ آخرت کا عذاب اس سے کہیں زیادہ اور سخت اور بڑا ہے، اے کاش! لوگ کچھ غور کریں، کچھ سوچیں، کچھ اپنی عقل سے کام لیں کہ، جب اچھے کام اور برے کام میں اچھے اور برے ہونے کا فرق ہے، تو کیونکر ممکن ہے کہ اچھے کام کرنے والے کو اچھا نتیجہ، اور برے کام کرنے والوں کو برا نتیجہ نہ ملے گا - یہ ظاہر حقیقت ہے، اور ایک موٹی بات ہے، مگر افسوس کہ بہت لوگ ہیں جو اس کھلی حقیقت کو بھی نہیں سمجھتے،

اے پیغمبر! جس طرح ہم نے ان باغ والوں کو کسقدر نعمتیں دیں اور انھیں امتحان میں ڈالا، جس میں وہ ناکامیاب ثابت ہو کر اپنا برا

Marfat.com

انجام پاکر متنبہ ہوئے، اور آخر ان کو اپنی غلطیوں کا احساس ہوا
ٹھیک اسی طرح، تمہارے مخالفین بھی جو دنیاوی مال و دولت
اور اس فانی زندگی کے، فانی اسباب معیشت پر نازاں، اور مغرور
ہو کر ہمیں (خدا کو) بھول بیٹھے ہیں، اور تم جو میرا پیغام انھیں سناتے ہو،
میری طرف انہیں بلاتے ہو، تو تمھیں ستاتے ہیں، تمھاری آوازِ حق کو
روکنے کی کوششیں کرتے ہیں، انھیں بھی ہم دنیا میں یہ نعمتیں
دے کر آزما رہے ہیں، اور ان کا امتحان لے رہے ہیں، کہ لوگ دیکھ
لیں کہ آیا یہ لوگ جو ان نعمتوں کے بھروسہ پر ہمیں چھوڑ بیٹھے ہیں، تمھاری
نصیحتوں سے متاثر اور میرا پیغام حق سن کر بھی متنبہ ہوتے ہیں اور
اپنی اصلاح کی توجہ کرتے ہیں، یا بالکل ہی حد سے گذر چکے ہیں،
اور اپنی انسانیت کو بھی کھو بیٹھے ہیں، اور بغیر آسمانی عذاب اور سخت
سزا کے متنبہ نہیں ہونگے، اگر ایسا ہے تو انہیں ہوشیار رہنا چاہئے،

(۳۴) اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ
بے شک پرہیز گاروں کے لئے ان کے رب کے

النَّعِيْمِ

یہاں نعمتوں کی جنتیں ہیں

البتہ جو لوگ اپنے فرائض سمجھتے ہیں اور پورے کرتے ہیں، انسانیت
کے قانون کی پابندی کرتے ہیں، بداعمالیوں کی سزا اور خدا کے عذاب سے
ڈرتے ہیں، ان کے لئے خدا کے یہاں جنتیں (باغ) ہیں، جن میں ہر طرح
کی نعمتیں ان کے لئے مہیا ہیں، انسانی زندگی کی راحت اور آرام کی
سارے سامان وہاں ایسے لوگوں کے لئے موجود ہیں، اور ان کے

Marfat.com

اسے اچھے اعمال کی نہایت اچھی جزا انھیں ملنے والی ہے

جزا اور سزا پر خدا کے عدل کی شہادت

(۳۵) اَفَنَجۡعَلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ کَالۡمُجۡرِمِیۡنَ
تو کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کے طرح کر دیں گے

(۳۶) مَا لَکُمۡ کَیۡفَ تَحۡکُمُوۡنَ ۞
تم کو کیا ہو گیا ہے، کیسا حکم لگاتے ہو،

اسے برے اعمال میں منہمک ہونے والو! اور اے اپنے فرائض کو پس پشت ڈال دینے والو! کیا تم اس خیال میں مست ہو کہ مرنے کے بعد اچھے اور برے سب یکساں ہو جائینگے؟ سب کا انجام ایک ہی سا ہوگا؟ نیکی اور بدی دونوں کی ایک ہی انتہا ہو جائیگی؟ ہرگز نہیں، تمہاری عقل کیا ہو گئی ہے؟ تمھیں ہو کیا گیا ہے؟ یہ تم کس طرح کی باتیں کرتے ہو؟ کچھ ہوش وحواس کی باتیں کرو، کچھ اپنی سمجھ سے کام لو، جب اچھے کام اچھے ہیں اور برے کام برے ہیں جب نیکی اور بدی دو الگ الگ حقیقتیں ہیں، جب خود اس دنیا میں، شب وروز تمہاری آنکھوں کے سامنے، اچھے کام کرنے والوں کو، قانون کی پابندی کرنے والوں کو، اچھی جزا دی جاتی ہے، انعام دیا جاتا ہے اُن کی عزت کیجاتی ہے، اور برے کام کرنے والوں کو، قانون شکن لوگوں کو ذلیل سمجھا جاتا ہے سزائیں دیجاتی ہیں، تو وہ خدائے قادر و توانا، وہ دنیا اور آخرت کا شہنشاہ جس کی حکومت ہر طرح کی انسانی لغزشوں اور غلطیوں سے بالاتر ہے، جسکی سلطنت محض عدل و انصاف پر مبنی ہے، جسکی عدالت میں

Marfat.com

عربی اور عجمی متمدن اور وحشی، ترقی یافتہ اور متنزل، عالم و جاہل سب یکساں ہیں، جس کی جبروت کے دربار میں نہ کسی رنگ کا امتیاز باعث تفوق ہے، اور نہ کسی خاص قوم، یا خاص ملک، کی خصوصیت قابل ترجیح کیونکر ممکن ہے کہ اس کا عدل، اور اس کا انصاف، اور پھر اس کی رحمت، اچھے کام کرنے والوں اور برے کام کرنے والوں دونوں کا انجام یکساں ہونے دے، اور اچھائی اور برائی دونوں کی ایک انتہا کردی ظالم ظلم و سرکشی کی زندگی بسر کر کے مر جائے اور اسے سزا نہ ملے، یا مظلوم، نیکی اور بیکسی کی زندگی گذار کر فنا ہو جائے اور اسے اس کا انعام نہ ملے۔ یا پھر اس کی پُر حکمت قدرت کے قوانین کس طرح پر گوارا کر سکتے ہیں کہ آم اور نیم دونوں ایک ہی طرح کے اور ایک ہی ذائقہ کے پھل لائیں؟

(۳۷) اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ (۳۸) اِنَّ

کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جسمیں تم یہ پڑھتے ہو، کہ تمہارے

لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ؟ (۳۹) اَمْ لَكُمْ

لئے اس میں وہی ہوگا جو تم پسند کروگے، یا قیامت تک کے

اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

لئے ہم پر تمہاری قسمیں ہیں کہ جو تم فیصلہ کروگے وہی

اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ (۴۰) سَلْهُمْ

تمہارے لئے ہوگا، تو ان سے پوچھ

اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ (۴۱) اَمْ لَهُمْ

کہ ان میں سے کون اس کا ضامن ہے، یا ان کے

Marfat.com

شُرَكَاءُ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ

شرکا ہیں، تو اگر وہ سچے ہیں

إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ

تو اپنے شرکار کو لائیں

آخر تم لوگ جو، اپنے انجام کی طرف سے اس طرح بے پروا، اور بُرے کاموں کی سزا سے اسقدر بے خوف ہو، اس کی کیا وجہ ہے؟ کوئی بے سمجھ اور جاہل سے جاہل انسان بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اچھے اور بُرے کام کا اچھا اور بُرا نتیجہ نہیں ہوتا، یا اچھے اور بُرے کام، اچھے اور بُرے نہیں ہیں، جب یہ بات اسقدر واضح ہے تو پھر تم لوگوں کی یہ بے پروائی، یہ غرور و تکبر، یہ تمرد اور سرکشی، کس بنا پر ہے؟ تم جزا و سزا سے کس چیز کے بھروسہ پر بے خوف ہو؟ کس چیز نے تمہیں اپنے انجام کی طرف سے مطمئن کر دیا ہے، کیا تمہارے پاس خدا کی کوئی ایسی کتاب ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ تمہاری جزا و سزا کا معاملہ تمہارے پسند کے موافق طے ہو گا، اور اس زندگی کے اعمال و افعال کا نتیجہ تمہارے اختیار کے مطابق تمہیں ملیگا؟ یا یہ کہ ہم نے (خدا نے) تم سے اس بات کا معاہدہ کیا ہے کہ تمہارا انجام تمہارے ہی فیصلہ کے مطابق طے پائے گا، اور تمہارے کاموں کا بدلہ تمہارے ہی حکم کے مطابق تمہیں ملیگا؟ تو کیا ہمارے تمہارے درمیان اس قسم کا عہد نامہ قیامت تک کے لئے مرتب ہوا ہے؟ اے پیغمبر! ان سے پوچھو کہ تم لوگوں میں سے کون کون حضرات اس خیالِ خام میں مست ہیں کون اس بات کی ضمانت لیتا ہے، اور کون کون لوگ اس باطل اور بیہودہ گمان میں پڑ کر خواب غفلت کے مزے لے رہے ہیں،

Marfat.com

یا یہ کہ ان کے دانست میں خدا کی خدائی میں کچھ اور حصہ دار ہیں جنکی مدد یا سفارش کے بھروسے پر وہ اس طرح کھل کھیلے ہیں؟ اگر واقعی انکا ایسا خیال ہے اور اس..... خیال کے اندر وہ سچے ہیں تو ان سے کہو کہ ذرا خدا کی خدائی کے ان حصہ داروں کو بلا کرلے تو آئو، وہ ہیں کدھر، ذرا انکی مقدس صورتیں تو دیکھی جائیں، ان بیہودہ، اور شریر لوگوں کو چاہیئے کہ اب بھی متنبہ ہوں، اور اپنے ان لغو اور سراسر مہمل اور ناپاک خیالات کو خیر باد کہہ کر انسانیت کی راہ ڈھونڈھیں، ورنہ اپنے برے انجام کے منتظر رہیں

(۴۲) یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ

جس دن پنڈلی کھول دیجائیگی اور انھیں سجدہ

اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ (۴۳)

کے لئے بلایا جائے گا تو یہ نہیں کر سکیں گے

خَاشِعَۃً اَبْصَارُھُمْ تَرْھَقُھُمْ

انکی نظریں جھکی ہونگی، اور ذلت انکو گھیرے

ذِلَّۃٌ وَقَدْ کَانُوْا یُدْعَوْنَ اِلَی

ہوگی، حالانکہ جب وہ تندرست تھے اسی وقت

السُّجُوْدِ وَھُمْ سَالِمُوْنَ

انکو سجدہ کیلئے بلایا جاتا تھا

آج انھیں، اچھے خیال کی طرف بلایا جاتا ہے تو یہ نہیں مانتے، انھیں اخلاق حسنہ کی دعوت دی جاتی ہے تو انکار کرتے ہیں، نماز پڑھنے زکوٰۃ دینے کا حکم دیا جاتا ہے تو اس کا الٹا یہ کہ نماز پڑھنے والوں کو ایذائیں دیتے ہیں،

Marfat.com

تو جب جزا اور سزا کا عظیم الشان دن آئیگا، اس وقت یہ اپنی اس قانون انسانیت سے گری ہوئی زندگی پر افسوس کرینگے، وہاں حکم ملیگا کہ خدا کو سجدہ کرو، تو یہ لوگ جنھیں دنیا میں خدا کو سجدہ کرنے سے انکار رہا ہے بہت کوشش کرینگے مگر سجدہ نہ کرسکینگے، اس وقت ان کی آنکھوں سے خوف وہراس ٹپکے گا، چہرے پر ذلت چھائی ہوگی، یہی لوگ تھے جنھیں دنیا میں سجدہ کا حکم دیا گیا تھا مگر اپنی سرکشی اور شیطنت کیوجہ سے انھوں نے سجدہ نہیں کیا، حالانکہ اس وقت یہ تندرست اور ہٹے کٹے تھے، کسی طرح کا کوئی عذر نہ تھا۔ اب جب وہ دیکھینگے کہ ہم سجدہ نہیں کرسکتے، تو انھیں حسرت ہوگی، ندامت ہوگی۔ افسوس اور رنج ہوگا کہ اپنی زندگی بیکار ضائع کردی، زندگی کے قیمتی دن عبث اور بیہودہ اور لغو باتوں اور غلط کاریوں میں ختم ہوگئے، اے کاش ہم سمجھتے، اور کچھ کام کرتے مگر یاد رہے کہ اس وقت کی حسرت، اس وقت کا افسوس اور رنج اور ندامت اور خجالت، محض بے سود، بے فائدہ اور بے نتیجہ ہوگی،

(۴۴) فَذَرْنِي وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا
جو شخص اس بات کو جھٹلاتا ہے اس کو اور مجھکو چھوڑ
الْحَدِيْثِ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ
دے، عنقریب ہم ان کو ایسے طریقہ سے ڈھیل
مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ (۴۵) وَاُمْلِيْ
دینگے کہ وہ جانتے بھی نہیں، اور میں انھیں مہلت دونگا
لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ
کیونکہ میری تدبیر مضبوط ہوتی ہے

Marfat.com

اے پیغمبر! جو لوگ اس بات کو جھٹلاتے ہیں، جو لوگ قرآن کی اس اعلیٰ تعلیم کو نہیں مانتے ہیں، تم چھوڑ دو ہم ان سے نمٹ لینگے، ہم انھیں ان کی اس سرکشی کی سزا دینے کا اس طرح انتظام کرینگے کہ انہیں اس کا وہم وخیال بھی نہ ہوگا، اور ان کی بداعمالیوں کی سزا اس طرح اُن کے قریب آتی جائیگی کہ وہ اپنی غفلت ہی میں پڑے رہ جائینگے، اور چونکہ ہماری تدبیر نہایت مضبوط، نہایت صحیح اور نہایت پُر حکمت ہوتی ہے اس لئے ہم اس تدبیر کے ساتھ انھیں مہلت دے رہے ہیں کہ وہ کسی طرح ہوشیار اور متنبہ ہو جائیں، اور اپنی اصلاح شروع کردیں ورنہ انھیں یاد رہے کہ ان کی بداعمالیوں کی سزا اس طرح اچانک غفلت میں انھیں آگھیریگی کہ وہ دیکھتے کے دیکھتے رہ جائینگے،

(۴۶) اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ

کیا تو اُن سے کسی اُجرت طلب کرتا ہے جو وہ تاوان کے بوجھ میں دبے

مُّثْقَلُوْنَ (۴۷) اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَیْبُ فَهُمْ یَكْتُبُوْنَ

جاتے ہیں، یا کیا ان کے پاس غیب کی باتیں ہیں جو وہ لکھا کرتے ہیں

آخر اس اعلیٰ تعلیم سے انھیں کیوں انکار ہے؟ یہ کیوں خدا کے احکام نہیں مانتے؟ قرآن کی بتائی ہوئی راہ پر یہ کیوں نہیں چلتے؟ اے پیغمبر! کیا تم اس تعلیم کے بدلے میں اُن لوگوں سے کوئی اُجرت اور مزدوری مانگتے ہو جس کی بوجھ سے یہ دبے جا رہے ہیں؟ یا یہ کہ ان کے پاس غیب کی باتیں ہیں جنھیں یہ لکھا کرتے ہیں، اور جسکے اندر انھیں اپنی نجات کا حال معلوم ہوگیا ہے، اور اپنے اچھے نتیجے کا انھیں علم ہوگیا ہے اور اس لئے وہ اس تعلیم کو ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتے؟ واقعہ یہ ہے

Marfat.com

کہ ان دو باتوں میں سے کوئی بات نہیں، نہ تو پیغمبر اُن سے اجرت طلب کرتا ہے، اور نہ انھیں غیب کی بات معلوم ہے، کوئی عذر ان کے پاس نہیں۔ اور کوئی وجہ یہ اُس تعلیم کو نہ ماننے کی پیش نہیں کر سکتے یہ محض ان کی سرکشی اور تمرد ہے،

(۴۸) فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ

تو اپنے رب کے حکم کیلئے صبر کر اور مچھلی والے (یونس ع)

الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ

کیطرح نہ بن، جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا حالانکہ وہ گھٹ رہا تھا

(۴۹) لَّوْلَا أَن تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ مِّن رَّبِّهِ

اگر اسکے رب کی نعمت اسے نہ پہنچتی تو وہ نہایت

لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ (۵۰)

بری حالت میں میدان پر پھینک دیا جاتا

فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ

تو اسکے رب نے اسے برگزیدہ کیا اور اسے نیکوں میں سے بنا دیا

تو اے پیغمبر! تم ان باتوں سے بددل نہ ہو، تمھارا جو فرض ہے اُسے پورا کرتے رہو اور خدا کے منتظر بیٹھے رہو، خدا اُن مخالفین کے متعلق ضرور کوئی عمدہ انتظام کریگا یونس علیہ السلام کی طرح جلدی نہ کرو، کہ جب ان کی قوم نے انھیں نہ مانا اور انکی تعلیم و ہدایت کو تسلیم نہ کیا، تو انھوں نے خدا سے اُن کے لئے بددعا کی، اور ان سے کہا کہ تین دن کے اندر تم لوگوں پر خدا کا عذاب آئیگا، یہ کہہ کر وہاں سے چلدیئے، ان لوگوں نے ان کے جانے کے بعد عذاب خداوندی سے ڈر کر اپنی غلطی تسلیم کی اور ساری

Marfat.com

قوم ملکر ایک جگہ جمع ہوئی اور خدا کے آگے عاجزی اور زاری سے دعائیں کیں، اور ایمان لے آئے خدا نے عذاب سے انہیں محفوظ رکھا، یہ خبر یونس کو ہوئی کہ وہ لوگ ابھی تک صحیح وسالم ہیں خدا کا عذاب اُن پر نہیں آیا۔ تو یہ سُن کر وہ بہت متفکر ہوئے کہ میں نے خدا سے بددعا کی تھی کہ تین دن کے اندر انھیں ہلاک کر دیا جائے، کیا وجہ ہوئی کہ میری عرض بارگاہ الٰہی میں مقبول نہ ہوئی، پھر یہ سوچ کر کہ اب اُن لوگوں کے پاس جانے میں ذلت وشرم ہوگی وہ خدا کے حکم کا انتظار کئے بغیر کسی طرف چل کھڑے ہوئے اور پھر کشتی سے دریا میں گر پڑے، اور مچھلی انھیں نگل گئی، وہاں جب یہ گھبرائے اور خدا سے معافی مانگی تو فوراً مچھلی نے انھیں خشکی پر لاکر اُگل دیا، تو اے پیغمبر! تم جلدی نہ کرو، خدا کے حکم کے منتظر رہو، یونس کی طرح نہ کرو جنہوں نے خدا کے حکم کا انتظار نہ کیا اور اپنی قوم سے چلے گئے، تو اس کا نتیجہ انھیں یہ ملا کہ تکالیف میں گرفتار ہوئے۔ اور آخر جب غم و مصیبت میں انھوں نے خدا کو پکارا تو خدا نے انھیں نجات دی، ورنہ اگر خدا کی رحمت ان پر جلد نہ ہوتی تو وہ زمین پر نہایت ابتر حال میں ہوتے۔ پھر اس کے بعد خدا نے انھیں اپنا برگزیدہ اور نہایت نیک بندہ بنالیا

(۵۱) وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْ

اور کافر جب ذکر (قرآن) سنتے ہیں تو اپنی آنکھوں سے

لِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ

تجھے قریب قریب ڈگا دینا چاہتے ہیں

وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ

اور کہتے ہیں کہ یہ شخص تو مجنون .... ہے

Marfat.com

(۵۲) وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

اور حالانکہ وہ صرف تمام دنیا کے لئے

لِّلْعٰلَمِيْنَ

نصیحت ہے

اے پیغمبر! تم اپنے کام میں نہایت ہمت اور مضبوطی اور استقلال کیساتھ ثابت قدم رہو، ایسا نہ ہو کہ یہ مخالفین تمہیں تمہارے راستہ سے ہٹا دیں، کیونکہ ان کی عداوت اور ان کے کینہ اور حسد کی یہ حالت ہے کہ جب تم قرآن سناتے ہو اور انھیں نصیحت کرتے ہو تو اس طرح گھور گھور کر تیز نظروں سے تمھیں دیکھتے ہیں کہ تم کسی طرح مرعوب ہو کر یہ کام چھوڑ دو، اور اسی لئے وہ یہ مشہور کرتے ہیں کہ یہ پیغمبر دیوانہ ہے، تاکہ لوگ جو اس تعلیم کی طرف جوق جوق اُن کے خلافِ منشا آرہے ہیں یہ سُن کر بدظن ہو جائیں اور تمھاری کوشش ناکام رہے، حالانکہ یہ قرآن تو ساری دنیا کے لئے ایک نصیحت ہے کم از کم اس کی عمدہ تعلیم، اسکی اعلیٰ نصیحتیں دیکھکر ہی وہ شرمائیں اور اپنے دل میں سمجھیں کہ جو شخص ایسی تعلیم، اور ایسی اعلیٰ درجہ کی نصیحتیں سناتا ہے اس کو محض اپنے کینہ اور عداوت سے دیوانہ کہنا، کسی سمجھدار اور عقلمند کا کام ہے یا کسی پاگل اور دیوانہ کا کام

Marfat.com

سورۂ حاقہ

مکی ۵۲ آیتیں

مکی سورتوں میں عموماً مذہب کے یہ تین اصول بیان کئے جاتے ہیں،

(۱) روز جزا و سزا (قیامت) سے ڈرنا،

(۲) خدا کے آگے عاجزی کے ساتھ سر تسلیم خم کر دینا اور اس سے عمدہ تعلق پیدا کرنا

(۳) مخلوق کے ساتھ احسان و محبت کا برتاؤ کرنا،

عمدہ اخلاق اور اچھے اعمال کی طرف رغبت، اور خواہش اور برے اخلاق اور اعمال سے نفرت اور علیحدگی کا دار مدار جزا و سزا کے ماننے پر ہے اسی لئے تفصیلی طور پر برے کاموں سے روکنے اور اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دینے سے پہلے، کاموں کی جزا و سزا کو اصولی طور پر دلیل و حجت پیش کر کے تسلیم کرا لینا ضروری ہے اس کے بعد زندگی کا اعلیٰ مقصد اصولی طور پر یہ ہے کہ انسان خدا کے ساتھ عمدہ تعلق پیدا کرے اور مخلوق کے ساتھ احسان و رحم کا برتاؤ کرے، اسی پہلے مقصد کو پورا کرنے کی عمدہ اور متعدد صورتیں بدنی عبادتوں کی رکھی گئی ہیں، اور معاملات و تمدن و معاشرت کے تمام قانون اسی دوسرے مقصد کی تکمیل کی عمدہ صورتیں ہیں +

اس صورت میں بھی سب سے پہلے قیامت کی حالتیں بتائی گئی ہیں اور جزا و سزا کی تفصیل کی گئی ہے اور تاریخی واقعات کی دلیل دیکر یہ دکھایا گیا ہے کہ جو قومیں قیامت کو نہ مانتی تھیں اور جزا و سزا

تسلیم نہیں کرتی تھیں، دیکھ لو کہ اس دنیا ہی میں اُن کا کیا حشر ہوا اُن کی بد اعمالیاں کیا رنگ لائیں، اور کسطرح انھیں اُنکے بُرے کاموں کی سزا مل گئی، پھر ان تاریخی واقعات کی مفصل شہادت بیان کرنے کے بعد، روز قیامت کے واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اچھوں اور بُروں کے انجام کی تصویر کھینچی گئی ہے، اور بُرے انجام والوں کے بُرے انجام کی وجہ بتا دی گئی ہے کہ انھوں نے نہ تو خدا کو مانا اور نہ مخلوق کے ساتھ رحم و شفقت کا برتاؤ کیا،

جب جزا و سزا ضروری ہے، قیامت ضرور آئیگی، تو انسان کو ضرور چاہیئے کہ اپنی اصلاح کرے، اپنے فرائض اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرے، اور اپنی تمام غلطیوں سے باز آئے، تاکہ موجودہ اور آئندہ دونوں زندگی میں کامیابی نصیب ہو، اس طرح انسانی طبیعتوں کو جب متوجہ کر لیا گیا ہے تو پھر اس کے بعد قرآن مجید کی تعلیم پر چلنے کی دعوت دی گئی ہے کہ اے وہ لوگو! جو ان باتوں کو سوچ کر اپنی اصلاح کے خواہاں ہو، اس تعلیم کی طرف توجہ کرو، اور دیکھو کہ اس کا پیش کرنیوالا کیسا شریف ہے، خود اُس کے ذاتی حالات، اس کے وہ اعلیٰ صفات، جسکا دوست دشمن سب کو اقرار ہے، صاف گواہی دیتے ہیں کہ وہ نہایت سچا اور امانت دار ہے اور اس کا دعویٰ حق پر مبنی ہے، اگر تم انسانیت کے قانون کی پابندی کے ساتھ اپنی زندگی کامیابی اور ترقی، وبہبودی کے ساتھ بسر کرنا چاہتے ہو، تو پیغمبر کی تعلیم سے فائدہ اٹھاؤ اور قرآن کے احکام پر چل کر نجات اور فلاح حاصل کرو،

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(۱) اَلْحَآقَّةُ (۲) مَا الْحَآقَّةُ (۳)

سچ مچ آنے والی، کیا ہے سچ مچ آنے والی،

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ

اور تجھے کیا معلوم کہ وہ سچ مچ آنے والی چیز کیا ہے

سچ مچ آنے والی، کیا ہے سچ مچ آنے والی؟ تمھیں کچھ خبر ہے کہ وہ سچ مچ آنے والی چیز کیا ہے؟ یہ ایک بلیغ طرز گفتگو ہے کہ جس چیز کی اہمیت مخاطب کو بتانا ہو، اور یہ مقصد ہو کہ مخاطب اس بات پر پوری توجہ اور پورا غور و فکر صرف کرے، اور دیر تک یہ بات اس کے ذہن میں حاضر رہے، تو ایسے موقعہ پر خواہ مخاطب اس چیز کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو استفہام کے طریقہ پر وہ بات مخاطب پر پیش کی جاتی ہے، اور اس سے پوچھا جاتا ہے کہ بتاؤ یہ کیا ہے، پھر جب اسکی طبیعت پوری طرح اس سوال کے حل کرنے میں غور و فکر کرنے لگے تو عین انتظار میں متکلم خود ہی اس کا جواب بھی دیدے، اس طرح اب جو جواب مخاطب سنے گا اس کا اثر دیر تک اس کے دل میں رہیگا، اور اگر متکلم شروع ہی میں وہ بات مخاطب کو بتادے اور سوال اور جواب کا طرز نہ اختیار کرے تو اس بات کی کوئی خاص وقعت مخاطب کے نزدیک نہیں ہوگی، قرآن میں یہ طرز گفتگو جا بجا موجود ہے قیامت کے متعلق تو کئی جگہ یہ طرز اختیار کیا گیا ہے*

(۱) اَلْقَارِعَةُ، مَا الْقَارِعَةُ، وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ، يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ

Marfat.com

(۲) وَمَا أَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ، ثُمَّ مَا أَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ، يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا

(۳) اَلْحَاقَّةُ مَا الْحَاقَّةُ وَمَا أَدْرٰكَ مَا الْحَاقَّةُ

(۴) لِيَوْمِ الْفَصْلِ، وَمَا أَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ، وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ

اسی طرح جہاں جہنم کی سختی دکھائی گئی ہے وہاں بھی یہی طرز اختیار کیا گیا ہے

(۱) وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَأُمُّهٗ هَاوِيَةٌ، وَمَا أَدْرٰكَ مَا هِيَهْ، نَارٌ حَامِيَةٌ

(۲) كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ، وَمَا أَدْرٰكَ مَا الْحُطَمَةُ، نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ،

اس سورت میں اسی بلیغ طرز سے قیامت کا ذکر سوال کے پیرایہ میں شروع کیا گیا ہے، اور جواب کے بدلے میں اُن تاریخی واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے جو قیامت کے نمونہ پر واقع ہوئے ہیں، جن سے قیامت کے ہولناک واقعات کا ممکن ہونا بھی ثابت ہوتا ہے، اور اُن واقعات کو اس حیثیت سے دیکھا جائے کہ اُن کے ذریعہ سے بد اعمال اور سرکش قوم کو سزا دی گئی۔ تو اس سے قیامت اور جزا و سزا کا ضروری ہونا بھی ثابت ہو جاتا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدا کی ایک مستمر سنت ہے کہ جو قوم برے اعمال میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اس کو اسی دنیاوی زندگی سے سزا ملنی شروع ہو جاتی ہے، سورہ ذاریات اور مرسلات میں انھیں امور کو قسم کے پیرایہ میں بیان کر کے قیامت کے واقعات کے امکان پر شہادت پیش کی گئی ہے

یہاں سوال کے بعد اُن واقعات کا ذکر کرنے سے یہ مقصد ہے کہ مخاطب جو قیامت کے واقعات کا انکار کرتا ہے، یا ان کے ممکن ہونے میں اسے شبہ ہے یا ان امور کو مستبعد سمجھتا ہے وہ ان تاریخی واقعات پر غور کر کے سمجھ لے کہ یہ باتیں دنیا میں ہوتی آئی ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ جب خاص خاص قوموں کو اسطرح ان کے اعمال کے بدلے ملے ہیں تو ضروری ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے جس میں دنیا کی ساری گذشتہ اور موجودہ اور آئندہ اقوام اکٹھا کی جائیں اور انھیں ان کے بڑے اور چھوٹے عمل کا پورا پورا کافی بدلہ دیا جائے، یہاں جو اس سوال کا جواب نہیں دیا گیا اس کی یہی وجہ ہے کہ مخاطب ان واقعات کو دیکھے اور خود جواب دے کہ جب ایک قوم کو ہلاک اور برباد کرنے میں ایسے ہولناک واقعات پیش آئے تو جس دن ساری دنیا تباہ کی جائے گی، اور لاکھوں برس کا یہ نظام عالم درہم برہم کیا جائیگا اس دن کیسے ہولناک واقعات پیش آئینگے، اور یہ کیسا عظیم الشان دن ہوگا، آج جو صرف کبھی کوئی زور کی آندھی آتی ہے یا کوئی طوفان آتا ہے، جس کا تباہ کُن اثر صرف ایک جگہ یا ایک ہی شہر تک محدود رہتا ہے تو کس قدر ہولناک منظر ہوتا ہے، اور انسان کی کیا حالت خوف اور وحشت سے ہو جاتی ہے، تو جس دن نہ صرف روئے زمین بلکہ اس نظام شمسی کے ہر چھوٹے سے چھوٹے ذرے اور ہر بڑے سے بڑے عظیم الشان اجسام کے تباہ اور برباد ہونے کا وقت آئے گا، وہ وقت کسقدر ہیبت وخوف کس قدر وحشت و دہشت اور کس قدر ہولناک اور عظیم الشانی اپنے اندر لئے ہوئے ہوگا، اس لئے اے مخاطب! تو خود اُسکی

Marfat.com

اہمیت سمجھ لے اور اس سوال کا جواب خود اپنی ہی عقل و سمجھ اپنے ہی ہوش و حواس اور اپنی ہی قوت متخیلہ سے مانگ کہ اس کا پورا تصور تیری محدود عقلی قوت سے بہت بالاتر ہے،

(۴) كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ،

ثمود اور عاد نے قیامت کو جھٹلایا،

(۵) فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ،

تو ثمود ایک کڑک سے ہلاک کردیے گئے

(۶) وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ

اور عاد سخت آندھی سے ہلاک کیئے گئے

(۷) سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ

جسے اس نے سات رات اور آٹھ دن اُن پر لگا رکھا

أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى لا

تو اُن لوگوں کو اس میں پچھڑے ہوئے دیکھتا

كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ (۸) فَهَلْ

گویا وہ گرے ہوئے کھجور کے تنے ہیں، تو کیا

تَرَى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ

تو اُن لوگوں میں سے کسی کو باقی دیکھتا ہے

عاد اور ثمود عرب ہی کی دو پرانی اور مشہور قومیں تھیں، ان کے تاریخی حالات قومی روایتوں کی طرح عرب کے افسانوں اور اشعار میں نسلاً بعد نسل چلے آتے تھے، اسی لیئے قرآن زیادہ تر ان ہی قوموں کے تاریخی حالات کیطرف توجہ دلاتا ہے جنھیں اہل عرب خود تسلیم کرتے ہیں

Marfat.com

عاد اور ثمود نے اس عظیم الشان دن یعنی قیامت کا انکار کیا، اور اعمال کی جزا و سزا سے غافل ہو گئے پھر اس کا یہ لازمی اثر ہونا چاہئے تھا کہ بداخلاقی ان کے اندر بڑھتی گئی اور رفتہ رفتہ ان کی انسانیت ان سے رخصت ہوتی گئی، بالآخر پیغمبر آئے، انھوں نے انھیں تنبیہ کیا، سمجھایا، ڈرایا، مگر یہ راہ پر نہ آئے، اور قوم ثمود نے تو یہاں تک سرکشی کی کہ اپنے پیغمبر صالح ع کو قتل کر دینے کی تیاریاں کیں، یہ سرکشی بلا نتیجہ نہیں رہ سکتی تھی، خدا کے مقرر کردہ قانون کے مطابق انھیں سزا دی گئی، اور اس زور کا بھونچال آیا اور اس کڑاکے کی آواز ہوئی کہ قوم ثمود اس سے ہلاک ہو گئی یہی حال قوم عاد کا ہوا، ایک شدید آندھی آئی جو ایک ہفتہ تک رہی اور ساری قوم ہلاک ہو گئی زمین پر جو لوگ مرے پڑے تھے. ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اکھڑے ہوئے درختوں کے تنے پڑے ہیں، وہ اسطرح ہلاک ہوئے کہ ان کی قوم کا ایک شخص بھی زندہ نہ بچا بلکہ ساری قوم کی قوم ہمیشہ کیلئے اس دنیا سے رخصت ہو گئی،

(۹) وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ

اور فرعون اور اس سے اگلے لوگ، اور الٹی ہوئی

بِالْخَاطِئَةِ (۱۰) فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ

بستیوں والے نے گناہ کیا، اور اپنے رب کے پیغمبر کی نافرمانی

فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً رَّابِيَةً

کی تو اس نے ان کو سختی سے پکڑ لیا

عاد اور ثمود تو عرب ہی کی قومیں تھیں اب ذرا اپنے گرد و پیش دیکھو،

Marfat.com

مصر کے فرعون کے حالات بھی تم سے مخفی نہیں، جس نے بنی اسرائیل کے ساتھ سرکشی کی اور ان سے وہ سلوک کیا جو کسی جاندار کیساتھ کوئی انسان نہیں کر سکتا، اسی طرح اور بھی قومیں ان سے پہلے گذری ہیں جنھوں نے بداخلاقیوں میں وہ انہماک پیدا کیا کہ انسانیت کو کھو بیٹھیں اور سمجھانے کے لئے پیغمبر آئے تو انھیں جھٹلایا، اور ایذائیں پہنچائیں موتفکات کی قوم بھی اُسی طرح تھی، بالآخر ان سب کا نتیجہ یہی ہوا کہ اُن کے پروردگار نے اُن کو بُری طرح پکڑا اور ہلاک کر ڈالا،

(۱۱) إِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ

جب پانی نے طغیانی کی تو ہم نے تم کو کشتی میں سوار کیا

(۱۲) لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَا

تاکہ ہم اس کو تمھارے لئے ایک یادگار بنائیں اور یاد رکھنے

أُذُنٌ وَّاعِيَةٌ

والے کان اسے یاد رکھیں

تاریخ کی ابتدا پر نظر کرو، اور نوح کی قوم کے حالات پر غور کرو، کہ وہ قوم اسی طرح ایک بڑے آسمانی عذاب یعنی طوفان سے ہلاک کی گئی، اور چند وہ لوگ جن کی نسل میں تم ہو، انھیں خدا نے ان کے ایمان اور اُن کی انسانیت اور صداقت کی برکت سے نوح ؑ کی کشتی میں محفوظ رکھا، تاکہ تم لوگ اس واقعہ کو یاد کر کے نصیحت پکڑو اور یاد رکھنے والے کان اسے یاد رکھیں، اور لوگ سمجھیں کہ جب سے دنیا کی تاریخ ہمیں معلوم ہوتی ہے، صاف نظر آتا ہے کہ خدا کا یہ ایک مقررشدہ قانون ہے کہ ہمیشہ اچھی اور بُری قومیں اچھا اور بُرا انجام پاتی آئی ہیں،

Marfat.com

لہذا جزا و سزا ایک بدیہی اور ضروری اور یقینی حقیقت ہے جس پر عقل اور نقل دونوں گواہی دیتی ہے،

جب ایسے واقعات ہوتے آئے ہیں تو قرآن جس طرح قیامت کی خبر دیتا ہے، اس میں کون سا اشکال اور کونسا بعد عقلی ہے، جب دنیا میں کسی خاص قوم کو زلزلہ سے کسی کو عظیم الشان طوفان سے کسی کو آندھی سے، غرض یہ ہے کہ اُن مختلف طریقے سے سزا دی گئی ہے، تو ساری دنیا کو ایک ملک فرض کرو اور سارے بنی نوع انسان کو ایک قوم، پھر ان کی جزا و سزا کیلئے ایک وقت مقرر کرو اور سوچو کہ جب صرف نوح کی قوم پر جو طوفان آیا تھا وہ کیسا تھا، یا ثمود جس زلزلہ میں تباہ ہوئے وہ کیسا تھا عاد جس آندھی سے ہلاک ہوئے وہ کیسی تھی، تو جو دن ساری دنیا کے جزا و سزا کیلئے آئے گا خود سمجھو کہ اس کے واقعات کس قدر ہولناک اور عظیم الشان ہونگے،

(۱۳) فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ

تو جب صور میں ایک بار پھونکا جائے گا

(۱۴) وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً

اور زمین اور پہاڑ اٹھائے جاکر ایک دفعہ ٹکرا

وَّاحِدَةً (۱۵) فَیَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ

دیے جائینگے، بس اسی دن وہ واقعہ واقع ہوگا،

(۱۶) وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِیَ یَوْمَئِذٍ وَّاهِیَةٌ

اور آسمان پھٹ جائیگا تو وہ اس دن سست ہوگا،

Marfat.com

(۱۷) وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۭ وَيَحْمِلُ عَرْشَ
اور فرشتے اس کے کناروں پر ہونگے، اور آٹھ شخص
رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ
اس دن تیرے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھائے ہونگے،

اُس دِن ایک دفعہ صور پھونکا جائے گا جو دنیا کی موجودہ نظم توڑ دیے جانے کی بگل ہوگی، اس آواز کے ساتھ ہی عالم کے بڑے بڑے اجسام اصلی حالت چھوڑ کر تغیر و تبدل میں آجائینگے، سارے علوی اور سفلی اجسام اپنے اپنے مرکز سے ہٹ جائینگے، اور اس تغیر و تبدل کی وجہ سے یہ اجسام آپس میں ٹکرا سنگے، جس سے زمین و پہاڑ چور چور ہو جائنگے، آسمان اور علوی اجسام یعنی سیارات بھی اسی تصادم میں پڑ کر ریزہ ریزہ ہو جائنگے، یہ واقعہ صرف تین سطروں میں بیان تو کر دیا گیا مگر اس وقت کی حالت کا کچھ اندازہ کرو جس وقت یہ واقعات واقع ہونگے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور واقعہ یہ ہے کہ جس قسم کا عظیم الشان تم نہیں کر سکتا، تو یہی دن قیامت کا دن ہوگا، یہ انقلاب اور یہ تباہی اور بربادی سارے عالم پر آئے گی، وہ جسکے قبضۂ قدرت میں یہ دنیا اور اس دنیا کی ہر چیز ہے، اور جس کی حکومت و جبروت کے آگے یہ ساری چھوٹی اور بڑی، مخلوقات سرنگوں ہیں اور جس کے حکم کے بغیر دنیا کی کوئی چھوٹی اور بڑی ہستی ہل نہیں سکتی، بجز اس خداوند عالم کے دنیا کا کوئی متنفس اور اس عالم کا کوئی ذرہ اس انقلاب اور اس تباہی سے محفوظ نہ رہ سکے گا،

Marfat.com

(۱۸) یَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰی مِنْکُمْ خَافِیَۃٌ

اس دن تم پیش کئے جاؤ گے، کوئی بات تم پر چھپی نہ رہیگی

تمہاری تمام حرکتیں، تمہارے تمام سکون، تمام افعال و اقوال سب محفوظ ہیں سب کاریکارڈ موجود رہتا ہے، تم یہ نہ سمجھو کہ جو باتیں تم بولتے ہو فنا ہو جاتی ہیں، جو کام تم کرتے ہو ختم ہو جاتے ہیں، ہرگز نہیں، خدا کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق تمہاری ساری حرکتیں، تمہارے تمام کام، تمہاری آوازیں، تمہاری بولیاں سب اپنے اپنے جگہ میں موجود ہیں، جدید فلسفہ کی چمک نے انیسوی صدی میں اس دعویٰ کی صداقت پر پوری روشنی ڈال دی ہے، اور گراموفون کے موجد نے یہ منوا دیا ہے کہ انسان کی باتیں یعنی آوازیں اس خلا میں موجود رہتی ہیں، چنانچہ اگر خاص طریقہ سے ان آوازوں کو ایک جگہ رکھا جائے تو وہ اس میں اس طرح موجود رہتی ہیں کہ ہم جب چاہیں انھیں سن سکتے ہیں، اس سے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ آوازیں اور یہ باتیں جنھیں ہم سمجھتے ہیں کہ بولتے ہی فنا ہوتی جاتی ہیں، یہ غلط خیال ہے، بلکہ وہ اپنی جگہ میں موجود رہتی ہیں، تو پھر انسان کے کام اور اس کی حرکتیں کس طرح فنا ہو سکتی ہیں؟ ضرور وہ بھی اپنی مقررہ جگہ میں موجود رہتی ہیں، گو ہماری عملی طاقت ابھی اتنی نہیں بڑھی کہ اُن کاموں کو پھر لوٹا کر دیکھ سکیں۔ تو قیامت کے دن خدا انسان کے تمام اعمال و اقوال کو جو اپنی مقررہ جگھوں میں موجود ہونگی، اپنی قدرت سے ان کے سامنے پیش کر دیگا، اور ہر شخص پر اپنے اپنے اعمال ظاہر ہو جائینگے اور کوئی کسی طرح انکار نہ کر سکیگا،

Marfat.com

(۱۹) فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ

توجسکا اعمال نامہ اسکے دائیں ہاتھ میں دیا جائیگا

فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ (۲۰) اِنِّیْ

وہ کہے گا آؤ میرا اعمالنامہ تو پڑھو، میں تو

ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ (۲۱) فَهُوَ فِیْ

سمجھتا تھا کہ میرا حساب مجھے ضرور ملیگا، تو وہ خوشی

عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ (۲۲) فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ

کی زندگی میں ہوگا، اونچی جنت میں

(۲۳) قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ (۲۴) كُلُوْا وَاشْرَبُوْا

جسکی شاخیں نزدیک ہونگی، گذشتہ دنوں میں

هَنِیْٓــًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ

تم نے جو کیا اس کے بدلے میں مزے سے کھاؤ پیو

اس کے بعد وہاں حساب لیا جائیگا، اور اسکے بعد ہر شخص کو اسکے اچھے اور برے فیصلہ کی سند دے دی جائیگی، جو لوگ کامیاب ہونگے انکیں یہ سند دائیں ہاتھ میں دی جائیگی، اس وقت میں وہ خوشی کے مارے پکارتے پھرینگے کہ لو بھائی ذرا میرا اعمالنامہ تو پڑھو، میں تو پہلے ہی سے سمجھتا تھا کہ حساب کتاب ایک دن ضرور ہوگا، اور اسی سلئے میں ہمیشہ خدا کے عذاب سے ڈرتا رہتا تھا، پھر ان لوگوں کے لئے نہایت خوشی اور آرام کی زندگی ہوگی، وہ بڑے بڑے اعلیٰ درجہ کی جنت (باغ) میں رہینگے، جہاں میوؤں کی شاخیں بہت نزدیک ہونگی، یعنی کسی میوہ کے حاصل

Marfat.com

کرنے میں انھیں دقت نہ ہوگی، دنیا کے باغوں میں تو یہ کمی ہوتی ہے کہ بعض اونچے درختوں کے پھل ہر شخص نہیں توڑ سکتا۔ مگر جنت چونکہ صرف آرام وراحت کی جگہ ہوگی، وہاں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی اس لئے وہاں کے درختوں کے پھل اس طرح ہونگے کہ جب، اور جس وقت اور جس طرح چاہینگے اسے لے لیں گے، اور ان سے کہا جائیگا کہ اے لوگو! تم نے دنیا میں جو اچھے کام کئے ہیں، جو نیکیاں کی ہیں، اُن کے بدلے میں اب یہاں خوب لطف اور خوب فراغت کے ساتھ کھاؤ پیو اور مزے اڑاؤ،

(۲۵) وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ

اور جس شخص کی کتاب بائیں ہاتھ میں دیجائے گی

فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ کِتٰبِیَهْ (۲۶)

وہ کہیگا اے کاش! مجھے میری کتاب نہ دیجاتی!!

وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ (۲۷) یٰلَیْتَهَا

اور مجھے نہ خبر ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے!!

كَانَتِ الْقَاضِیَةَ (۲۸) مَآ اَغْنٰی

اے کاش! میرا خاتمہ ہوچکا ہوتا!! میرا مال

عَنِّیْ مَالِیَهْ (۲۹) هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ

میرے کام نہ آیا میری قوت مجھ سے جاتی رہی،

اور جو وہاں ناکام رہیگا اسے اس کا اعمالنامہ بائیں ہاتھ میں ملیگا، اور وہ حسرت وغم، رنج ویاس کی وجہ سے کہیگا کہ اے کاش! مجھے یہ عمل نامہ ہی نہ ملتا کاش! مجھے اپنے حساب کا کچھ علم ہی نہ ہوتا

Marfat.com

اے کاش میرا بالکل ہی خاتمہ ہوچکا ہوتا۔ اور میں مرکر بالکل نیست ونابود ہو جاتا، اور پھر آئندہ اس وقت کے لئے زندہ نہ کیا جاتا۔ افسوس میرے مال و دولت نے، میرے ساز و سامان نے میری عزت و شوکت نے مجھے کچھ نفع نہ دیا، ساری قوت و سلطنت آج مجھ سے جاتی رہی یہ دنیا کے تمام تعلقات آج بالکل بے سود اور غیر مفید ثابت ہوئے روپیہ پیسہ، دبدبہ، اور حشمت ہر چیز نے آج مجھ سے منہ پھیر لیا،

تو ان لوگوں کے لئے اس دن بجز حسرت اور افسوس، غم اور رنج اور کفِ افسوس ملنے اور اپنے کئے پر نادم ہونے کے اور کچھ نہ ملیگا، مگر اس وقت کی ندامت بے سود ہوگی، اس وقت کا رونا عبث ہوگا، اور اس وقت کی عقل اور سمجھ بالکل بے کار ثابت ہوگی،

(۲۷) خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ (۲۸) ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ،

اس کو گرفتار کرو اور اس کو، پھر جہنم میں اس کو جھونک دو

(۲۹) ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ

پھر ستر گز لمبی زنجیر میں اس کو جکڑ دو،

اُس وقت خدا ایسے لوگوں کے متعلق حکم دے گا کہ ان کو گرفتار کرو اور ان کے گلوں میں طوقِ گرفتاری ڈالو، اور دہکتی ہوئی آگ میں انھیں داخل کرو، اور ایک بہت ہی لمبی زنجیر میں انھیں جکڑ دو، اس وقت سے ان لوگوں پر عذاب شروع ہو جائے گا اور وہ اس ذلت کے ساتھ کہ گلے میں طوق گرفتاری اور تمام بدن زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوگا جہنم کی طرف گھسیٹ گھسیٹ کرے جائے جائینگے، نہ وہاں کوئی دوست کام آئے گا، نہ ماں باپ، نہ مال و دولت،

Marfat.com

(۳۰) اِنَّهٗ کَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ (۳۱)

کیونکہ یہ خدائے عظیم پر ایمان نہ لاتا تھا

وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ (۳۲) فَلَیْسَ

اور نہ محتاج کو کھانا کھلائے جانے کی ترغیب دیتا تھا، تو

لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا حَمِیْمٌ (۳۳) وَلَا طَعَامٌ

آج یہاں آج اسکے لئے کوئی دوست نہیں، اور نہ کوئی کھانا

اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ (۳۴) لَّا یَاْکُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ

سوائے زخموں کے دھوون کے اسے صرف گنہ گار ہی کھائینگے

اس کو یہ سزائیں اس لئے دی جاتی ہیں کہ دنیا میں رہ کر اپنی زندگی کے اعلےٰ فرائض سے بالکل غافل رہا، اور جس مقصد کے لئے اس کو انسان بنایا گیا تھا اس کو ذرہ برابر بھی پورا نہ کیا، اُس کے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ اہم دو فرض تھے (۱) خدا سے عمدہ تعلق پیدا کرنا (۲) خدا کی مخلوق سے عمدہ برتاؤ کرنا۔ ان دو کاموں میں سے اس نے کوئی کام بھی نہیں کیا، خدا کی عبادت کرنا اور اپنی بندگی محسوس کر کے اس کی کبریا و جبروت کے آگے سر تسلیم خم کر دینا اور جبینِ نیاز ٹیک دینا تو بڑی بات تھی اس نے خدا کو مانا ہی نہیں، اور قومی اہم ضروریات کے پورا کرنے میں حصہ لیتا تو درکنار اس سے اتنا نہ ہوسکتا تھا کہ کسی محتاج اور مسکین کو خود کھلاتا، یا دوسروں کو اس کار خیر کا مشورہ دیتا، یہی دو باتیں اُسکی انسانیت کا جوہر ہیں اور انھیں دونوں بڑے مقصد کے پورا کرنے کے لئے مذہب کے اندر مختلف قسم کی عبادتیں مقرر کی گئی ہیں تمدن و معاشرت کے قوانین مقرر کئے گئے ہیں یہ

Marfat.com

اور معاملات کے عمدہ ترین طریقے بتائے گئے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ مذہب اور خصوصاً اسلام کی تعلیم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو ان دونوں مقصدوں میں سے کسی ایک سے تعلق نہ رکھتا ہو، تو چونکہ اس نے اپنے فرائض ادا نہ کیے، خدا کو بھول گیا اس کے حقوق ادا نہ کیے۔ خدا کی مخلوق کے ساتھ رحم و شفقت کا برتاؤ نہ کیا اس لیے آج یہاں بھی اس کا پوچھنے والا کوئی نہ ہوگا، نہ تو کوئی دوست ہوگا نہ یار مددگار چونکہ وہ وہاں ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری نہیں کرتا تھا مسکینوں اور بھوکوں کا پیٹ نہیں بھرتا تھا، اس لیے آج یہاں اس کے لئے بھی نہ کوئی کھانے کی چیز ہے اور نہ کوئی ساز و سامان اس کے کھانے اور پینے کے لئے صرف زخموں کا دھوا ہوا پانی ہے جو ریم اور خون کا مجموعہ ہوگا، جسے نہ تو اگل ہی سکیگا، کیونکہ پیاس کی شدت اگلنے کی اجازت نہ دے گی، اور نہ وہ اسے نگل ہی سکے گا کیونکہ وہ چیز اس قابل ہی نہ ہوگی کہ وہ حلق کے پار اتاری جا سکے یہ تکلیف دہ اور مصیبت انگیز کھانے پینے کی چیزیں ایسے ہی لوگوں کے لئے ہیں، جنہوں نے اپنی زندگی، بداخلاقیوں میں گذاری اور جنہوں نے اپنی زندگی کے فرائض کو پس پشت ڈال دیا،

(۳۵) فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ (۳۶) وَمَا
تو نہیں میں اس کی قسم کھاتا ہوں جو تم دیکھتے ہو، اور
لَا تُبْصِرُوْنَ (۳۷) اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ
اور اس کی جو تم نہیں دیکھتے، کہ یقیناً یہ ایک شریف پیغمبر کا کہا ہوا ہے

(۳۸) وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ (۳۹) قَلِيلًا

وہ کسی شاعر کا قول نہیں، تم

مَّا تُؤْمِنُوْنَ (۴۰) وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ

بہت ہی کم مانتے ہو، اور نہ وہ کسی کاہن کا قول ہے

(۴۱) قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ تَنْزِيلٌ مِّنْ

تم بہت ہی کم سوچتے ہو، سارے جہان کے

رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ

رب کیطرف سے اتارا گیا ہے

اے لوگو! اگر تم کو ضرورت ہے اپنے انجام کو سنبھالنے کی، اور اگر تم چاہتے ہو کہ آئندہ زندگی میں تمہیں کامیابی ہو، تو قرآن مجید کی تعلیم پر عمل کرو، اور اس کی مخالفت کرنے، اور اس کی آواز کو پست کرنے کی بجائے اس کا ساتھ دو، اس کی آواز کی وقعت کرو، اور دل کے کان سے سنو، تم قرآن پر غور کرو، جو پیغمبر تم کو قرآن سناتا ہے اُس کے حالات دیکھو جو جو باتیں تم دیکھتے ہو جہاں تک تمھاری آنکھ کی دسترس ہے اُسے دیکھو اور جو باتیں تم دیکھ نہیں سکتے تمھارے حواس ظاہری کی پہنچ سے جو باتیں باہر ہیں، اُن پر اپنی عقل سے غور کرو،

(۱) جو باتیں تم دیکھتے ہو اُن پر غور کرو کہ جو شخص یہ قرآن تمھیں سناتا ہے، پہلے وہ کیا تھا، پہلے تمھاری قوم اُسے کیا سمجھتی تھی، اخلاقی حیثیت سے اسکا تمھارے اندر کیا پایہ تھا، یہ وہ باتیں ہیں، جو تم ہمیشہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے اُن باتوں پر غور کرو، پھر جو باتیں یہ پیغمبر تمھیں سناتا ہے وہ باتیں خود کیسی ہیں، کیا

Marfat.com

جس شخص کی زندگی بچپن سے تمھارے سامنے نہایت سچائی نہایت عمدہ اخلاق، اور شرافت و امانت کے ساتھ گذری ہو، جس کی زندگی کا ہر ہر واقعہ خود تم ہی لوگوں کے اقرار کے مطابق نہایت قابل قدر ہو جس کی پیدائش سے لے کر آجتک کی کوئی حرکت و سکون تمھاری نظروں سے پوشیدہ نہیں، کیا یہ ساری باتیں جو تم اس پیغمبر کے متعلق دیکھتے ہو، اس کی سچائی پر کافی شہادت نہیں دیتیں، اور کیا یہ امور باواز بلند نہیں گواہی دے رہے ہیں کہ بے شک یہ قرآن، آسمانی کتاب ہے اور یہ پیغمبر اپنے پیغمبری کے دعویٰ میں بالکل صادق ہے؟

(۲) جو باتیں تم آنکھوں سے نہیں دیکھتے ہو، ان پر عقل سے غور کرو، اور سمجھو، کہ جب خدا نے انسان کو مکلف بنایا ہے، جب اس کو عقل دے کر سارے حیوانات سے اُسے بلند مرتبہ بخشا ہے، تو ضروری ہے کہ اس کی ذمہ داریاں بھی زیادہ ہوں اس کے فرائض بھی اہم ہوں، یہی وجہ ہے کہ انسان کی ہمت، اس کا ارادہ اسکا حوصلہ، صرف غذا و لباس، اور مال و دولت حاصل کرنے پر محدود نہیں ہو جاتا، اس کے دل کو ایک اور تلاش رہتی ہے، وہ ہمیشہ ان چیزوں کے حاصل کرنے کے بعد بھی ان سارے دنیاوی ساز و سامان سے کسی زیادہ اعلیٰ مقصد تک پہنچنے کے لئے اپنے دل میں ایک تڑپ اور اپنے باطن میں ایک شوق محسوس کرتا ہے اسی کا نام انسانیت ہے اور یہی وہ اعلیٰ کمال ہے جس کی استعداد انسانی فطرت میں رکھ دی گئی ہے اور اسی اعلیٰ مرتبہ تک پہونچنے کیلئے ایک فطری راہ نما یعنی عقل اسے دے دی گئی ہے،

Marfat.com

مگر دنیا میں آکر، دنیا کے سرد گرم مختلف ملک و قوم و جماعت کے مختلف اثرات سے متاثر ہو کر اس کی عقل ایک قسم کی تاریکی میں پڑ جاتی ہے اور وہ صحیح طور پر اس صحیح راستہ کا فیصلہ نہیں کر سکتی اور یہی وہ ضرورت ہے جسے پورا کرنے کے لئے جسمانی ضرورتوں کا مہیا کرنے والا خدا، صحیح قانون اور اعلیٰ تعلیم اپنے نہایت برگزیدہ، بندوں کے ذریعہ سے لوگوں کے پاس بھیجتا ہے تاکہ یہ مکمل انسان جو پیغمبر کہلاتے ہیں، اس روشن تعلیم کے ذریعے سے انسان کی عقل کو صحیح راہ پر چلنے کے لئے روشنی دکھائیں، اور خود اپنا مکمل عملی نمونہ پیش کر کے لوگوں کے لئے ان قوانین پر چلنے میں آسانی پیدا کریں، یہی نبوت ہے اور اسی تعلیم کو **وحی** کہا جاتا ہے، اور یہ انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہے، جس کا انکار عقل سلیم رکھنے والا کبھی نہیں کر سکتا، تو تمہیں چاہیئے کہ یہ باتیں جو تم آنکھ سے نہیں دیکھتے مگر عقل سے سمجھ سکتے ہو کہ جو خدا زمین میں روئیدگی کی استعداد رکھکر، پھر اس استعداد کو پورا کرنے کے لئے بارش برساتا ہے، اور اگر نہ برسائے تو زمین کی یہ حکمت کسی طرح پوری نہ ہو سکے کیا وہ خدا انسان کے اندر اعلیٰ کمالات کی استعداد دے کر، اور اسی استعداد کو پورا کرنے کے لئے عقل عطا فرما کر، اس کی رہنمائی کے لئے کوئی اعلیٰ قانون، اعلیٰ تعلیم نہ نازل فرمائے گا، کیا انسانی جسم کا یہ اندرونی ٹکڑا جسے ہم دل کہتے ہیں، اس کی روئیدگی، اور اس کے اندر اعلیٰ کمالات اور اعلیٰ اخلاق کے نشوونما کے لئے

Marfat.com

روحانی بارش کا انتظام نہیں کریگا۔ جبکہ وہ جسمانی ضروریات کو عمدہ پیمانہ پر پورا کرتا رہتا ہے، اور کیونکر ممکن ہے کہ وہ اس اعلیٰ اور اہم انسانی ضرورت کو نہ پورا کرے جبکہ، وہ رب العلمین ہے، جبکہ وہ نہ صرف انسان کا بلکہ تمام دنیا کا پروردگار ہے، اور جبکہ وہ تمھاری ساری ضرورتوں کو دیکھتا ہے اور سب کی خبر رکھتا ہے،

اب ان باتوں کے بعد بھی اُس پیغمبر کی صداقت میں کچھ شبہ ہو سکتا ہے، کیا اُن دونوں چشم دید، اور عقلی شہادتوں کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ قرآن خدا کا کلام نہیں قطع نظر ان تمام دلیلوں کے، جو **نبوت اور الہام** کے ضروری ہونے پر شاہد ہیں، قطع نظر ان تمام امور کے جو اس زمانہ میں قرآن اور پیغمبر کے آنے کو ضروری بتاتے ہیں، خود اس پیغمبر کی شخصیت اس کی صداقت پر کافی دلیل ہے، اور اس کی وہ قدیمی شرافت اور امانت اسے سچا اور قرآن کو کلام خدا ماننے پر مجبور کرتی ہے، کیونکہ یہ قرآن جب ایک ایسے شخص کا لایا ہوا ہے، جو شاعر نہیں ہے جنھیں خواہ مخواہ مبالغہ کی عادت ہوتی، جن کا کمال رائی کو پہاڑ اور بات کو بتنگڑ بنانا ہوتا ہے، نہ یہ کوئی نجومی اور رمال ہے جن کی رزق خواہ مخواہ جھوٹ میں جھوٹ ملانا ہی اور ایک بات پر طومار باندھ دینا ہے، تو اس پر غور نہ کرنا اور اُسے ماننے کے لئے تیار نہ ہونا سخت ناانصافی ہے، مگر افسوس کہ تم یہ جانتے ہو کہ یہ شخص شاعر نہیں ہے، تم جانتے ہو کہ یہ کاہن بھی نہیں ہے بلکہ یہ جو کچھ کہتا ہے صرف خدا کے حکم سے اور جو کلام یہ تمھیں سناتا ہی

Marfat.com

وہ وحی الٰہی سے جو خدا نے اس پر نازل فرمائی ہے، پھر بھی نہ تم اسکی باتوں کو مانتے ہو نہ اس پر غور کرتے ہو، نہ اس کی طرف توجہ کرتے ہو، حالانکہ تم لوگوں کا زمانہ ایک پیغمبر کو تلاش کر رہا ہے، ایک صحیح تعلیم کو بلند آواز سے پکار رہا ہے تمھارے دل اور تمھاری عقلیں پیاسی ہیں، اور ایک روحانی بارش کے لئے ترس رہی ہیں، پھر باوجود اسکے جو شخص تمھاری ان ضرورتوں کو پورا کرنے کا دعویٰ کرتا ہے، جو اعلیٰ قوانین اور اعلیٰ تعلیم تمھیں دینا چاہتا ہے، اور خود اس کی شخصیت، اس کے اخلاق، اُس کی شرافت اور امانت اس کی باتوں کی سچائی پر شہادت دیتے ہیں، ان تمام باتوں کے باوجود جو تم اس کو نہیں مانتے اور ان باتوں پر غور کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، سخت تعجب ہے! اور تم پر سخت افسوس!!

(۴۲) وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ،

اور اگر یہ کوئی بات ہمارے اوپر جی سے گھڑ کر لگاتا

(۴۳) لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ (۴۴)

توہم ضرور اس کا داہنا ہاتھ پکڑتے

ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ (۴۵) فَمَا مِنْكُمْ

پھر اس کی رگ گردن کاٹ دیتے، اور تم میں

مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ،

کوئی اس سے روک نہیں سکتا،

علاوہ ازیں یہ شخص اگر کوئی بات اپنی طرف سے گھڑ کر ہماری طرف منسوب کرتا، توہم اس کو یقیناً سزا دیتے، اور کبھی اُسکی

بات کو کامیابی اور علو کا موقع نہ دیتے، اس کی تحریک کو ہم روک دیتے، اور اس کے رگِ گردن کو اڑا دیتے اور میرے مقابلہ میں تمھارے اندر کسی کی مجال نہ ہوتی کہ اس کی حمایت کرے یا اسے ہماری سزا سے بچا دے،

(۴۸) وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ،

اور بیشک یہ تو پرہیز گاروں کے لئے ایک نصیحت ہے،

جو لوگ اپنی زندگی انسانیت کے قوانین کی پابندی کے ساتھ بسر کرنی چاہتے ہیں، جو پرہیزگاری اور پاکیزگی کے ساتھ دنیا میں رہنا چاہتے ہیں، ان کے لئے یہ قرآن سر تا پا نصیحت اور یاد دہانی ہے جس سے وہ اپنے اخلاق اور اعمال اپنی تہذیب و تربیت، اپنے تمدن اور معاشرت اور اپنی سلطنت اور حکومت کے متعلق مفید اور کامیاب اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں جو اپنی موجودہ اور آئندہ دونوں زندگی کو کامیاب اور شاندار بنانی اور اس اعلےٰ کمال تک پہونچنے کے خواہاں ہیں، جس کی استعداد خدا نے ان کے اندر رکھی ہے، وہ اس تعلیم کے ذریعہ سے اپنے اس مقصد تک پہونچنے کے لئے عمدہ اور سیدھے اور آسان راستہ کا پتہ لگا سکتے ہیں،

(۴۹) وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ،

اور بیشک ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے کچھ لوگ جھٹلانیوالے ہیں

ہاں جو لوگ دنیا میں انسان بن کر رہنا نہیں چاہتے، جن کو اپنی ہستی اور اپنے فرائض کی حقیقت کا علم نہیں، یا جن کا یہ

Marfat.com

مقصد ہے کہ دنیا میں رہ کر ایک مفسد اور ظالم اور سرکش و متمرد کی زندگی بسر کریں، ایسے لوگ ضرور اس اعلیٰ تعلیم کو جھٹلائینگے اور کوشش کرینگے کہ کسی طرح اس کی آواز کو پست کردیں اور اس کو کسی نہ کسی طرح اس عمدہ کام سے روک دیں،

(۴۸) وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ،

اور بیشک یہ تو کافروں پر ایک حسرت ہے،

مگر ایک زمانہ آئے گا، جب اس زندگی کا سربستہ راز ان پر کھل جائے گا، اور ان کے سارے اعمال وافعال، ان کے سارے کرتوت: ان کی تمام سرکشی اور بداخلاقی کا وبال ان کے سامنے آموجود ہوگا، اور ان کی ہلاکت اور تباہی کی صورت میں ان کے بُرے اعمال کی سزا ان کو آگھیرے گی جس کے پنجہ سے یہ کبھی اور کسی طرح نہ چھوٹ سکینگے، اس وقت انھیں اپنی غلطی اور اپنی غفلت کا اندازہ ہوگا، اور پھر ندامت ہوگی، اور سب سے آخر میں انھیں حسرت اور کف افسوس ملنے کے سوا اور کوئی فائدہ اس بے وقت ندامت کا نہیں ملے گا،

(۴۹) وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ،

اور بیشک وہ یقینی سچ ہے،

اس وقت ان لوگوں کو اندازہ ہوگا، کہ قرآن کی تعلیم بالکل سچی تعلیم ہے، اور دنیا اور آخرت کی کامیابی اسی سچی تعلیم پر عمل کرنے میں منحصر تھی، اور واقعی یہ لوگ اگر سارے گردوپیش کے واقعات کو دیکھیں، ان دلیلوں پر غور کریں جو قرآن، اپنی صداقت اور اس

پیغمبر کی صداقت پر پیش کرتا ہے، قیامت، اور روز جزاو سزا کے ہولناک واقعات کو سوچیں، اپنے اعمال کی ذمہ داری محسوس کریں، اپنے اعمال کا احتساب کریں، اور اپنے فرائض کی اہمیت کو دیکھیں، تو انھیں خود، صحیح تعلیم کی تلاش ہو، سچے راہ نما کی قدر معلوم ہو، اور انھیں پتہ لگ جائے کہ واقعی دنیا میں اگر کوئی تعلیم نجات دینے والی ہے تو وہ صرف قرآن مجید ہی کی تعلیم ہے، جو وحی خداوندی اور کلام الہی ہے،

(۵۰) فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ،،،

تو اپنے بڑے پروردگار کے نام کی تسبیح کرو،

اے پیغمبر! تم ان مخالفین کی مخالفت اور ان کی تکذیب کی پروا نہ کرو، اپنا کام کیئے جاؤ اور اپنے اس بڑے عالیشان پروردگار کی تسبیح و تقدیس کرو جس نے تمھیں ایسی عمدہ تعلیم دی، اور دنیا کی سب سے بڑی ضرورت کو پورا کرنے کے لیئے جن عمدہ قوانین کے مجموعہ کی تمہیں تلاش تھی وہ تمھیں عنایت فرمایا اور دنیا کی اصلاح اور صلاح و فلاح اور کامیابی کے لیئے وہ سیدھی راہ تمھیں بتائی، جس کی تلاش میں تم سرگردان تھے، اور عین اس وقت میں جبکہ تم تلاش حق کی پیاس میں تڑپ رہے تھے تمھیں حقانیت اور روحانیت کی بارش سے سیراب کر دیا،

Marfat.com

سورۂ معارج

مکّی ۔ ۴۴ آیتیں

اس سورت میں عذاب یعنی بُرے اعمال کی سزا کو مفصل طریقہ سے ثابت کیا گیا ہے، اور روز قیامت کے چند وہ واقعات بیان کئے گئے ہیں جنھیں سُن کر انسان کو معلوم ہو جائے کہ وہاں بجز اچھے اعمال کے اور کوئی رفیق اور مونس اور فائدہ پہونچانے والا نہیں ہوگا اس کے بعد دکھایا گیا ہے کہ یہ سزا اور عذاب صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو خدا کے احکام سے منہ پھیرلیں اور مال جمع کرکے رکھ چھوڑیں اور اسی میں اپنی زندگی ضائع کردیں، اس کے بعد اچھے لوگوں کے اچھے کاموں کا ذکر کیا گیا ہے، اور بتایا گیا ہے کہ آخرت میں ان ہی لوگوں کے لئے کامیابی اور راحت ہے، جو اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہیں اور اپنی زندگی کے اصل مقاصد یعنی خدا کی یاد اور مخلوق کے ساتھ عمدہ برتاؤ کرتے ہیں اور اپنے انجام سے ہمیشہ خائف رہتے ہیں، اس کے بعد کافروں کو سمجھایا گیا ہے کہ اگر تم اپنی اصلاح نہ کروگے تو یاد رکھو کہ خدا میں یہ قدرت ہے کہ تمھیں دنیا سے نیست و نابود کرکے تمھاری جگہ دوسری قوموں کو دیدے، تو اس کا کچھ نہ بگاڑ سکوگے، یہ سزا تو یہاں ہوگی، اور قیامت کے دن جب اٹھائے جاؤگے، وہاں اس سے بھی زیادہ اور سخت اور دردناک سزائیں ملیں گی،

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ (۲)

ایک پوچھنے والے نے اس عذاب کے بارے میں پوچھا جو کافروں پر واقع

لِّلْکٰفِرِیْنَ لَیْسَ لَهٗ دَافِعٌ (۳) مِّنَ اللّٰهِ

ہونے والا ہے جسکو کوئی روکنے والا نہیں، بڑے بلند مرتبوں

ذِی الْمَعَارِجِ (۴) تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ

والے خدا کی طرف سے، جس کی طرف فرشتے اور روح ایک دن میں

اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ

چڑھتے ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے

پوچھنے والے اس عذاب کے بارے میں طرح طرح کے سوالات کرتے ہیں حالانکہ وہ عذاب جو کافروں کے لئے خدا کی طرف سے مقرر ہے اس کا جب وقت آئیگا، تو کوئی اس کو روک نہ سکے گا، کیونکہ وہ اُس خدا کی طرف سے ہوگا کہ جس کے صفات کمال کی بلندی اور اونچائی جس کی کبریا و جبروت کے عرش عظیم کا تخیل مخلوق کی قوت متخیلہ سے اس قدر وراء الوراء ثم وراء الوراء ہے کہ روحانیات اور روح القدس اس رفعت و عظمت کے فاصلہ کو پچاس ہزار سال سے پہلے طے نہیں کرسکتے، اور اس بارگاہ جبروتی تک ان کی بھی رسائی آسان نہیں،

توجس خدا کی عظمت و جبروت، جس کی قدرت و کبریا کی حقیقت کا تصور بھی انسان کیا ملائکہ و روحانیات کی محدود عقلی قوت سے بالاتر ہے، اس کی قوت و حکمت، اس کے جبروت و ملکوت کا کیا اندازہ کیا جا سکتا ہے اور اس کی کیا انتہا ہو سکتی ہے، اور جو کام وہ چاہے

Marfat.com

اسے کون روک سکتا ہے، یا جو وہ نہ چاہے کون اس کے کرنے کی قدرت رکھتا ہے، جب عذاب وثواب، اچھے اور برے کاموں کی جزا وسزا اسی کے مقرر کردہ فطرتی قوانین کے موافق ملتی ہے اور ملنی ضروری ہے، تو پھر کون ہے جو اس کو روک سکے، یا اس کے مقرر کردہ قوانین کو توڑ سکے،

(۵) فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا (۶) إِنَّهُمْ

تو خوبصورتی کے ساتھ صبر کر، وہ لوگ

يَرَوْنَهُ بَعِيدًا وَنَرَاهُ قَرِيبًا

تو اس کو دور دیکھتے ہیں اور ہم اسے قریب دیکھتے ہیں

اے پیغمبر! ان لوگوں کے سوالات سے آزردہ خاطر نہ ہو، یہ لوگ روز قیامت کو نہیں مانتے، اچھے اور برے کاموں کی جزا و سزا کو تسلیم نہیں کرتے، اور وہ ان باتوں کو ان واقعات کو بعید سمجھتے ہیں، اور ہم اس کو نہایت قریب سمجھتے ہیں اس کا واقع ہونا اس قدر یقینی ہے کہ بالکل قریب الوقوع نظر آتا ہے، اگر وہ بعید سمجھتے ہیں، تو اس سے تمھارا کوئی نقصان نہیں، جب قیامت آئیگی اور وہ واقعات واقع ہونگے تو ان کی آنکھ کھل جائیگی، اور انھیں معلوم ہو جائے گا، آج یہ انکار کرتے ہیں، اور تم جو ان امور کی تعلیم دیتے ہو تمھیں جھٹلاتے ہیں تو اے پیغمبر! تم صبر کرو، اپنی نصیحتوں سے لوگوں کو فائدہ پہونچاتے رہو، اپنی تبلیغ و اشاعت میں مضبوطی کے ساتھ قائم رہو، اور مخالفین کی مخالفت کا خوبصورتی کے ساتھ جواب دیتے رہو، یہ ممکن نہیں کہ حق کی آواز بے اثر یا ناکامیاب رہے، اور تمھاری یہ

کوششیں بارآور نہ ہوں، صرف ثابت قدمی کی ضرورت ہے، ہمت و کوشش درکار ہے، صبر و عزم کی حاجت ہے، پھر نہ مخالفین کچھ بگاڑ سکینگے، نہ ان کی مخالفت ذرہ برابر تمھارے مقصد پر برا اثر ڈال سکیگی،

(۸) یَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ (۹) وَتَكُوْنُ

جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کے مانند ہو جائینگے، اور پہاڑ

الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ (۱۰) وَلَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ

دھنی ہوئی روئی کی طرح ہو جائینگے اور کوئی دوست کسی

حَمِيْمًا (۱۱) يُّبَصَّرُوْنَهُمْ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ

دوست کو نہ پوچھیگا، حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دیکھینگے، گنہگار تمنا

يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيْهِ،

کریگا کہ لے کاش وہ اس دن کے عذاب سے اپنی اولاد کو فدیہ میں

(۱۲) وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ (۱۳) وَفَصِيْلَتِهِ

دے سکتا اور اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی کو، اور اپنے کنبہ کو جو

الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ (۱۴) وَمَنْ فِي الْاَرْضِ

اس کو پناہ دیتا تھا، اور روئے زمین کی تمام چیزوں کو

جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ (۱۵) كَلَّآ اِنَّهَا لَظٰى

کہ پھر یہ اس کو نجات دلادیں، ہرگز نہیں وہ دہکتی ہوئی آگ ہے

(۱۶) نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى

کھال تک ادھیڑ کر رکھ دے گی

جس دن قیامت آئے گی، اور دنیا کا یہ نظم و نسق بدلا جائے گا اور یہ کائنات متغیر اور متبدل کر دی جائے گی، اس دن یہ آسمان

Marfat.com

جو سورج، چاند اور تمام سیارات کی دنیا ہے، پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گی، یہ آسمانی ہستیاں جو آج باضابطہ حرکتوں سے ہماری زندگی اور ہماری زندگی کے تمام سامان پورے ہونے میں مدد دیتی ہیں، اس دن اپنے اپنے مقررہ راستوں سے ہٹ ہٹ کر آپس میں ٹکرائینگی، آفتاب کی کششِ ثقل جو آج تمام سیاروں کو حرکت میں لائی ہوئے ہے، اس دن اپنی قوت سے تمام سیاروں کو اپنے قریب   لے گی جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ آج جو زمین باوجود کروڑوں میل دور ہونے کے آفتاب کی شدید گرمی سے تپ کر آگ کی طرح گرم ہو جاتی ہے، اس دن یقیناً پگھلے ہوئے تانبے سے بھی زیادہ گرم ہو جائے گی، اور سارے سیارات آفتاب کے قریب ہو جانے کی وجہ سے تپ کر آگ ہو جائنگے، پھر یہ اجسام اپنی مقررہ راہوں سے الگ ہو ہو کر آپس میں ٹکرائینگے، تو یہ پہاڑ ریزے ریزے ہو کر دھنی روئی کی طرح ادھر اُدھر بکھرے نظر آئینگے،

ادھر انسان کی یہ حالت ہو گی کہ نفسی نفسی کا عالم ہو گا، یار دوست آشنا، عزیز و اقارب سب دیکھ کر منہ چھپائینگے، وہاں سب کو اپنی اپنی فکر ہو گی، سب کو اپنی آنکھوں سے دیکھینگے، مگر وہاں اپنے انجام کی سوچ سے ذرا بھر مہلت نہ ہو گی کہ کسی کو پوچھیں   حالت دریافت کریں یا کسی سے ہمدردی کریں،

جو شخص مجرم ہو گا وہ اپنے بدانجام سے اتنا خائف اور ہراساں ہو گا کہ اس کی تمنا ہو گی کہ اگر اپنے بال بچے، بیوی، بھائی اپنا سارا کنبہ بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر یہ کہ دنیا و مافیہا دے کر بھی عذاب سے چھوٹ

جائے تو یہ سب کچھ اپنے اوپر سے قربان کر دے، مگر وہ دربار کوئی دنیاوی حکومت کا دربار نہ ہوگا کہ وہاں اس قسم کے جرمانہ یا فدیہ سے بُرے نتیجے ٹل جائیں، یا رشوت دے کر وہاں کام نکل آئے، یا خوشامد اس دن کام آئے، یا کسی کی سفارش کوئی فائدہ پہنچائے، ہرگز نہیں، یہ خیال محض مہمل خیال ہے، وہاں مجرموں کے لئے بجز دہکتی ہوئی آگ کے کوئی چیز نہیں، اور اس قدر تیز ہوگی کہ منہ کی کھال کھینچ لے گی،

(۱۷) تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰی (۱۸) وَجَمَعَ فَاَوْعٰی،

وہ اس کو بلائے گی جس نے پیٹھ پھیرا اور منہ موڑا اور جمع کیا پھر اسکو محفوظ

وہ دہکتی ہوئی آگ ایسے لوگوں کو اپنی طرف بلائے گی جو آج خدا کی تعلیم سے پیٹھ پھیرتے ہیں، اور حق کی آواز سے منہ موڑتے ہیں، اور اپنی انسانیت کے فرائض کو پس پشت ڈالے ہوئے ہیں اور اپنی زندگی کا مقصد انھوں نے صرف روپیہ کمانا اور اسے گاڑ گاڑ کر رکھنا بنا لیا ہے، حالانکہ روپیہ پیسہ، مال و اسباب عیش و راحت کے تمام سامان، غرض یہ کہ زندگی کی ساری ضروریات، جو کچھ بھی دنیا میں ملتی ہیں، اور جن جن چیزوں کا خدا نے انتظام کر رکھا ہے صرف اس لئے ہیں کہ انسان ان، خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے اپنی زندگی کو قائم رکھے، اپنی جسمانی صحت و عافیت کا پوری طرح انتظام کرے، اور اس کے بعد اپنی زندگی کے اصل مقصد کو پورا کرے، اور اپنے فرائض کو محسوس کر کے انہی کے اندر اس زندگی کو صرف کرے نہ کہ دن بدن اسے زندگی کا مقصد ہی بنا لے زندگی برائے

خوردن، یہ ساری دنیا اور اس کی چیزیں محض اس لئے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے انسان اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کرنے میں مدد حاصل کرے، مگر ان بدمعاش لوگوں کی حالت یہ ہے کہ انھوں نے یہ بات بالکل الٹ دی، جو چیز ذریعہ اور وسیلہ تھی اسی کو انہوں نے اصل مقصد زندگی قرار دیدیا، اور وہ مال جو فقط زندگی کو قائم رکھنے کے لئے بنایا گیا تھا، اور جو اس لیئے تھا کہ اس کے ذریعہ سے انسان اپنی ضروریات کو پورا کرے اس مال کو کمانے اور اس کو جمع کر رکھنے میں اس نے اپنی زندگی کا سارا وقت صرف کر دیا، اور اسی کام کو اپنا مقصد بنالیا، اور اصل مقصد کو بالکل بھول گیا، اس نے اصل کو فرع اور فرع کو اصل، جڑ کو شاخ اور شاخ کو جڑ ذریعہ کو اصل مقصد اور مقصد کو ذریعہ یعنی دن کو رات اور رات کو دن سمجھ لیا، اب ہر سمجھدار خود سمجھ لے کہ جو شخص دن کو رات اور رات کو دن فرض کرے، یقیناً اس کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ وہ صبح ہوتے ہی اپنے بستر پر منہ لپیٹ کر دراز ہو جائے گا، اور دن بھر پڑا سوتا رہے گا، جب شام ہوگی تو وہ اسوقت کو صبح سمجھ کر کام کیلئے اٹھے گا، تو ساری دنیا اسے اس وقت خاموش اور سوئی ہوئی نظر آئے گی۔ اور مجبور ہوکر اسے بھی سو رہنا پڑیگا، اور اس طرح اس کا دن اور اس کی رات دونوں ضائع ہوجائینگی، اور ساری زندگی اس کی اسی خواب خرگوش میں ضائع اور برباد ہو جائے گی، اور ہر دم اسکو کف افسوس ملنا پڑے گا، بعینہ ان لوگوں کی قیامت کے دن یہی حالت ہوگی جو لوگ آج اپنی زندگی کا مقصد یہ بنائے ہوئے ہیں کہ

روزانہ چوبیس گھنٹے صرف کرکے روپیہ کمائیں، اور پھر اسے جمع کرکے رکھ چھوڑیں اور پھر صبح ہوتے ہی اسی معمولی کام میں لگ جائیں اور سارا دن روپیہ کما کر رات میں مزے کی نیند لے کر دراز ہو جائیں اور اپنی ساری زندگی اسی طرح روپیہ کمانے اور جمع کرنے میں ضائع کردیں، اور یہ نہ سمجھیں کہ ہم کیا ہیں، ہم کیا بنائے گئے ہیں، اور ہمارے کیا فرائض ہیں، اور ہم کو کیا کرنا ہے، اور ہمارا کیا انجام ہونے والا ہے اور ہم اپنے کاموں کے کس حد تک ذمہ وار ہیں،

(۱۹) اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا (۲۰) اِذَا مَسَّهُ

بے شک انسان بے صبر پیدا کیا گیا ہے، جب اسکو برائی پہنچتی ہے

الشَّرُّ جَزُوْعًا (۲۱) وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا،

تو گھبرا جاتا ہے، اور جب اسکو بھلائی پہنچتی ہے تو رک جاتا ہے

انسان کو چاہیے کہ ہر حال میں اپنی حقیقت پیش نظر رکھے، اور اپنی ذمہ واریاں پوری کرتا رہے، دنیا کے اندر رہ کر، زندگی میں ہزاروں نشیب و فراز، اونچ نیچ، گرم سرد، آرام تکلیف، نفع و نقصان کے مختلف اور گوناگوں مواقع پیش آتے ہیں، اور پیش آنے ضروری ہیں، مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ زندگی کے ان دو لازمی پہلوؤں یعنی رنج و راحت اور خوشی و غمی سے اس قدر متاثر ہو کہ دنیا و مافیہا سے اپنی آنکھیں بند کرے، خوشی کا موقعہ ملے تو اس قدر از خود رفتہ ہو جائے کہ سارے فرائض کو بالائے طاق رکھ دے، اور ساری ذمہ واریوں سے سبکدوش ہو جائے، یا رنج و غم پہنچے تو اس قدر سست اور دل شکستہ ہو جائے گھبرا کر خدا کو بھی بھول بیٹھے اور آپے سے باہر ہو کر وہ کام کر بیٹھے

Marfat.com

یا ایسی بات زبان سے نکالے جو اسے نہ چاہیئے، مگر کیفیت یہ ہے،
انسان ایسا بے صبر ہے کہ نہ تو خوشی کے حالت میں وہ حدِ اعتدال پر
رہتا ہے، اور نہ رنج و تکلیف کی حالت میں، وہ ایک نصب العین اور
ایک اعلیٰ مقصد پر اس طرح پر ثابت قدم رہنا نہیں جانتا کہ خوشی اور
آرام، غم اور تکلیف کے جاں بخش اور روح فرسا واقعات اس کو اس مقصد
سے ایک قدم نہ ادھر ہٹا سکیں اور نہ اُدھر، حالانکہ اولوالعزم کے
معنی یہی ہیں کہ جو مقصد اپنا مقرر کرے، جو فرض اپنا سمجھے، اس
سے کسی حال میں غافل نہ ہو، دنیا کے اندر رہ کر دنیا کے ہر قسم کے
راحت و عیش کے اسباب سے لطف اٹھائے، کھائے، پیئے،
کھیلے، ہنسے، سوئے بیٹھے غرض یہ کہ سب کچھ کرے مگر مقصد نظر سے
اوجھل نہ ہو، اپنا نصب العین خیال سے الگ نہ ہو، اسوقت وہ
کامیابی کے راستہ سے آسانی کیساتھ گذر سکتا ہے، مگر افسوس!
کہ دنیا میں ایسے لوگ کم ہیں، اور پھر افسوس! کہ زمین کی انسانی آبادی
بیشتر ایسے لوگوں سے خالی ہے

(۲۲) اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ (۲۳) الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى

مگر نماز پڑھنے والے، جو کہ اپنی نمازوں پر قائم

صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ (۲۴) وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ

رہتے ہیں، اور وہ لوگ جن کے مال میں مقرر

حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ (۲۵) لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (۲۶)

حق ہے، مانگنے والوں کے لئے اور محروم کے لئے

وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ (۲۷) وَ

اور وہ لوگ جو روز جزا کو مانتے ہیں، اور وہ لوگ

الَّذِيْنَ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ

جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں

(۲۸) إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُوْنٍ (۲۹)

کیونکہ ان کے رب کے عذاب سے امن نہیں

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ (۳۰) إِلَّا

اور وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوا

عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ

اپنی بیویوں اور ان عورتوں کے جو ان کی ملک ہیں ہیں

(۳۱) فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ

کیونکہ انپر کوئی ملامت نہیں، تو جو کوئی اسکے علاوہ ڈھونڈے ایسے ہی لوگ

الْعٰدُوْنَ (۳۲) وَالَّذِيْنَ هُمْ لِأَمٰنٰتِهِمْ

زیادتی کرنے والے ہیں، اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں کو اور اپنے عہد

وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (۳۳) وَالَّذِيْنَ هُمْ

کو ملحوظ رکھتے ہیں، اور وہ لوگ، جو کہ اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں

عَلٰى شَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ (۳۴) وَالَّذِيْنَ هُمْ

اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں

عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ (۳۵) أُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ

کی حفاظت کرتے ہیں، یہی لوگ جنتوں میں عزت کے ساتھ ہونگے

مُّكْرَمُوْنَ ،

Marfat.com

بے شک جو لوگ آرام اور خوشی یا تکلیف اور غم کے جذبات سے متاثر ہو کر اپنی ہستی اور اپنی ذمہ داریوں، اور اپنے انجام کے خیال کو پس پشت نہیں ڈال دیتے ہیں، جو ہر حال میں رہ کر، دنیا کے ہر قسم کے بیرونی اثرات سے متاثر ہو کر بھی اپنے فرائض کو فرائض کی سی اہمیت دیتے ہیں، اور ضروری کو غیر ضروری اور غیر ضروری کو ضروری ذریعہ کو مقصد اور مقصد کو ذریعہ نہیں بنا دیتے وہی لوگ بے شک صحیح معنوں میں انسان کہلائے جانے کے مستحق ہیں، اور وہی ہیں جن کی دنیا اور آخرت دونوں کامیاب ہے، ایسے لوگ وہ ہیں جنکے اندر یہ آٹھ باتیں پائی جاتی ہیں،

(۱) نماز پڑھنا، اس پر پوری پابندی کے ساتھ قائم رہنا،

(۲) مانگنے والوں کو اور ان لوگوں کو جو نہیں مانگتے ہیں مگر دراصل ضرورتمند ہیں، یا جنھیں کوئی نہیں دیتا، جنھیں لوگ دھکا دے کر اپنے دروازوں سے نکال باہر کر دیتے ہیں ایسے واجب الرحم محتاجوں کو علاوہ مذکورہ حق کے مقررہ طور پر ہمیشہ اپنے مال سے دیتے رہنا،

(۳) اعمال کی جزا سزا کو ماننا، اپنے کاموں کی ذمہ داری محسوس کرنا، روز جزا سزا یعنی قیامت کو تسلیم کرنا،

(۴) برے کاموں سے بچنا، برے کاموں کی سزا سے خائف رہنا اور یہ سمجھنا کہ برے اعمال کی جو سزا خدا نے مقرر کی ہے اس سے کسی صورت سے چھٹکارا ممکن نہیں،

(۵) اپنی بیویوں اور مملوکہ کے سوا اور کسی عورت سے معہود تعلق نہ پیدا کرنا ہاں ان مذکورہ بالا عورتوں سے کوئی حرج نہیں،

Marfat.com

کیونکہ وہ اسی مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہیں، ان کے علاوہ دوسری طرف بڑھنا نہایت بُرا ہے،

(۶) اپنی امانتوں کو محفوظ رکھنا، ان میں کسی طرح خیانت نہ کرنا اور اپنے عہد و پیمان کا ہمیشہ لحاظ رکھنا،

(۷) گواہیوں پر قائم رہنا، اس کو بدل دینے، اسکو جھوٹ سچ ملا دینے، اسکو غلط بیان کرنے یا اسکو چھپانے سے پرہیز کرنا،

(۸) نماز کی پوری طرح حفاظت کرنا، اسکو اطمینان کیساتھ ادا کرنا، اسکو وقت پر پڑھنا

جو لوگ ان باتوں پر قائم رہتے ہیں، اور ان اعلیٰ مقاصد کو پورا کرتے رہتے ہیں، وہی لوگ کامیاب زندگی بسر کر رہے ہیں، اور آخرت میں بھی کامیاب ہونگے، اور وہاں انکو ایسی جگہ ملے گی جس میں ان کے لئے ممکن سے ممکن اور اعلیٰ سے اعلیٰ راحت و آرام عیش و عشرت کے سامان مہیا ہونگے،

نماز کو دو دفعہ بیان کیا گیا ہے، کیونکہ انسان کے دو اعلیٰ ترین فرائض یعنی (۱) خدا کے ساتھ عمدہ تعلق پیدا کرنا (۲) اور مخلوق کے ساتھ رحم و شفقت کا برتاؤ کرنا، ان دونوں میں سے پہلا زیادہ اہم ہے، کہ مخلوق کا پہلا فرض خالق کو پہچاننا اپنے عجز و احتیاج کو محسوس کرکے اس قادر و توانا، اس غنی و صمد کی کبریائی جبروت کی درگاہ میں، جبین نیاز ٹیک دینا اس کے بعد پھر اس خالق کی مخلوق کے ساتھ عمدہ تعلق پیدا کرنا ہر ایک کیساتھ اس کی حیثیت کے مطابق برتاؤ کرنا، پھر اپنے اعمال کا اپنے آپ کو ذمہ وار سمجھنا، اور اس کے انجام سے خائف رہنا، بد اخلاقیوں سے پرہیز کرنا، کہ انھیں کاموں کا نام انسانیت ہے، اور ان ہی کے کرنے والے انسان کہلائے جانے کے مستحق ہیں، قرآن میں جابجا

Marfat.com

زندگی کے ان دو اعلیٰ مقصدوں کو ملا کر بیان کیا گیا ہے،

اور تیرا رب حکم دیتا ہے کہ اسکے سوا کسی کی	(۱) وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا
عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔	اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔
۔۔۔۔۔ اور قرابت والے کو اس کا	۔۔۔۔ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ
حق دو اور محتاج کو اور مسافر کو،	وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ
۔۔۔۔	(بنی اسرائیل ۲۳ × ۲۶)
وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے	(۲) قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ
اور نہ ہم محتاج کو کھانا کھلاتے تھے	وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ
۔۔۔	(مدثر ۔ ۴۳)
اور خدا کی عبادت کرو، اور کسی کو اس کا شریک نہ	(۳) وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا
ٹھیراؤ، اور ماں باپ،	بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا
اور قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں	وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ
اور قرابت دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں، اور	وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ
پاس بیٹھنے والوں، اور مسافروں کیساتھ احسان کرو،	وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

(۴) فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ (۳۷)

تو کافروں کو کیا ہو گیا کہ تیری طرف جھکے پڑتے ہیں،،،،

عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ (۳۸) اَيَطْمَعُ

گروہ بن بن کر دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے، کیا ان میں سے

كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ۹ كَلَّا،

ہر شخص اسکی لالچ رکھتا ہے کہ نعمت کی جنت میں داخل ہوگا، ۹ ہرگز نہیں

تو یہ لوگ جو خدا کو نہیں مانتے، جو اس کے پیغمبر کو نہیں تسلیم کرتے

Marfat.com

اور جو ان مذکورہ بالا کاموں کی طرف توجہ نہیں کرتے اور خدا کی تعلیم کو جھٹلاتے ہیں، انہوں نے کیوں شور مچا رکھا ہے، وہ کیوں تمہیں گھیرے ہوئے چلے آرہے ہیں، کیا ان کی یہ خواہش ہے کہ ان میں سے ہر شخص نعمتوں والی جنت میں داخل ہو، ہرگز نہیں اس جنت میں صرف وہی لوگ داخل ہونگے جن کا اوپر ذکر کیا ہے جو خوشی و راحت و رنج و تکلیف کسی حالت میں اپنے فرائض کو پس پشت نہیں ڈالتے،

(۳۹) اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ (۴۰) فَلَآ اُقْسِمُ

ہم نے انکو اس چیز سے بنایا ہے جسے وہ جانتے ہیں، تو نہیں! میں قسم

بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ (۴۱)

کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی کہ ہم بیشک قادر ہیں،

عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ

اس بات پر کہ ان کے بدلے میں ان سے اچھے لوگ لے آئیں،

بِمَسْبُوْقِيْنَ

اور ہم عاجز نہیں،

کیا وہ نہیں جانتے کہ وہ ہماری قدرت کے احاطہ سے اور ہماری قوت و حکومت کی سرحد سے کسی حال میں الگ نہیں ہو سکتے کیا وہ نہیں جانتے کہ ہم نے انہیں کس طرح مٹی کے بے حقیقت ذرات سے بڑھا کر ایک انسان بنا دیا ہے تو جب ہم نے انھیں مٹی سے انسان بنایا ہی تو اس سے وہ ہماری قدرت اور قوت کو سمجھیں ہم جب تمام مشرق اور تمام مغرب کے خالق اور پروردگار ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ ہم جس مخلوق کو جس وقت جیسا چاہیں بنا سکتے ہیں،

تم پر واضح رہنا چاہیئے کہ ہم تمام مشرقوں کے اور تمام مغربوں کے پروردگار ہیں، دنیا کے ہر حصہ، ہر گوشہ ہر ہر ذرہ ذرہ کے ہم خالق اور پروردگار ہیں جو میری قوت اور جبروت پر شاہد ہے اس لئے اے سرکش انسانو! اپنی سرکشی اور بداخلاقی میں زیادہ جرأت نہ کرو، زیادہ اصرار نہ کرو، میری نصیحت سنو، اس پر عمل کرو، اپنے فرائض کو سمجھو، ورنہ یاد رکھو کہ ہم بہت آسانی کے ساتھ یہ کر سکتے ہیں کہ تم کو ہلاک کر دیں اور تمہاری جگہ ایسی قوم کو دیدیں جو تم سے اچھی ہو، جس وقت ہم چاہیں یہ کر سکتے ہیں، تمہارے پاس میرے اس ارادہ کو روک دینے کے لئے کوئی طاقت اور کسی قسم کی قوت نہیں، نہ ہمارے مقابلہ میں تمہاری کوئی تدبیر کارگر ہو سکتی ہے، اور نہ تم میں اُسکی تاب و توانائی ہے،

(۴۲) فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى يُلٰقُوا

تو ان کو جھگڑنے اور کھیلنے دے، یہانتک کہ اس دن کو جا ملیں

يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ (۴۳) يَوْمَ

جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے، جس دن وہ قبروں

يَخْرُجُونَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى

سے اس طرح نکلینگے کہ گویا تھان کی طرف

نُصُبٍ يُّوفِضُوْنَ (۴۴) خَاشِعَةً،،

دوڑے جارہے ہیں، ان کی نظریں جھکی

اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ،،

ہوئی ہونگی، ذلت ان پر چھائی ہوگی

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ،

یہ وہی دن ہے جس کا انھیں وعدہ کیا جاتا تھا،

اے پیغمبر! اگر یہ سرکش اور بد اخلاق لوگ تمھاری باتوں کی طرف توجہ نہ کریں تو اس کی پروانہ کرو، انھیں چھوڑ دو، کہ خوب جی بھر کر اپنی کھیل کود، لڑائی جھگڑے میں اپنی عمر ضائع کر دیں، جب وہ یُوم موعودؔ آئے گا، جب وہ روز قیامت آئے گا، جس کا ان سے وعدہ کیا جارہا ہے تو خود ساری حقیقتیں ان پر آشکارا ہو جائینگی، اور جس طرح یہ آج خدا کو چھوڑ کر اور اس کے دربار سے منہ موڑ کر بتوں کے تھانوں کی طرف دوڑتے ہیں، اس دن قبروں سے اُٹھکر اسی طرح حساب کتاب کے لئے بارگاہِ خداوندی میں دوڑینگے، اس وقت انھیں اپنی اس زندگی کی غفلت، اور بد اخلاقی کا مزہ ملے گا۔ اور بُرے انجام کی بھیانک اور ڈراؤنی تصویر ان کے پیش نظر ہوگی جس کے خوف سے ان کی آنکھیں جھکی ہونگی، چہرے پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی یہ وہی دن ہوگا جس کا آج سے وعدہ کیا جاتا ہے، اور جس سے انھیں ڈرایا جاتا ہے، مگر یہ نہیں مانتے، اور ہنسی مذاق میں اُسے ٹلا دیتے ہیں، اے کاش! یہ کچھ غور کریں اور سمجھیں اور نصیحت پکڑیں!

سورۂ نوح

مکی ۲۸ آیتیں

اس سورت میں ایک داعی، ایک مبلغ، ایک رہبر قوم اور ایک پیغمبر کو طرزِ تبلیغ کی تعلیم دی گئی ہے، نوح علیہ السلام کے حالات بیان کرکے یہ بتایا گیا ہے کہ وہ شخص جو کسی قوم کی اصلاح کے لئے کھڑا ہو، اسے کس طرح اپنی قوم کو ہدایت کرنا چاہیئے۔ اور کس قدر صبر اور اولوا العزمی کی اس میں ضرورت ہے، قوم کی مخالفت اور مخالفین کی ایذا رسائی پر کس قدر صبر کرنا پڑتا ہے، اور کس کس طریقہ سے لوگوں کو متوجہ کیا جاتا ہے،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ اَنْ

ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈراؤ

اَنْذِرْ قَوْمَکَ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

قبل اس کے کہ ان پر دردناک عذاب آپڑے

نوح کی قوم جب سیدھی راہ سے بھٹک کر گمراہ ہو گئی، اور لوگ بداخلاقیوں میں پڑ کر اپنی انسانیت کو کھو بیٹھے اور قریب تھا کہ انکی بداعمالیوں کے برے نتائج مہلک اور تباہ کن عذاب کی صورت میں انھیں آکر گھیر لیں کہ اتنے میں خدا نے اپنی رحمت اور کرم سے ایک مصلح نوح ؑ کو ان کی اصلاح اور فہمائش کے لئے بھیجا،

Marfat.com

اور فرمایا کہ اے نوح! قبل اس کے کہ تمھاری قوم اپنی بداعمالیوں کی سزا میں ہلاک کردی جائے، ان کو سمجھاؤ، اور برے انجام سے انھیں ڈراؤ، تاکہ وہ اپنی اصلاح کریں، اور برے انجام سے ڈر کر اپنی غلطیوں سے باز آجائیں،

(۲) قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ

اس نے کہا اے میری قوم بیشک میں تمہارے لئے صاف ڈرانیوالا ہوں،

(۳) اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاتَّقُوْہُ وَاَطِیْعُوْنِ

کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

(۴) یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَیُؤَخِّرْکُمْ

وہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا، اور ایک مقررہ مدت تک

اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ اِذَا جَآءَ

تمکو مہلت دے گا، بے شک اللہ کی مقررہ مدت

لَا یُؤَخَّرُ ۘ لَوْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

جب آئے گی تو وہ نہیں ٹل سکتی، کاش! تم جانتے!

نوح ؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ دیکھو میں تمھیں صاف صاف برے انجام سے ڈراتا ہوں، تم اپنی بداخلاقی اور سرکشی سے باز آؤ، اور جب تم انسان بنائے گئے ہو تو اپنی انسانیت کے فرائض کو پہچانو تمھیں جو ایک خاص قوت عقلیہ دی گئی ہے، اس کی ذمہ داریوں کو پورا کرو، تمھارا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ (۱) جسنے پیدائش سے لیکر مرنے تک کی ساری ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے اعلیٰ سے اعلیٰ انتظام کیا ہے اس کو پہچانو اسکی عظمت

وجلال، اس کی کبریا وجبروت کے دربار میں سر رکھو، اپنی عاجزی
اور اپنی بندگی محسوس کرکے اس کی قدرت، اس کی حکمت کا اندازہ
لگاؤ اور پھر اس کی تسبیح اور تقدیس کرو، کہ ایک بندہ کا یہی کمال ہے
کہ وہ اپنے آقا کے ساتھ بندگی کا صحیح تعلق قائم کرے (۲) اس کے عدل
وانصاف، اس کی رحمت وشفقت پر غور کرو اور سمجھو کہ اچھے اور برے
کاموں کا اچھا اور برا نتیجہ کبھی ٹل نہیں سکتا ممکن نہیں وہ نیکوں اور بروں
کو ایک طرح کا بدلہ دے اور دونوں کا یکساں انجام ہونے دے، ہرگز
نہیں وہ ضرور نیکوں کو اچھا اور بروں کو برا بدلہ دے گا اس لئے
تم کو چاہیئے کہ ہمیشہ اس خدا کے عدل وانصاف کو سمجھ کر برے
اعمال کے برے نتائج سے ڈرتے رہو، (۳) اور اس ڈرنے کا یہ
اثر ہونا چاہیئے کہ اپنی موجودہ غلطیوں کو چھوڑ دو اور عمدہ اخلاق
اور اعمال اختیار کرو، اور میں جس طرح تعلیم دوں اس پر عمل کرو میں
جو احکام بتاؤں انھیں پورے کرو، اس کا نتیجہ یہ ملے گا کہ خدا تمھارے
گناہ معاف کردے گا، اور تمھاری ساری گذشتہ غلطیوں پر قلم عفو
کھینچ دے گا، اور پھر تمہیں ایک مقررہ مدت تک اس کا موقعہ دیگا،
کہ تم اپنی اصلاح کرلو، اور اپنی انسانیت کے فرائض اور ذمہ داریوں
کو پورا کرکے ترقی اور فلاح کے اس اعلیٰ زینے تک پہنچ جاؤ، جہاں تک
پہونچنے کی استعداد تمھارے اندر رکھی گئی ہے، کیونکہ پھر اس کے
بعد جب خدا کی مقرر کردہ مدت پوری ہو جائیگی تو اسے دنیا کی کوئی
قوت ٹلا نہیں سکتی، اے کاش! تم یہ سمجھو اور اپنی چند روزہ زندگی
کے ان باقی ماندہ چند گھنٹوں کی قدر وقیمت پہچانو، تاکہ آئندہ زندگی

Marfat.com

میں تمھیں کفِ افسوس ملنے، اور دائمی اذیت وتکلیف کے جہنم سے پوری کامیابی کے ساتھ نجات حاصل ہو،

(۵) قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا

اس نے کہا اے میرے رب میں نے تو اپنی قوم کو رات دن بلایا

(۶) فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا (۷)

مگر میرے بلانے سے تو اور بھی بھاگنے لگے،

وَاِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا

اور میں نے تو جب کبھی ان کو بلایا کہ تو ان کی مغفرت کر دے،

اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا

تو انھوں نے اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں ٹھوس لیں،

ثِیَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا

اور کپڑے اوڑھ لئے، اور اصرار کیا، اور سخت تکبر کیا

نوح ؑ نے جب پوری کوشش اور سرگرمی کے ساتھ اپنی قوم کو سچی باتوں کی طرف بلایا اور سیدھی راہ چلنے کی ہدایت کی، تو ان کی سرکشی کی یہ حالت ہوئی کہ انھوں نے ان کی ایک بات نہ مانی، اور انکو یہانتک مایوسی ہوئی کہ آخر کار انھوں نے خدا سے یہ کہا کہ ای پروردگار، میں نے رات، دن، اپنی قوم کو حق کی طرف بلایا، ہر وقت ان کی اصلاح کے پیچھے پڑا رہا، مگر میں جس قدر انہیں بلاتا رہا، اتنے ہی وہ دور بھاگتے رہے، اور میں نے جس قدر کوشش کی کہ وہ آئیں اور میری بات مانیں، سچی تعلیم قبول کریں، تاکہ تو ان کے گناہوں کو بخش دے اور ان کی ساری غلطیوں کو معاف کر دے، تو انھوں نے

Marfat.com

میری آواز سن کر اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھوس ٹھوس لیں، کہ کسی طرح میری آواز بھی ان کے کانوں تک نہ پہونچ سکے، اس سے بھی بڑھکر یہ کہ کپڑے اپنے اوپر اوڑھ لیئے کہ آواز نہ آئے اور ساتھ ہی اس کے بلانے والے کی صورت بھی نظر نہ آئے، کیونکہ بسا اوقات صرف مخلص اور خیر خواہ کی خالص نیت بھی اس کی صورت کو اسقدر موثر بنا دیتی ہے کہ صرف صورت دیکھتے ہی انسان اس کا گرویدہ ہوجاتا ہے اسی لئے انھوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھوس لینے کے ساتھ ہی سروں پر کپڑے بھی اوڑھ لئے، اور اسی طرح سرکشی اور تمرد کر کے میری باتیں نہ مانیں اور اپنے اس انکار پر اصرار کیا اور انتہا درجہ کی سرکشی اور تکبر کیا،

(۸) ثُمَّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُهُمۡ جِهَارًا (۹) ثُمَّ اِنِّیۡۤ

پھر میں نے ان کو کھلم کھلا بلایا، پھر میں نے

اَعۡلَنۡتُ لَهُمۡ وَاَسۡرَرۡتُ لَهُمۡ اِسۡرَارًا

ان کے لئے اعلان کرکے، اور چھپا چھپا کر کے باتیں کیں

(۱۰) فَقُلۡتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ اِنَّهٗ كَانَ

پھر میں نے ان سے کہا کہ اپنے رب سے معافی مانگو بیشک

غَفَّارًا (۱۱) يُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَيۡكُمۡ مِّدۡرَارًا

وہ بڑا بخشنے والا ہے، وہ تم پر آسمان کو موسلا دھار بھیجیگا،

(۱۲) وَّيُمۡدِدۡكُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِيۡنَ

اور مال سے اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا،

Marfat.com

وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا

اور تمہارے لئے باغ اور نہریں بنا دے گا،

پھر میں نے ان کو کھلم کھلا دعوت دی، اعلان کرکے بلایا، آہستہ نصیحت کی خفیہ سمجھایا، جو جو طریقہ سمجھانے کا، اور نصیحت کرنیکا ممکن تھا سب کر دیکھا، کوئی وقت کوئی طریقہ، کوئی ممکن سے ممکن صورت تبلیغ واشاعت، ہدایت واصلاح کی نہ چھوڑی مگر یہ راہ پر نہ آئے،

پھر میں نے انھیں اس طرح بھی سمجھایا کہ دیکھو اپنی لغزشوں سے توبہ کرو اپنی غلطیوں کو چھوڑ دو، اپنی سرکشیوں سے باز آؤ، اس سے صرف تمھاری معاد اور عاقبت ہی کامیاب نہیں ہوگی، بلکہ اس دنیا میں بھی صرف اسی طریقہ سے کامیابی، اور ترقی، اور صلاح و فلاح حاصل ہوسکتی ہے، دنیا کی ساری ترقی اور کامیابی فقط ان امور کا نام ہے جن کے ذریعہ سے مال و دولت عزت وشوکت خوش حالی اور فارغ البالی، حاصل ہو، تو اگر تم اپنی غلطیوں کی معافی خدا سے مانگو گے، اور آئندہ کے لئے ان بداخلاقیوں سے باز آنے کا عہد کرو گے تو خدا تمھارے ملک کو بارش ہو سلادھار برسا کر سرسبز وشاداب کر دے گا، تمھیں مال دے گا، اولاد دیگا، تمھارے لیئے باغ اور نہریں بنا دے گا، یعنی دنیا میں، زندگی کی راحت وعیش کے لئے سارے سامان تمھیں عنایت فرمائے گا،

Marfat.com

خدا کی قدرت اور حکمت سے حشر و نشر شہادت

(س) مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا (۱۴)

تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کیلئے بزرگی کا خیال نہیں رکھتے؟

وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا (۱۵) اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ

حالانکہ اس نے تمکو طرح طرح سے پیدا کیا ہے کیا تم نہیں دیکھتے

خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا (۱۶) وَجَعَلَ

کہ اللہ نے کس طرح تہ بہ تہ سات آسمان پیدا کیے ہیں، اور ان کی

الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا

اندر چاند کو نور بنایا ہے اور سورج کو چراغ بنایا ہے

(۱۷) وَاللّٰهُ اَنْبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا

اور اللہ نے تم کو زمین سے اُگایا ہے

(۱۸) ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا

پھر وہ تم کو اس میں لوٹائے گا اور تم کو نکال کھڑا کر دیگا

(۱۹) وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا (۲۰)

اور اللہ نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا بنایا ہے،

لِتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا،

تاکہ تم اس کے کھلے کھلے راستوں میں چلو

ان آیتوں میں خدا کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کے کرشمے دکھائے گئے ہیں اور آخر میں یہ بات ظاہر کیگئی ہے کہ یہ زندگی، انسان کی انتہائی زندگی نہیں، اور یہ موت انسان کی ہستی کا بالکل

خاتمہ نہیں کر دیتی، بلکہ اس کے بعد جو دوسری زندگی آنے والی ہے، وہ اس زندگی سے زیادہ اہم اور زیادہ قابل توجہ ہے کیونکہ اس زندگی کی ساری حرکت وسکون سارے افعال واقوال، اور سارے کارناموں کے نتیجے اس زندگی میں ظاہر ہونگے، یہ زندگی اگر کھیتی کے دن ہیں تو وہ زندگی، کاٹنے کے دن ہیں، یہ نہیں ہو سکتا کہ انسان کھیتی کرے، بیج بوئے، درخت پیدا ہو اور پھل نہ لگے جن لوگوں کو اس میں شبہ ہے وہ صرف یہ کہ انسان مرنے کے بعد کیوں اور کس طرح پیدا ہو سکتا ہے، تو یہ شبہ بالکل کمزور ہے، ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ خدا کی قدرت، اس کی حکمت، اس کی علم اور اس کی رحمت کا اندازہ لگائیں اور سمجھیں کہ خدا سب کچھ کر سکتا ہے اور نہایت ضروری ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کیا جائے، خدا کی ان صفات کا اندازہ کرنے کے لیے ان باتوں پر غور کرنا چاہیئے،

(۱) انسان کو خدا نے کس طرح پیدا کیا، پہلے کیا تھا کیا سے کیا بنا اور پھر ہوتے ہوتے کیا بن گیا، پہلے وہ مٹی تھا پھر اس سے وہ نباتات کی صورت میں آیا پھر اس سے وہ غذا بن کر جسم میں داخل ہوا اور خون بن کر وہ قطرہ بنا جس سے انسان پیدا ہوتا ہے پھر وہ انسان ہی کی جسم میں ایک خاص جگہ ایک خاص مدت تک رہ کر قطرہ سے خون، خون سے گوشت ہڈی رگ و پٹھہ کا مجموعہ بنکر ایک دن مکمل زندہ انسان بن کر دنیا میں آجاتا ہے، تو اس ابتدا کو دیکھو کہ یہ سلسلہ مٹی سے شروع ہوا اور انسان تک

Marfat.com

پہونچا، اس عرصہ میں خدا نے اس کو ایک صورت سے دوسری صورت میں بدلتے بدلتے، کہاں تک، پہونچا دیا،

(۳) ستاروں کی دنیا پر نظر اٹھا کر دیکھو، یہ سیارات جو کروروں کی تعداد میں ہیں، کس طرح ایک دوسرے تلے اوپر بنائے گئے ہیں، ان تمام سیاروں میں خصوصیت کے ساتھ چاند اور سورج پر غور کرو کہ خدا نے اسے کس حکمت اور تدبیر سے بنایا ہے، اس کی حرکت کے لئے کیا عمدہ نظام مقرر کیا ہے، کہ ان ہی دونوں کی حرکات دنیا میں رہنے والی مخلوقات کی بیشتر ضروریات کے پورے ہونے میں مدد دیتی ہیں، جمادات، نباتات، حیوانات اور انسانکی تمام ضروریات، ان کا نشوونما، ان کی غذا، ان کا بڑھنا، ان کا پھولنا اور پھلنا، ان کا بار آور ہونا یہ سب چاند اور سورج کی حرکت اور اس کی گرمی کے ممنون ہیں، ان ظاہر اور کھلے منافع کے علاوہ سیکڑوں منافع ان سے ہیں جن کو سمجھنا تو درکنار عقل کی رسائی بھی وہاں تک نہیں ہو سکتی، ایک سب سے بڑا نفع ان دونوں کا، یہ ہے کہ ہم اُن سے روشنی حاصل کرتے ہیں، جس پر دنیا کا سارا کاروبار موقوف ہے، اور یہی وجہ ہے کہ جب سورج ہمیں محنت کے بعد، خود ہماری نظروں سے غائب ہو کر آرام کا وقت عنایت کرتا ہے، تو اس تیز روشنی کی ضرورت نہیں رہتی، اس لئے اسوقت چاند جلوہ افروز ہوتا ہے، جس کی حسین اور خوبصورت روشنی اپنے اندر ایک خاص قسم کی نزاکت اور لطافت لئے ہوتی ہے، جو محض لطف اٹھانے کے وقت کے شایاں ہے،

Marfat.com

(۳) انسان کے رہنے کے لیے جو جگہ بنائی گئی ہے، یعنی زمین، اس کی پیدائش پر غور کرو، کہ وہ کس طرح بنائی گئی، اور اور کیسے عمدہ موقعہ میں اسے رکھا گیا، کہ خشکی بھی رہے جس میں انسان رہ سکے، ورنہ زمین کا بوجھ دراصل اسکا خواہاں تھا کہ اس کو پانی کے بیچ میں رکھا جائے کیونکہ زمین پانی سے زیادہ ثقیل ہے، اور باوجودیکہ وہ بالکل گول ہے، اور اس کے ہر سمت جابجا آبادیاں موجود ہیں، پھر بھی اس کی گولائی انسان کے چلنے پھرنے رہنے سہنے مکان وعمارتیں بنانے میں حارج نہیں، بلکہ وہ اس قدر بڑی ہے کہ انسان اس کو گول ثابت کرنا چاہے تو دلیل پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے،

کیا ان باتوں پر غور کرنے سے یہ صاف اور آسانی سے سمجھ میں نہیں آتا کہ جس خدا نے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے، اس کی قدرت سب کچھ کر سکتی ہے، اس کی حکمت اور رحمت اور اس کا علم کبھی یہ گوارا نہیں کرے گا، کہ انسان کو موت دے کر فنا کر دے، اور اتنی بڑی عظیم الشان مخلوق محض پچاس ساٹھ برس کی زندگی کے بعد بالکل معدوم محض ہو جائے، یہ بے جان اور بے حس وحرکت زمین، پانی، ہوا، پہاڑ، وغیرہ تو سینکڑوں برس رہیں اور جس مخلوق کی برتری اور اہمیت کا یہ عالم ہو کہ ساری دنیا سے وہ خدمت لے اور ساری دنیا اس کی نفع کے لئے ہو۔ وہ اس قدر تھوڑی مدت میں بالکل فنا ہو جائے اور اس طرح نیست ونابود ہو جائے کہ پھر اس کے بعد کچھ نہ ہو،

Marfat.com

اس کا علم کبھی یہ پسند نہیں کر سکتا، کہ اچھے اور برے کاموں کو دیکھ کر، نیکوں اور بروں کی نیکی اور بدی کا علم رکھکر دونوں کا ایک سا انجام ہونے دے، اس کی رحمت یہ کبھی جائز نہیں رکھ سکتی، کہ ظالم اور مظلوم کو ایک لاٹھی ہانکے، اور آم اور نیم بونے والے کو ایک ہی قسم کا پھل دے،

وہ جب ایک ذرہ منی کو ترقی دے کر انسان بنا سکتا ہے اور پھر وہ اس کو موت دے کر اسی مٹی میں ملا سکتا ہے تو وہ ضرور اس پر پوری طرح قادر ہے کہ دوبارہ پھر ان ہی اجزا کو اٹھا کر کے زندہ انسان بنا کھڑا کرے، اس لیئے کہ پہلی دفعہ سے دوسری دفعہ پیدا کرنا زیادہ آسان ہے اور اسلیئے کہ وہ خدا جس میں یہ سب قدرت ہے، وہ پہلی دفعہ پیدا کرنے سے تھک نہیں سکتا،

(۲۱) قَالَ نُوحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا

نوح نے کہا اے میرے رب! ان لوگوں نے تو میری نافرمانی کی،

مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا

اور ایسے لوگوں کی پیروی کی جنھیں ان کے مال اور اولاد نے سوائے نقصان

(۲۲) وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا (۲۳) وَقَالُوْا لَا،

کے اور کچھ نہیں پہونچایا، اور انہوں نے بڑی بڑی تدبیریں کیں، اور بولے کہ

تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا

اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑو، نہ ود کو چھوڑو اور نہ

سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا

سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو اور نہ نسر کو

Marfat.com

(۲۴) وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ
اور انہوں نے تو بہتیروں کو گمراہ کر دیا ہے، اور ظالموں کو اور بھی گمراہی
اِلَّا ضَلٰلًا ،
میں بڑھا دے،

نوح علیہ السلام نے تبلیغ و اشاعت میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا، ہر طرح سے اپنی قوم کو سمجھایا، قیامت سے ڈرایا، برے کاموں کے برے انجام کی طرف توجہ دلائی، ہر طرح سے دلیل دے دے کر آخرت اور قیامت کے تمام واقعات ان کے ذہن نشین کرائے، مگر بالآخران کی قوم سیدھی راہ کی طرف نہ آئی، یہ گو پیغمبر تھے، مگر پھر بھی انسان تھے، اس قدر طویل مدت کی اس جانفشانی اور دردسری کا کچھ نتیجہ نہ نکلتے دیکھکر ان کی طبیعت سخت رنجیدہ اور ملول ہوئی اور ہونا بھی چاہیے تھا، انسان کی ہمت اور اس کی حوصلے اور اس کے مستقل ارادے اور مصمم عزم کو بالکل پست اور کمزور کرنے والی اس سے زیادہ اور کوئی بات نہیں کہ وہ اپنی عمر بھر کی کوشش کو بالکل ناکامیاب ہوتا ہوا دیکھے، اسی مایوسی اور صدمہ میں نوح علیہ السلام نے جب یہ اندازہ کیا کہ یہ لوگ نہ خود راہ پر آئینگے، اور نہ دوسروں کو سدھرنے دینگے تو اس وقت خدا کے سامنے یہ فریاد کر گئے کہ اے میرے پروردگار یہ لوگ میری کوئی بات نہیں مانتے، ایسے لوگوں کی بات مانتے ہیں جنھیں دنیا میں بجز ناکامیابی کے اور کچھ نصیب نہیں ہوا جنھیں مال اور اولاد نے کوئی نفع نہیں پہونچایا، اس کی علاوہ

Marfat.com

یہ کہ یہ لوگ میری مخالفت اور عداوت کی تدبیریں کرتے ہیں ہمیشہ اس فکر میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح میرے کاموں کو نقصان پہونچائیں۔ مجھے میرے مقصد میں ناکامیاب بنا دیں، اب ان کی یہ حالت ہے کہ وہ انسانیت کے طبقہ سے بالکل نیچے گر گئے ہیں، خود برے کاموں میں مبتلا ہیں اچھے کاموں سے بالکل الگ ہیں، دوسروں کو اچھا کام کرتے دیکھتے ہیں تو اس میں رکاوٹ ڈالتے ہیں، اور آپس میں ایک دوسرے کو تاکید ونصیحت کرتے رہتے ہیں کہ اپنے معبودوں کو کسی حال میں نہ چھوڑو ود، سواع، یغوث، یعوق ونسر وغیرہ بتوں کو کبھی نہ چھوڑو، یہ ہے ان کی گمراہی کی انتہا، ایسوں کی اصلاح محال ہے یہ اب کسی حال میں سدھرتے نظر نہیں آتے، تو اے خدا! ایسے ظالموں کو خوب گمراہ ہونے دے، کیونکہ درندگی اور شیطنت کا جوہر ان کے اندر سرایت کر گیا ہے، وہ روز بروز ان کے اس مہلک مرض کو خدا کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق بڑھاتا ہی جائے گا۔

(۲۵) مِمَّا خَطِيٓـَٔتِهِمْ أُغْرِقُوا

اپنی گناہوں کی وجہ سے وہ لوگ غرق کر دئے

فَأُدْخِلُوا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوا

گئے، پھر آگ میں داخل کئے گئے، تو انھوں نے اپنے

لَهُمْ مِّن دُونِ اللَّهِ أَنصَارًا

لئے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ پایا، ، ، ، ،

بہر حال نوح علیہ السلام کی قوم نہ سدھری، اور گناہوں میں گندگیوں میں بد اخلاقیوں میں اس قدر انہماک ہوا کہ مرنے سے پہلے ان کی آنکھ ہی نہ کھلی، اب آخرت میں ان کے لئے جہنم کے سوا اور کوئی ٹھکانا نہیں ہوگا، وہاں ان کی ساری شیخی کرکری ہوجائیگی اور جن دنیاوی تعلقات، دنیاوی سازوسامان پر انھیں بھروسہ تھا، جن فرضی خداؤں کی وہ پرستش کرتے تھے وہ سب کے سب آج بیزاری ظاہر کرینگے اور کوئی چیز ان کے کام نہ آئے گی، وہاں ان کی آنکھ کھلے گی، اور اس وقت انھیں اندازہ ہوگا کہ ہم بالکل ناکامیاب رہے اور اس وقت انھیں حسرت ہوگی کہ کیوں پیغمبر کی نصیحت نہ مانی،

(۲۶) وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ

اور نوح نے کہا اے میرے پروردگار! کافروں میں سے کسی

مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا (۲۷) إِنَّكَ إِنْ

بسنے والے کو روئے زمین پر نہ چھوڑ، کیونکہ تو اگر انھیں

تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا

چھوڑ دے گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کر دینگے، اور جینگے

إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (۲۸) رَبِّ اغْفِرْلِيْ

بھی تو صرف بدکار اور کافر ،،،،،،،،،، اے میرے رب! میری

وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ

مغفرت فرما اور میرے والدین کی، اور اس کی جو مومن ہو کر میرے

Marfat.com

مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ

گھر آئے، اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کی

الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا

اور ظالموں کی تو صرف تباہی بڑھا،،

جب نوح علیہ السلام ہر طرح سے عاجز ہوگئے، اور انھیں یقین آگیا کہ یقیناً اب یہ لوگ انسانیت سے گر کر درندگی کے طبقہ میں پہونچ چکے ہیں، اب ان کی ہستی دنیا کے اندر نہایت خطرناک ہے، ان کی مثال ٹھیک اس عضو کی سی ہے، جس میں زہریلا مادہ پیدا ہوجائے اور جو سارے جسم کو برباد اور بیکار کردے، تو ایسا ہی اُن لوگوں کا وجود اور تمام انسان کے لئے سخت خطرناک ہے اگر وہ زندہ رہیں گے تو اول وہ خود تمام اچھے لوگوں کو، اور جن کے دلوں میں کچھ بھی صلاحیت باقی ہے بالکل گمراہ اور جہنم کے راستہ کے قریب کردینگے، اور دوسرے یہ کہ ان کی آئندہ نسل بالکل ان ہی کی مثل، اور ان ہی کے قدم بقدم ہوگی، اور اس طرح ان کا وجود ساری دنیا کے حق میں نہایت مہلک اور خطرناک ہوگا، اس لئے ایسے عضو کا کاٹ ڈالنا ہی ضروری ہے، یہ سوچ کر نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ اے خدا! ان کافروں میں سے ایک کو بھی دنیا میں نہ رہنے دے، کیونکہ دنیا میں ان کا رہنا صرف یہی نہیں کہ خود ان کے لئے مفید نہیں، بلکہ ساری دنیا کے لئے خطرناک اور مہلک ہے، خود وہ اور ان کی نسل جہانتک بڑھیگی دنیا کے عام قانون کے مطابق ان ہی کے قدم بقدم چلے گی اور اسکا آخری نتیجہ یہ نکلیگا کہ سارا عالم ظلم و عدوان، تمرد و سرکشی، وحشت و جہالت، درندگی اور بہیمیت

Marfat.com

سے بھر جائیگا اور دنیا کے امن و امان کا دامن ظالموں کی چیرہ دستیوں سے
چاک ہوجائیگا، اسلیئے ایسوں کا دنیا سے رخصت ہی ہوجانا بہتر اور مفید ہے
اے خدا! میری ساری غلطیوں سے درگذر فرما، میری لغزشوں پر قلم عفو کھینچ دے
میں بھی گو تیرا برگزیدہ ہوں، گو تیرے منصب رسالت کا حامل ہوں تاہم انسان
ہوں، ممکن ہے کہ اس عظیم الشان فرض یعنی تبلیغ و اشاعت میں مجھ سے غلطی ہوئی ہو کچھ
فروگذاشت ہوئی ہو، باوجود مدتوں اور قرنوں کی جان فرسا اور تاب گسل کوششوں
کی ناکام رہنے کے جس صبر اور تحمل کا برتاؤ میں نے اپنی قوم کیساتھ کیا، جس نرمی
اور خوبصورتی سے میں ان کے ساتھ پیش آیا، ممکن ہے کہ اسمیں کوئی کمی، یا
کوئی زیادتی مجھ سے سرزد ہوئی ہو، جس کا مجھے علم ہے یا جسکا مجھے علم
نہیں، اے میرے پروردگار آقا! ان سب سے درگذر فرما اور مجھے دنیا سے
اس طرح اٹھا کہ میں بالکل پاک و صاف اٹھوں، ہاں اور ہمارے والدین کی بھی
مغفرت فرما، کیونکہ میری ہستی ظاہر نظروں میں، اور ایک حد تک واقع میں بھی
سرتاپا ان ہی دونوں کی رہین منت ہے، اس لیئے ان دونوں کا حق ہم پر
ہے ہم حقیقت یہ ہے کہ اسے پوری طرح ادا نہیں کر سکتے، اس لیئے کم از
کم اتنی دعا کرنا تو اپنا فرض ہے کہ تجھ سے یعنی اپنے اس آقا سے جو میرا
پروردگار ہے یہ عرض کروں کہ ان پر بھی رحم فرما، اور اے خدا! جو لوگ تیری
عذاب سے ڈر کر اور تیری نعمتوں کی امید میں، میری باتیں مانکر میری نصیحتیں قبول
کر کے میرے ساتھ ہو گئے ہیں، میرے گھر آچکے ہیں، انھیں بھی اپنی مغفرت و رحمت کی چادر سے
ڈھانک لے، ای میرے خدا! انکے علاوہ بھی تیرے جو بندے اور تیری جو بندیاں ایسی ہیں کہ انہوں نے تیری ہدایت
قبول کر کے تیرے اس بندے کی بتائی ہوئی راہ پر چلنے لگے ان پر بھی کرم فرمائیے اور انکی بھی ساری انسانی
لغزشوں سے درگذر فرما اور ہاں اے خدا! تیرے وہ ناشکرے بندے جو تیری تعلیم کے منکر ہیں،
تیری راہ سے منحرف ہیں، اور تیری مخلوق پر ظلم کر کے دنیا کے امن کو صدمہ پہنچاتے ہیں انہیں دنیا میں

سورۂ جن
مکی ۲۸ آیتیں

جن کا وجود

(۱) خدا قادر مطلق ہے اور اس نے جتنی مخلوقات پیدا کی ہیں ان کی پوری تعداد نہ انسان کو معلوم ہے اور نہ اس کے پاس اتنی قوت ہے کہ انکی پوری تعداد یا ان کی حقیقت سمجھ سکے نہ آئندہ اس کی امید ہے، سورج چاند اور سیکڑوں ستارے ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں مگر آج تک یقینی طریقہ سے یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کیا ہیں، اور کس چیز کے بنے ہوئے ہیں، اسی طرح سیکڑوں مخلوقات ایسی ہیں، جنہیں ہم اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے ہیں، اس کے یہ معنی نہیں کہ جو چیز ہم نہیں دیکھتے ہیں، وہ موجود ہی نہیں،

(۲) پہلا بنیادی مسئلہ ایک شخص کو پیغمبر تسلیم کرنا ہے، جب ایک شخص کو پیغمبری کے معیار پر پورا اترنے کی وجہ سے پیغمبر تسلیم کر لیا جا چکا تو گویا اسکو تمام صفاتِ کمال اور تمام کمالاتِ حسنہ کا ایک انتہائی، جامع عملی نمونہ مان لیا گیا اور یہ بھی مان لیا گیا کہ ایک مافوق الفطرت قوت سے اس کی تائید ہوتی ہے اور یہ کہ اس کے علوم براہ راست خدا کی وحی سے ماخوذ ہیں، وہ اگر کسی ایسی بات کی خبر دے جس کو ہم اپنے ظاہری حواس سے نہ دریافت کر سکتے ہوں تو اس شخص کو سچا مان لینے کے بعد اس بات کے مان لینے میں ہمیں کوئی عذر نہیں ہو سکتا خصوصاً جبکہ وہ بات ممکن ہو، اور عقلاً محال نہ ہو،

ان دو امور کے بعد جن کے وجود سے انکار کرنے کی گنجائش نہیں، جبکہ تمام قرآن مجید میں صاف اور ظاہر لفظوں میں یہ تذکرہ موجود ہے، ہاں اگر جنوں

Marfat.com

کے وجود کے محال ہونے پر کوئی دلیل پیش کرسکتا ہو تو وہ میدان میں آئے
یورپ کے غیر مکمل فلسفہ سے مرعوب ہو کر کچھ لوگوں نے فرشتوں اور جنتوں
اور شیطانوں کے وجود سے انکار کردیا، مگر یہ ان کی سخت غلطی تھی، آج یورپ
اور امریکہ میں مسئلہ روحانیت (اسپیریچوئلزم) کی وہ ہوا چلی ہے کہ روحوں
سے گفتگوئیں کی جاتی ہیں، سرآلیور لاج، جو انگلستان کے مشہور سائنٹسٹ دانوں میں
گنے جاتے ہیں اور وہاں کی انجمن سائنس کے میر مجلس ہیں وہ کہتے ہیں کہ
ہم ایسی روحانی ہستیوں سے گھرے ہوئے ہیں، جو ہمیں نظر نہیں آتیں اور
ہماری ہستی ان کے مقابلہ میں ایسی ہی ہے جیسی ایک چونٹی کی ہستی ہمارے
مقابلہ میں، اور اسی لئے ان کی رائے ہے، کہ مذہب نے جو فرشتوں اور جنتوں
وغیرہ کے وجود کا ذکر کیا ہے، بالکل صحیح ہے،

ہم نے یہ قول اپنے دعویٰ میں مدد حاصل کرنے کے لئے نہیں ذکر کیا ہے
کیونکہ ہمیں الحمد اللہ اس کی ضرورت نہیں، اس سے ہمارا صرف یہ مقصد ہے
کہ جو لوگ یورپ کی وحی پر ایمان رکھتے ہیں، وہ سمجھیں کہ انسانی تخیلات کسقدر
جلد بدل جاتے ہیں، اور یہ فلسفہ جو انسانی دماغ کا نتیجہ فکر ہے، اس کی صداقت
کی مدت کسقدر محدود ہے، ہمیں کیا مجبوری ہے کہ جب ایک بات کے
ناممکن ہونے پر کوئی دلیل قایم نہیں، تو خواہ مخواہ کسی کی بات سے مرعوب
ہو کر اس سے انکار کر بیٹھیں، خصوصاً جب کہ دنیا کے ایک سب سے بڑے،
انسان کامل نے ہمیں اس کی خبر دی ہو،

اگر ایسی ایک مخلوق دنیا میں ہو، جو انسان کی طرح نیک و بداعمال رکھتی
ہو انسان کی طرح قوائے علمیہ اور قوائے عملیہ اس میں موجود ہوں، مگر وہ
انسان کو نظر نہ آتی ہو، تو اس میں کیا اشکال ہے، جس سے مجبور

ہوکر ہم جن کے معنی دیہاتی اور پہاڑی لوگوں کے لیں اور بے وجہ قرآن کی تحریف
کریں، امریکہ سے آواز آئی کہ مریخ میں انسان آباد ہیں، سب نے آمنا کہدیا
اس میں کسی کو کچھ شبہ نہیں ہوتا، چاہے سمجھ میں آئے یا نہ آئے، حالانکہ یہ جنوں
اور فرشتوں کے وجود سے کم بعید نہیں اور ایک دنیا کا سب سے بڑا سچا انسان
ایک مخلوق کی خبر دیتا ہے اس میں شبہے نکالے جاتے ہیں، مریخ کی آبادی
صحیح ہو یا غلط ہمیں اس سے کوئی بحث نہیں، ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ
یورپ اور امریکہ کی وحی کا انتظار کرنے والوں کو اس سے نصیحت حاصل کرنی
چاہیئے کہ عالم کے اندر اب ایک اور مخلوق بھی مانی جانے لگی جو انسان سے مشابہ ہے

اس سورت کے مضامین

اس سورت میں جنوں کی زبان سے قرآن کی صداقت، توحید، خدا کی تسبیح و تقدیس
اور جزا و سزا کا ذکر کیا گیا ہے، اور اس ضمن میں جنوں کے چند اور حالات بھی
بیان کئے گئے ہیں، مثلاً یہ کہ ان کے اندر بھی نیک و بد ایماندار اور کافر دونوں
طرح کے لوگ ہیں، اس کے بعد توحید پر سختی کے ساتھ ثابت قدم رہنے کی
نصیحت کی گئی ہے اور پیغمبر کو حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ تمہاری مخالفت کریں
انھیں کہہ دو کہ میں ایک ہی خدا کو پکارتا ہوں میں ہرگز شرک نہ کرونگا، اور
یہ کہ میں محض ایک انسان ہوں، میں خود اپنے متعلق بھی کسی نفع یا نقصان
کا اختیار نہیں رکھتا، اور خدا کے سوا کسی کو کوئی قدرت نہیں کہ کسی کو کوئی
نفع یا ضرر پہونچا سکے میں محض ایک فرستادہ ہوں اور میرا فرض محض تبلیغ
ہے، جو شخص اس صحیح تعلیم کے بعد بھی نافرمانی پہ اڑا رہے، یقیناً اس کا برا
انجام ہوگا، آخر میں یہ کہا گیا ہے، کہ قیامت کے آنے کا وقت صرف خدا ہی
کو معلوم ہے، پیغمبر کو اس کے متعلق کوئی علم نہیں،

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا

تو کہہ دے کہ میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ جن میں سے چند شخصوں نے سنا تو انہوں

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا (۲) یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ

نے کہا کہ ہمنے عجیب و غریب قرآن سنا ہے، جو ٹھیک بات کی ہدایت کرتا ہے تو ہم اس پر ایمان

فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا (۳) وَّاَنَّهُ

لے آئے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے خداوند کا شریک نہ ٹھرائینگے، اور یہ کہ ہمارے

تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ،،

خداوند کی عزت بہت بڑی ہے اس نے نہ کسی کو بیوی بنایا ہے اور نہ کسی کو اولاد،،

اے پیغمبر! تم لوگوں سے یہ واقعہ بیان کردو کہ جن میں سے چند لوگ قرآن مجید سنکر ایمان لے آئے اور اپنی قوم کو جاکر انہوں نے یہ حال سنایا کہ ہم نے ایک عجیب و غریب کتاب سنی ہے، جو حق کی تعلیم دیتی ہے اور جو صحیح راہ ہدایت بتاتی ہے، ہم اس پر ایمان لائے کہ وہ بیشک خدا کی بھیجی ہوئی کتاب ہے، کیونکہ اسکی تعلیم جو حقانیت اور جو اثر رکھتی ہے، وہ یقیناً انسانی قوت سے بالاتر ہے اور یہی اس کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے، دنیا کے تمام عقلا اور مقنن اگر جمع ہوں اور انسان کی متمدن زندگی کے لئے قوانین مقرر کرنا چاہیں تو کبھی اس جیسا جامع اور کسی زمانے اور دنیا کے کسی حصہ میں نہ ٹوٹنے والا مجموعۂ قوانین نہیں مرتب کر سکتے، تہذیب اخلاق، تدبیر منزل اور سیاست ہر شعبہ میں تمام دنیا کے لئے قرآن نے جو فطرتی قوانین پیش کئے ہیں، آج تک دنیا کی کوئی کتاب نہیں پیش کر سکی،

اعتقادیات کے سب سے بڑے اور سب سے پہلے مسئلۂ توحید کے

متعلق قرآن نے جن صاف اور پرزور لفظوں میں اپنے ہر صفحہ کے اندر باواز بلند اعلان کیا ہے، دنیا کی کوئی کتاب اس مسئلہ میں اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی کوئی دوسری مذہبی کتاب ایسی نہیں جس میں شرک آمیز باتوں کی آمیزش نہ کر دی گئی ہو اور یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ اگر آج کوئی مذہب معلم توحید ہے، تو وہ صرف قرآن کا مذہب ہے،

تو ہم اس کی تعلیم کو دیکھکر اس پر ایمان لے آئے اور تمام شرک و کفر کے خیالات سے ہمنے توبہ کر لی اور آئندہ ہم کبھی کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھرائینگے، ہمارے خداوند قدوس کی عزت و جلال انسانی تخیل کی سرحد سے ورا، الورا، ہے اس کی شان یکتائی اس سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہے کہ اس کی طرف بیوی یا اولاد کی نسبت کی جائے یا اس قسم کے الفاظ اس کے حق میں استعمال کئے جائیں (تعالی اللہ عن ذٰلک علواً کبیراً)

(۴) وَاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا،

اور یہ کہ ہمارے بیوقوف لوگ اللہ کے اوپر جھوٹ بات کہا کرتے تھے،

(۵) وَاَنَّا ظَنَنَّا اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

اور ہمنے سمجھا تھا کہ انسان اور جن اللہ کے اوپر جھوٹ نہ کہیں گے،

(۶) وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ

اور یہ کہ انسان کے کچھ لوگ جن کے کچھ لوگوں سے پناہ ڈھونڈھتے

بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا،

تھے تو انہوں نے ان کی سرکشی اور بڑھا دی،،،

واقعی ہم لوگوں سے جن کا اس قسم کا لغو خیال تھا یقیناً وہ لوگ نہایت بیوقوف تھے اور سخت غلطی میں مبتلا تھے اور ہم لوگ صرف اس لئے ایسا

مانتے تھے کہ ہم لوگ یہ سمجھتے تھے کہ انسان یا جنوں میں سے کوئی خدا کے متعلق جھوٹ نہ بولے گا، مگر اب ہمیں یقین ہوا کہ ہمارا خیال غلط تھا، اور وہ محض افترا کرتے تھے اور ایک ایسی بیہودہ بات خدا کے متعلق استعمال کرتے تھے جس سے اس کی شان قدوسیت بہت اعلیٰ اور برتر ہے، جو لوگ ایسا کہا کرتے تھے در اصل ان کی سرکشی تھی، اور یہ سرکشی ہمارے جنوں میں اسوجہ سے اور بھی زیادہ ہو گئی، کہ انسان میں سے کچھ لوگ اِن سے ڈرنے لگے اور پناہ مانگنے لگے اس سے اُن کا دماغ اور بھی بگڑ گیا، اور ان کی سرکشی یہانتک زیادہ ہو گئی کہ وہ خدا کے متعلق بھی جرأت کرنے لگے،

(۷) وَاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ

اور بیشک ان لوگوں نے بھی یہی سمجھ رکھا تھا جیسا تمنے سمجھا تھا کہ اللہ ہرگز

(۸) وَاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا

کسی کو نہ اٹھائیگا، اور ہمنے آسمان کو چھوا تو ہمنے اُسی پایا کہ وہ سخت پاسبانوں اور

شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۙ (۹) وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ

انگاروں سے بھرا ہوا ہے، اور یہ کہ ہم سننے کے لئے اسکی بیٹھنے کی جگہوں میں

لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ

بیٹھا کرتے تھے، تو اب جو کوئی سنتا ہے وہ اپنے لئے ایک گھات لگائے

(۱۰) وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْۤ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِى الْاَرْضِ

ہوئے انگارے کو پاتا ہے، اور ہم نہ جانتے تھے کہ زمین والوں کے ساتھ برائی کا

اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۙ (۱۱) وَّاَنَّا مِنَّا

ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے خداوند نے ان کے ساتھ بھلائی چاہی ہے، اور یہ کہ ہم

الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا

میں نیک لوگ بھی تھے اور ہم میں اس کے سوا بھی تھے، ہم مختلف طریقوں کے تھے،

(۱۲) وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ

اور یہ کہ ہمنے سمجھا تھا کہ ہم کبھی اللہ کو عاجز زمین میں نہیں کر سکتے

وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا،،

اور نہ ہم بھاگ کر اسکو عاجز کر سکتے ہیں،

اے جنو! جسطرح تم یہ سمجھتے تھے کہ یہی زندگی آخری زندگی ہے، اور مردہ ہو جانے کے بعد خدا کسی کو دوبارہ زندہ نہ کریگا انسانوں کا بھی ایسا ہی خیال تھا، اور یہی وہ خیال تھا جس نے ہمیں دلیر اور سرکش بنا دیا اور اسی لئے ہم سب اپنے انجام سے غافل ہو گئے اور ہماری دلیری کی یہ حد ہو گئی کہ عالم روحانیات کی خبر لینے کے لئے پہونچنے لگے تو اب جب کبھی ہم ایسا کرتے ہیں، تو وہاں پاسبان نظر آتے ہیں جو ہمیں اس سے روکتے ہیں، اور انگارے ہیں جو ہم پر پھینکے جاتے ہیں، یہ ایک عجیب و غریب تغیر و تبدل ہمنے دیکھا ہے پہلے ہمیں نہیں معلوم ہوا کہ اس رکاوٹ سے خدا کا ارادہ دنیا والوں کے ساتھ بھلائی پہونچانے کا ہے، یا اس سے انہیں کوئی سزا دینا مقصود ہے، کیونکہ ہم میں لوگ نیک اور بد سب طرح کے تھے، اور یہ ہم خوب سمجھتے تھے کہ خدا اگر ہمیں سزا دینا چاہے تو یقیناً ہم اس سے بچنے کی کوئی تدبیر نہیں کر سکتے اور نہ ہم اس کی قدرت کے احاطہ سے کسی حال میں باہر ہو سکتے ہیں، وہ جس وقت اور جسطرح چاہے ہمیں پکڑ سکتا ہے، یہی وہ باتیں تھیں جنھوں نے ہمیں اپنے انجام پر غور کرنے کی طرف متوجہ کر دیا، اور یہی وہ خیالات تھے جنھوں نے ہمیں متوجہ کر دیا اور ایک صحیح راہ زندگی کی تلاش ہمارے دلوں میں پیدا کر دی

(۱۳) وَاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰىٓ اٰمَنَّا بِهٖ فَمَنْ يُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ

اور یہ کہ جب ہم نے ہدایت سنی ہم اُس پر ایمان لائے تو جو کوئی اپنے خداوند

فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا (۱۴) وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ

پر ایمان لائے تو اُسے نہ پھر نقصان کا خوف ہے اور نہ کسی ظلم کا، اور یہ کہ ہم مسلمان بھی

وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا

ہیں اور ہم میں گنہگار بھی ہیں، تو جو کوئی اسلام لائے تو انھوں نے سیدھی راہ

(۱۵) وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا،

تلاش کرلی اور جو لوگ گنہگار ہیں وہ جہنم کی ایندھن ہیں،،

چونکہ ان باتوں نے ہمیں متنبہ کردیا تھا اسلیئے جوں ہی ہدایت کی بات ہمارے کانوں میں پڑی ہم لوگ فوراً اس پر ایمان لائے، کیونکہ جو شخص اپنے خداوند کے آگے سر تسلیم خم کرے وہ نقصان یا ظلم سے مامون رہیگا، اور انجام کے لحاظ سے وہ کامیاب ہوگیا، اور ہم میں مسلمان بھی ہیں اور ایسے لوگ بھی ہیں جو افراط و تفریط میں مبتلا ہیں، گنہگار ہیں، نافرمان ہیں، تو جو لوگ مسلمان ہوگئے اور حق کو پاکر انہوں نے سر رکھدیا وہ سیدھی راہ پر آگئے اور جو اب بھی اپنی زیادتی اور نافرمانی پر اڑے رہے یقیناً ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا،

(۱۶) وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً

اور اگر وہ راہ پر سیدھے رہتے تو ضرور ہم انھیں وافر پانی سے سیراب

غَدَقًا (۱۷) لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۚ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ

کرتے، تاکہ ہم انھیں اس میں آزمائیں، اور جو کوئی اپنے خداوند کے

ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا،

ذکر سے اعراض کرے اس کو وہ سخت عذاب میں داخل کریگا،

Marfat.com

اور واقعی اگر وہ لوگ سیدھی راہ پر قائم رہتے، اور اپنے فرائض کو پورا کرتے تو ہم اس دنیا میں بھی انہیں عمدہ بدلہ دیتے، اور انھیں آسانی سے تمام ضروریات زندگی نہایت آسانی سے بہم پہنچاتے اور اُنکے کھیتیوں کو خوب سیراب کرتے اور نہایت فراخی کے ساتھ ان کا رزق بھیجتے تاکہ ہم دیکھیں کہ اس نعمت کے بعد کون اپنے خداوند کا شکر کرتا ہے، اور کون ہے جو اپنے قوت بازو پر نازاں ہو کر اسے بھلا دیتا ہے، اور جو شخص ایسا کرے یعنے اپنے خداوند کی نعمتوں کے شکر سے غافل ہو جائے اور اسے دل سے بھلا دے یقیناً وہ سخت عذاب الٰہی میں مبتلا ہو گا،

(۱۸) وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا

اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو

(۱۹) وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ

اور یہ کہ جب خدا کا بندہ کھڑا ہو کر اسے پکارتا ہے تو یہ قریب ہوتے ہیں کہ اُسپر

تمام عبادت گاہیں اللہ ہی کے لئے ہیں، تو تمہیں چاہیئے کہ ان میں اس کے سوا کسی اور کو نہ پکارو، اور اسی ایک خدا کا نام لو، اس کے نام پر زندہ رہو اور اس کے ایک نام پر مرو، مگر سرکشوں کا یہ حال ہے کہ جب ایک بندۂ خدا اپنے اس اکیلے آقا کی یاد کرنے کھڑا ہوتا ہے اور اُسے پکارتا ہے تو یہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور اس کی آواز کو روکنا چاہتے ہیں، اس کو ایذا پہونچاتے ہیں، اور اس کو ہلاک کر دینے کی کوششیں کرتے ہیں، حالانکہ انھیں چاہیئے تھا کہ اس کے دست بازو بنکر اس صدائے حق کے بلند کرنے میں اسے مدد دیں اور اس آواز میں اس کے ہم نوا بنجائیں، اور اُسکی ہر پکار کو لبیک کہیں،

Marfat.com

(۲۰) قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِکُ بِہٖٓ اَحَدًا (۲۱)

توکہہ دے کہ میں تو بس اپنے خداوند ہی کو پکارتا ہوں اور میں کسی کو اسکا شریک نہیں ٹھہراتا

قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا (۲۲) قُلْ اِنِّیْ لَنْ

توکہہ دے کہ میں تمہارے لئے ضرر یا نفع کا اختیار نہیں رکھتا، توکہدے کہ اللہ کے

یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰہِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا (۲۳)

مقابلہ میں مجھے کوئی پناہ نہیں دیسکتا اور نہ میں اسکے سوا کوئی پناہ پاسکتا ہوں

اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِسٰلٰتِہٖ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

بس اللہ کی طرف سے تبلیغ کرنا ہے، اور اسکے پیغام ہیں، اور جو کوئی اللہ اور اسکے

فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْہَآ اَبَدًا ؀

رسول کی نافرمانی کرے تو اسکے لئے دوزخ کی آگ ہی جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے

اے پیغمبر! تم کہہ دو کہ تم لوگ چاہے کسی قدر میری مخالفت کرو اور میری دشمنی پر آمادہ ہو جاؤ مین اپنے اس کام سے باز آنے والا نہیں، تم چاہے پسند کرو یا ناپسند کرو، میرا ساتھ دو یا نہ دو، میں یہی آواز بلند کروں گا اور اس ایک ہی خدا کو پکاروں گا اور ہرگز کسی کو اس کا شریک ٹھہراؤں گا اسی کلمۂ حق کا اعلان اور اعلاء میرا مقصد اعلیٰ ہے تمھیں چاہئے کہ میرا ساتھ دو اور اپنے خداوند کے دربار میں سر رکھ دو، میں اسی کا بھیجا ہوا بندہ ہوں اور اسی کی طرف بلاتا ہوں نہیں، اور میری تم مخالفت کیوں کرتے ہو، میں تو اپنے لئے بجز نبوت اور رسالت کے کوئی اور دعوی بھی نہیں کرتا نہ میں کسی مافوق الفطرت قوت و قدرت کا مدعی ہوں، نہ میں تمھیں کسی نفع یا نقصان پہونچانے کا اختیار رکھتا ہوں، نہ خود اپنے نفع و نقصان پر ہی کچھ قدرت رکھتا ہوں، اگر خدا مجھے پکڑنا چاہے تو کوئی مجھے بچانے والا نہیں ہو سکتا

اور نہ کہیں میں پناہ پا سکتا ہوں، اور نہ میرے پاس کوئی قوت ہے جو اس کے
ارادہ کیے ہوئے عذاب کو ٹلا سکے، میں صرف ایک انسان ہوں مجھے خدا نے
اپنے پیغام کی تبلیغ کے لیے مقرر فرمایا ہے، اور بس، تو اب بھی جو کوئی میری
مخالفت کرتا ہے، وہ دراصل اپنے خداوند کی مخالفت کرتا ہے، اور جو میری نافرمانی
کرتا ہے، وہ اس خداوند کی نافرمانی کرتا ہے، اور یقیناً اس کا نہایت دردناک
انجام ہے، جو دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ میں اُسے ملیگا،

(۲۴) حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ فَسَیَعْلَمُوْنَ

یہاں تک جب وہ اسے دیکھ لینگے، جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے

مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا،

تو وہ جان لینگے کہ کون مددگار کے لحاظ سے کمزور اور عدد میں کم ہے،

گویہ منکرین اور یہ نافرمان لوگ اس وقت نہیں مانتے ہیں، اور جس عذاب سے
اور جس آنے والے دن سے انہیں ڈرایا جاتا ہے، نہیں ڈرتے ہیں، پر جب
وہ اپنی آنکھوں سے اس دن کو آتے ہوئے دیکھینگے اسوقت انہیں قدر عافیت
معلوم ہوگی، اور اسوقت وہ لوگ سمجھینگے کہ جو کچھ انہیں کہا جاتا تھا وہ سچ تھا یا جھوٹ
اور اسوقت اُن پر واضح ہوگا کہ جن دنیاوی تعلقات پر انہیں بھروسہ تھا اور جس
مال و دولت اور قوت و شوکت کے برتے پر انہیں اسقدر سرکشی کی جرأت تھی
وہ سب آج بیکار لغو اور عبث بلکہ مہلک اور مضر ثابت ہوئے اس وقت ان کی
آنکھیں کھلینگی، مگر بیوقت، اور اس وقت انہیں ندامت ہوگی مگر بے سود،

(۲۵) قُلْ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ

تو کہدے میں نہیں جانتا کہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے یا میرا خداوند اس کے لیے

رَبِّیْۤ اَمَدًا (۲۶) عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا

کوئی مدت مقرر کریگا، وہی غیب کا جاننے والا ہے تو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا،

Marfat.com

اے پیغمبر! اگر وہ لوگ تم سے اُس آنیوالے عظیم الشان دن کا وقت پوچھیں تو انسے کہدو کہ مجھے اسکی خود بھی کوئی خبر نہیں کہ وہ دن جسکا تمسے وعدہ کیا جارہا ہے، قریب ہے یا اس میں ابھی زیادہ مدت باقی ہے یہ امر ان حقیقتوں میں سے ہے جس کا علم صرف خدا ہی کو ہے کیونکہ عالم الغیب صرف وہی ایک ذات ہے، جس کے علم غیر محدود احاطہ سے دنیا کا کوئی ذرہ یا کوئی حرکت و سکون باہر نہیں وہ اپنے علم غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کیا کرتا، چنانچہ اس نے قرآن مجید میں بارہا اس امر کا تذکرہ فرمایا ہے اور ایک جگہ صاف فیصلہ فرما دیا ہے کہ آسمان اور زمین کے اندر کوئی نہیں جو غیب جانتا ہو مگر وہ ایک اللہ،

(۲۷) اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ

مگر اس کو جسے وہ پیغمبریں سے پسند کرے تو وہ اس کے سامنے سے اور اس کے پیچھے سے

خَلْفِهٖ رَصَدًا (۲۸) لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ

نگران چلاتا ہے تاکہ وہ جان لے کہ انہوں نے اپنے خداوند کے پیغام پہونچا دیے، اور جو کچھ ان کے

بِمَا لَدَیْهِمْ وَاَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا

پاس ہے وہ اس کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور ہر چیز کی عدد کو اسنے گن رکھا،

ہاں برگزیدہ پیغمبروں کو اس اہم کار تبلیغ و ارشاد میں جن علوم کی ضرورت ہے وہ خداوند بخشتا ہے اور پھر اپنی طرف سے ان پر نگران مقرر فرماتا ہے جو ہر وقت ان پیغمبروں کے سامنے رہیں اور ان کے کاموں کی نگرانی کرتے رہیں، کہ آیا وہ اپنا فرض تبلیغ کس طرح انجام دیتے ہیں، اور گو وہ خود ان کے تمام جزئی اور کلی حالات سے ہر وقت باخبر ہے، پھر بھی وہ روز قیامت میں ان کے اوپر گواہ لانے کے لیے ان نگرانوں کو مقرر فرماتا ہے، تو پیغمبر دراصل صرف اسلیے ہیں کہ اپنے خداوند کے پیغام اسکے بندوں تک پہونچا دیں، اسلیے انکو وہی علوم دیے جاتے ہیں جنپر کار تبلیغ موقوف ہے اسکے سوا اور غیب انسے معلوم نہیں اور اسی لیے قیامت کے وقت کا سوال اس سے عبث ہے، اور اے پیغمبر اگر وہ تم سے پوچھیں تو تم کہدو کہ میں خود اس سے بے خبر ہوں،

Marfat.com

سورۂ مزمل

مکی ۲۰ آیتیں

یہ دوسری سورت ہے، اس سے پہلے سورۂ علق نازل ہوئی تھی جس میں انسان کی پیدائش سے اور اس کی اندرونی علمی و تحریری قابلیت و استعداد سے خدا کے وجود پر اور اس کے نام سے پڑھو، اب اس سورت میں پیغمبر کو چند اور کاموں کا حکم دیا گیا ہے، جن سے ان کی روحانیت میں ترقی ہوتی جائے تاکہ وہ آئندہ خدا کی وحی اور ان خاص تعلقات کے بوجھ کے برداشت کرنے کے لئے تیار ہوتے جائیں، جو دنیا کے عظیم الشان پیغمبر ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ وابستہ ہو رہے ہیں، اور ہونیوالے ہیں، اور خصوصیت کے ساتھ قرآن پڑھتے رہنے اور ٹھہر ٹھہر کر اس پر غور کرنے کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ اسی کے ذریعہ سے انھیں صحیح عقائد اور اخلاق اور اصول تمدن و معاشرت کی تعلیم دینا ہے،

اس کے بعد پیغمبر کو مخالفین کی مخالفتوں پر صبر کرنے اور اپنے کام میں لگے رہنے کی تاکید کی گئی ہے، پھر ان مخالفت کرنے والے بد اخلاق لوگوں کی وہ سزا اجمالاً بتائی گئی ہے، جو انھیں قیامت کے دن ان کی ان بد اخلاقیوں کے بدلے میں ملیگی، پھر دکھایا گیا ہے کہ فرعون کی قوم نے بھی موسے کی تکذیب کی تھی، تو دیکھو کہ انھیں کیسی سزا ملی، اس کے بعد خود ان مخالفین کو مخاطب کر کے سزا سے دھمکایا گیا ہے، پھر آخر میں ان کو قرآن کی طرف متوجہ کیا گیا ہے، اور دکھایا گیا ہے، کہ یہ قرآن ایک

Marfat.com

چیز ہی نہیں جس کی مخالفت کی جائے یہ تو صرف ایک نصیحت اور
یاد دہانی ہے، ہر شخص اس سے نفع اٹھا سکتا ہے، آخر میں پیغمبر کو
اور تمام قرآن ماننے والوں کو نماز اور قرآن پڑھنے کے متعلق چند
ضروری ہدایتیں کی گئی ہیں، اور خدا کے ساتھ اور مخلوق کیساتھ
عمدہ تعلق قائم کرنے کی دو اچھی صورتوں یعنی نماز اور زکوٰۃ پر قائم
رہنے کی تاکید کی گئی ہے،

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ (۲) قُمِ الَّیْلَ اِلَّا
اے چادر میں لپٹے ہوئے! رات کو کھڑا ہوکر، مگر
قَلِیْلًا (۳) نِّصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا،
کبھی نہیں بھی، آدھی رات یا اس سے کچھ کم کر دے،
اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا (۵)
یا اس سے زیادہ، اور ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھا کر،
اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا (۶) اِنَّ
ہم عنقریب تجھ پر ایک گراں بار بات نازل کرنے والے ہیں، بیشک
نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِیْلًا
رات کا اٹھنا اور اس وقت بات بھی ٹھیک ہوتی ہے،
(۷) اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا (۸) وَاذْكُرِ
کیونکہ تجھے دن میں بڑی مصروفیت ہوتی ہے، اور اپنے رب کا نام
اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا (۹) رَبُّ الْمَشْرِقِ
یاد کیا کر اور اسی کی طرف ہو جا، جو کہ پورب اور پچھم

Marfat.com

وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا،

کا رب ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں، تو اسکو اپنا کارساز بنا،

اے چادر اوڑھنے والے پیغمبر (۱) راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھا کرو، آدھی رات تک یا اس سے کم یا اس سے زیادہ کچھ وقت مقرر نہیں، جتنی دیر تک جی چاہے عموماً راتوں میں اٹھا کرو، کبھی کبھی چھوڑ بھی دیا کرو (۲) اور ٹھہر ٹھہر کر نہایت اطمینان اور غور کے ساتھ اس نماز میں قرآن کی تلاوت کیا کرو، ہم عنقریب تم پر ایک بڑی ذمہ واری کی گرانبار بات نازل کرنے والے ہیں، اور تمھیں ساری دنیا کے لئے ایک اعلیٰ قانونِ اخلاق وتمدن ومعاشرت کا مجموعہ دینے والے ہیں، جس کی ذمہ واری تمھیں کرنی ہوگی، اور پوری طرح اسکی تبلیغ اور اشاعت کرنی پڑیگی، اس اہم کام کے لئے تمھیں ابھی سے تیار اور مستعد ہوتے جانا چاہیئے، جس کی صورت یہ ہے کہ راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھو اور اس میں قرآن کی تلاوت کرو، اس سے تم کو خدا سے زیادہ قرب اور زیادہ لگاؤ پیدا ہوتا جائے گا، اور تمھاری روحانیت مکمل اور مضبوط ہوتی جائیگی اور آئندہ اس گراں بار امانت کے برداشت کرنے کی استعداد تمھارے اندر بڑھتی جائیگی، نیز غور اور اطمینان کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتے رہنے سے اپنے فرائض ہر وقت تمھارے پیش نظر رہینگے، اور تمھیں، ان کو انجام کے دینے کی ہر وقت فکر رہنے لگے گی، اور ان ہی کاموں کے ساتھ تمھاری دلچسپی روز بروز زیادہ ہوتی جائیگی، رات کا وقت چونکہ اطمینان کا وقت ہوتا ہے، اس لئے اس میں دماغی قوتیں نہایت درست اور مجتمع رہتی ہیں، کسی امر پر غور کرکے عمدہ نتیجے نکالنا، دن کی بہ نسبت

Marfat.com

رات میں زیادہ آسان ہیں، نیز میٹھی نیند کو چھوڑ کر اٹھ جانا طبیعت پر گراں گذرتا ہے تو روزانہ اس پر عمل درآمد کرنے سے تمھیں محنت اور مشقت کے کاموں کی عادت ہوگی، اور جو اہم کام تمکو دنیا میں ابھی کرنے ہیں، رفتہ رفتہ وہ تمھیں آسان معلوم ہونے لگینگے، علاوہ ازیں دن میں تمھیں اور بہت سے کام کرنے ہیں، مخلوق کی ہدایت، خدا کی راہ سے گم شدہ لوگوں کو راہ راست پر لانے خدا سے بچھڑے ہوئے بندوں کو خدا تک پہونچانے کے لئے کوششیں، بد اخلاقوں کو ان کے برے انجام سے ڈرانا، اچھے کاموں کی طرف انھیں بلا کر عمدہ نتیجوں کی خوش خبری دینا، وغیرہ وغیرہ بہت سے کام ہیں، جن کی وجہ سے تمھیں دن کیوقت اطمینان اور جمعیت خاطر کے ساتھ خدا کی طرف لو لگانے اور اپنے فرائض کو سوچنے اور قرآن پر غور کرنے کا کافی موقعہ نہیں مل سکتا (۳) پھر بھی ان کاموں میں مشغول اور منہمک ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ دن کے وقت خدا کی یاد سے بالکل غافل ہوجاؤ ہرگز نہیں، بلکہ دن ہو یا رات، صبح ہو یا شام، نماز میں ہو یا مخلوق کی ہدایت میں، اپنا کام کر رہے ہو یا کسی دوسرے بھائی کا، کسی حال اور کسی وقت میں خدا سے غافل نہ ہو، ہر وقت ہر آن تم اسے یاد کرو، دل اسی کی طرف لگا رہے (۴) گویا خدا کی یاد ایک مرکز ہو کہ تمھارے سارے اعمال و افعال، تمھاری ساری حرکت و سکون، اور تمھاری کھانا پینا، بیٹھنا، اٹھنا، سونا جاگنا سب اسی مرکز کے گرد گھومتے رہیں اور تمھاری یہ حالت ہو کہ دنیا کے سارے کام کرو، تمام دنیاوی تعلقات کو اچھی طرح نبھاتے رہو، کماؤ، کھاؤ، ہنسو، کھیلو سب کچھ کرو

Marfat.com

مگر خدا ہی کے رہو، اس کی یاد ہر وقت دل میں رہے، جو کرو اسی کی رضامندی کی خاطر کرو، جو نہ کرو اسی کی ناراضی کے خوف سے نہ کرو، یہی تبتل ہے اور اسی کا نام رجوع الی اللہ (خدا ہی کا ہو رہنا) ہے، یہ ہر انسان کا فرض ہے، اور انسانیت کے مکمل کرنے کا یہی پہلا زینہ ہے، اور یہی آخری زینہ ہے کہ وہ اس خدا کو پہچانے، اس کے حقوق پورے کرے، جو صرف اس کا نہیں بلکہ ساری دنیا کا خالق اور مالک ہے جو مشرق اور مغرب یورپ اور ایشیا امریکہ اور افریقہ، زمین اور آسمان، افلاک اور سیارے ساری مخلوقات کا پیدا کرنے والا اور پرورش کرنے والا ہے، ایک ہے اکیلا ہے، یکتا ہے، اس کی کسی صفت میں کوئی ہستی اس کا شریک نہیں، اس ایک آقا کی یاد ہر انسان پر ضروری ہے، اور یہی انسانیت کا جوہر کمال ہے (۵) تو اے پیغمبر! اسی کو اپنا کارساز سمجھو اور اس سے اپنی ساری ضروریات، اپنے سارے مقاصد میں مدد مانگو، اسی کو اپنا حاجت روا اور کارفرما اور پروردگار سمجھو، اسکے سوا اور کسی پر بھروسہ نہ رکھو،

یہ پانچ کام جنکا حکم پیغمبر کو دیا گیا ہے صرف پیغمبر کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو اپنی روحانیت کو مکمل اور ترقی یافتہ بنانا چاہے، بغیر ان کاموں کے کامیاب نہیں ہو سکتا، بالخصوص تیسرا چوتھا اور پانچواں حکم تو ہر انسان سے تعلق رکھتا ہے، خواہ پیغمبر ہو یا امتی، اور ہادی و مبلغ ہو یا عام انسان،

(۱) وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا

اور جو کچھ وہ لوگ کہتے ہیں اس پر صبر کرو، اور خوبصورتی کیساتھ الگ انسے ہو جاؤ

Marfat.com

ہاں جو کام تم کر رہے ہو، وہ یقیناً بہتیرے بداخلاق اور سرکش لوگوں کو برا معلوم ہوگا، کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ انسانیت کے فطری قانون کو توڑ کر درندوں کی زندگی بسر کریں، اور دنیا میں بداخلاقی اور ظلم و سرکشی کی گندگی پھیلائیں، اس لئے ایسے لوگ تمہیں روکنا چاہینگے، ستائینگے، ایذائیں پہنچائینگے، برابھلا کہینگے، اپنی ساری طاقتیں اس میں صرف کرینگے کہ کسی طرح تم کو حق کی اشاعت و تبلیغ، حق کی حمایت و حفاظت سے روک دیں، تو تم کو چاہئے کہ ان کی مخالفتوں اور ایذاؤں پر صبر کرو، اور اپنے کام میں ثابت قدمی اور مضبوطی کے ساتھ لگے رہو، اور ایسے لوگوں سے خوبصورتی کے ساتھ الگ ہو جاؤ، اپنے تعلقات ان سے منقطع کرلو، جب تمہاری زندگی کے مقاصد سے انھیں دشمنی ہے تو تمہارا ان سے الگ ہی ہو جانا بہتر ہے، پر ایسا نہ ہو کہ ان کی باتیں، ان کا تمسخر اور استہزا، یا ان کی کسی قسم کی مخالفت تمھیں اپنے مقصد سے، یا اس سیدھے راستے سے جس پر تم خود چل رہے ہو، اور دوسروں کو چلانا چاہتے ہو، ایک انچ کا لاکھواں حصہ بھی ہٹا سکے کہ یہی صبر ہے اور اسی کا نام اولوالعزمی ہے،

(۱) وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا،

اور مجھے اور نعمت والے جھٹلانے والوں کو چھوڑ دے، اور انھیں تھوڑی مہلت دے،

تم ایسے لوگوں سے بالکل الگ رہو، ان کا فیصلہ ہم پر چھوڑ دو، ہم انھیں ان کی اس سرکشی کا مزا چکھا دینگے، ہم نے انھیں نعمتیں دی ہیں، اور دنیاوی زندگی کے عمدہ ساز و سامان انھیں عنایت کئے ہیں، اسپر یہ اسقدر نازاں ہیں کہ ہمیں (خدا کو) بالکل بھول بیٹھے ہیں، ان دنیاوی

Marfat.com

سازو سامان پر انھیں اتنا بھروسہ ہے کہ اپنی آئندہ زندگی سے غافل ہو گئے ہیں، اور اپنے اعمال کی ذمہ واری محسوس نہیں کرتے، حالانکہ جو نعمتیں انھیں ہم نے دی ہیں ان کی عوض انھیں چاہیئے تھا، کہ اور لوگوں سے زیادہ میری اطاعت اور فرمانبرداری کا دم بھریں، دوسروں سے زیادہ اپنے کاموں کی ذمہ واری محسوس کریں، تو ایسے لوگوں سے تم علیحدہ ہو جاؤ اور انھیں تھوڑی مہلت دو، شاید یہ اتنے عرصہ میں اپنی غلطی پر متنبہ ہو جائیں، اور اپنی سرکشی اور بداخلاقی سے باز آجائیں تو خیر ورنہ ہمارے یہاں ان کے لئے پوری سزا کا سامان مہیا ہے، انھیں عنقریب ان کے کاموں کے برے نتائج آ کر گھیر لینگے، اور انھیں سخت دردانگیز عذاب اٹھانا پڑیگا،،

(۱۲) اِنَّ لَدَيْنَا اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا (۱۳) وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ

بے شک ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور آگ ہے، اور گلے میں اٹک جانیوالا

وَّعَذَابًا اَلِيْمًا (۱۴) يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ

کھانا ہے اور دردناک عذاب ہے، جس دن زمین اور پہاڑ کانپ اٹھیں گے

وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ،،،،

اور پہاڑ بھر بھرے ٹیلے ہو جائیں گے ،،،،

یہ لوگ اگر اس مہلت میں بھی اپنی غلطیوں سے باز نہ آئیں، اور اپنی سرکشی اور بداخلاقی پر اڑے رہیں تو وہ یاد رکھیں کہ جس دن یہ دنیا ختم ہوگی، اور اس کا یہ موجودہ نظم و نسق بدلا جائے گا، جب یہ سلسلہ ٹوٹیگا، اور اس عالم کے سارے بڑے چھوٹے اجسام اپنی اپنی جگہ سے بے ترتیب الگ الگ ہو کر آپس میں ٹکرائینگے، زمین اور پہاڑ پر زوروں کا زلزلہ آئیگا

Marfat.com

اور ان اجسام کے باہمی تصادم سے پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ
ہو کر ریت کے تودہ کی طرح ہو جائینگے، اور وقت آجائیگا کہ دنیا والوں
کو ان کی زندگی کے اچھے اور برے کاموں کے نتیجے ملیں اس دن
ایسے لوگوں کے لئے بیڑیاں ہونگی، اور دہکتی ہوئی آگ، اور کھانے
کیلئے ایسی چیز جو حلق میں پھنس کر رہ جائے گی، خلاصہ یہ کہ ممکن سے
ممکن دردناک عذاب میں انھیں مبتلا ہونا پڑیگا

(۱۵) اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ
بے شک ہمنے تمہارے پاس، ایک پیغمبر تمپر گواہ بنا کر بھیجا ہے
كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (۱۶) فَعَصٰى
جس طرح ہم نے فرعون کے پاس پیغمبر بھیجا، تو فرعون نے اس
فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا،
پیغمبر کی نافرمانی کی، تو ہم نے بہت سخت طریقے سے اُسے پکڑا،

اے لوگو! یہ پیغمبر جسے تمہارے پاس ہمنے تمہاری بھلائی اور ہدایت
کے لئے بھیجا ہے، اور جو تمہارے تمام اعمال وافعال پر قیامت کے
دن گواہی دے گا، اس کی مثال بالکل موسیٰ پیغمبر کی طرح ہے
جسے ہم نے فرعون اور اس کی قوم کی ہدایت کیلئے بھیجا، تو اب تم دیکھلو
کہ فرعون نے موسیٰ کے ساتھ کیا سلوک کیا، اور پھر اس کا کیا نتیجہ
اس کو ملا، فرعون نے موسیٰ کو اسی طرح جھٹلایا جس طرح تم اس پیغمبر (محمد)
کو جھٹلاتے ہو، پھر خدا نے فرعون کو اسی دنیا میں وہ سزا دی جو ساری
دنیا جانتی ہے، اور آج تک خود وہی فرعون یعنی اس کا مردہ جسم
دنیا کی عبرت اور نصیحت کے لئے دریا سے نکالا گیا ہے، اور مصر کے

Marfat.com

عجائب خانہ کے اندر موجود ہے، سب آنکھ رکھنے اور دل رکھنے والے دیکھکر آج بھی نصیحت اور عبرت حاصل کرتے ہیں، اگر تم لوگ اپنی غلطیوں سے باز نہ آؤ گے، اپنی سرکشیوں اور بداخلاقیوں سے رجوع نہ کرو گے، اور اس پیغمبر کی روحانی اور اخلاقی تعلیم پر عمل نہ کرو گے تو یاد رکھو کہ تمہارا بھی ویسا ہی انجام ہوگا جیسا فرعون اور اس کی قوم کا ہوا،

(۱۷) فَكَيْفَ تَتَّقُونَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ

اگر تم کفر کرو گے تو اس دن سے کسطرح بچ سکو گے جب وہ

الْوِلْدَانَ شِيْبًا (۱۸) السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ

بچوں کو بڈھا کر دے گا، آسمان اس سے پھٹ جائیگا

كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ،،،،،،،،،،،،،،،،

اس کا وعدہ ہو کر رہے گا ،،،،،،،،،،،،،،،

تم اگر اس صحیح تعلیم کو نہیں مانو گے، اور اپنی فطرت کے ممکن کمال کو پورا کرنے کے لئے اس پیغمبر کی تعلیم کو قبول کر کے اس پر عمل کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو گے، اور اپنی بداخلاقی سے توبہ کر کے انسانیت کے فرائض کو پورا کرنے کے لئے تیار نہ ہو گے، تو بتاؤ کہ اس دن اپنے بُرے اعمال کے بُرے نتیجوں سے کس طرح محفوظ رہ سکو گے، جس دن کی ہیبت اور جس دن کے عظیم الشان ہولناک واقعات بچوں کو بھی خوف و ہراس جزع و فزع، ہول و دہشت سے بوڑھا بنا دینگے، جن کا ہولناک منظر شیروں کے پتوں کو بھی پانی کر دینے والا ہوگا جس کی وجہ سے آسمان اور سیارات پھٹ کر ٹکڑے ہو جائینگے، اس دن

Marfat.com

تم عذاب سے کس طرح محفوظ رہ سکو گے، جزا و سزا کے متعلق خدا نے جو وعدہ کیا ہے، اور جو کچھ اس نے خبر دی ہے سب ہو کر رہے گا، اس لئے تم اپنا انجام سوچ رکھو، اور فرعون کے انجام پر غور کر کے اب بھی متنبہ ہو جاؤ،

(۱۹) اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا

بیشک یہ ایک یاددہانی ہے تو جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کرے

پیغمبر کو چند احکام دے کر ان کے مخالفین کو ان کے آئندہ بد انجام سے ڈرایا گیا، اور اب ان کو اصل مقصد یعنی قرآن کی تعلیم پر غور کرنے اور اس سے نفع حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، کیونکہ جو شخص اپنے سینہ میں ایک منصف دل اور سر کے اندر عقل سلیم رکھتا ہو اور وہ دنیاوی زندگی کے کاموں کے لئے نتیجے کو اور جزا و سزا کو ضروری سمجھتا ہو، اور قیامت کے متعلق جن واقعات اور حالات کی خبر قرآن دیتا ہے اور پھر جس معقول اور مدلل طریقہ سے اسے بیان کرتا ہے، اس سے اتفاق رکھتا ہو، ایسے شخص کیلئے کوئی دستور العمل اور کوئی اعلیٰ قوانین کا مجموعہ قرآن سے عمدہ نہیں مل سکتا، اسے چاہیئے کہ اپنے بغض و عناد سے اپنے قومی یا ملکی، یا مذہبی تعصب سے الگ ہو کر، محض اپنی عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کی روشنی میں قرآن کا مطالعہ کرے، اور دیکھے کہ قرآن ساری دنیا اور روئے زمین کی ساری آبادی کے لئے یکساں ایک نصیحت ہے اور انسان کے ممکن فطری کمالات کو حاصل کرنے کا صحیح راستہ انسان کو یاد دلاتا ہے، جو شخص اپنی زندگی کے اصل مقصد کو

Marfat.com

پورا کرنا چاہے، جو شخص اپنے اعمال کی ذمہ واری کا احساس کرتا ہو، اور اپنی موجودہ اور آئندہ زندگی کو کامیاب اور ترقی یافتہ بنانے کا خواہشمند ہو، ایسے شخص کے لئے روئے زمین پر قرآن سی عمدہ کوئی دستور العمل اور قرآن سے عمدہ کوئی مجموعۂ قوانین نہیں،

(۲۰) اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ

بے شک تیرا رب جانتا ہے کہ تو قریب قریب دو تہائی

ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ

یا نصف یا تہائی رات کے کھڑا رہتا ہے اور جو لوگ

الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ

تیرے ساتھ ہیں ان میں سے بھی کچھ لوگ، اور اللہ ہی رات اور دن کا

عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا

اندازہ کرتا ہے، وہ جانتا ہے کہ تم اسکو ہرگز نباہ نہ سکوگے تو جتنا آسان ہو

تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ

اتنا قرآن پڑھ لیا کرو، وہ جانتا ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ

مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ

بیمار ہونگے، اور کچھ لوگ زمین میں سفر کرینگے،

يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ

اللہ کا فضل تلاش کرتے ہونگے، اور کچھ اور لوگ اللہ کی راہ

فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ

میں لڑتے ہونگے، تو جتنا آسان ہو اتنا قرآن پڑھ لیا کرو،

Marfat.com

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ

اور نماز پر قائم رہو اور زکوۃ دیا کرو، اور اللہ کو

قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ

قرض حسنہ دو، اور اپنے لئے جو اچھا کام تم آگے بھیجو

مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ

وہ اللہ کے یہاں پا لوگے،

خَیْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ

بہتر اور اجر کے اعتبار سے بہت بڑا ہے اور اللہ سے مغفرت مانگو،

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ؏ ،،

بیشک اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے،،

یہ اس سورت کی اخیر آیت ہے، جس میں پیغمبر کو اور تمام مسلمانوں کو قرآن پڑھنے، اور اس پر غور کرنے اور راتوں میں اطمینان کی ساتھ نماز پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے، اور زندگی کے اعلیٰ مقاصد یعنی خدا اور مخلوقِ خدا سے عمدہ تعلقات اور عمدہ برتاؤ کرنے کی دو عمدہ صورتوں یعنی نماز اور روزہ اور عموماً اچھے کاموں کا حکم دیا گیا ہے،

اسے پیغمبر! تمہارے پروردگار کو خوب معلوم ہے کہ تم اور تمہارے ساتھ اور بھی چند مسلمان دو تہائی رات اور آدھی رات اور تہائی رات کے قریب قریب روزانہ اس کے آگے نماز میں کھڑے ہوتے ہیں، اور رات اور دن دونوں خدا ہی کے انداز سے اور مقرر کرنے کے موافق ہیں، خواہ تم

رات میں اسے یاد کرو یا دن میں اس کے نزدیک سب یکساں ہی
خدا کو معلوم ہے کہ تم ہمیشہ بلا ناغہ اس پر عمل در آمد نہیں کر سکتے
اس لئے اس نے تم پر رحمت کے ساتھ رجوع کیا اور اس
حکم میں تخفیف کر دی ہے، وہ کوئی خاص مقدار قرآن کی مقرر
نہیں کرتا (۱) جتنا قرآن تمہارے لئے پڑھنا آسان ہو رات کی نماز
میں پڑھ لیا کرو، علاوہ ازیں خدا کو یہ بھی علم ہے کہ تم میں سے
بعض لوگ بیمار ہونگے بعض تجارت وغیرہ کی غرض سے سفر میں
ہونگے، بعض راہ خدا میں جہاد کیلئے باہر ہونگے، اس لئے رات کیوقت
تہجد اور اس کے اندر قرآن تلاوت کرنے کے لئے نہ کوئی خاص
وقت مقرر کیجاتی ہے نہ کوئی خاص مقدار قرآن تلاوت کرنے کی
مقرر ہے، اس لئے جتنا تم کو آسان ہو، اتنا قرآن پڑھو (۲) اور
نماز پر نہایت پابندی کے ساتھ قائم رہو، (۳) زکوٰۃ برابر
دیتے رہو، کیونکہ تمہاری زندگی کے دو اعلیٰ مقاصد ہیں، خدا سے
عمدہ تعلق رکھنا، مخلوق کے ساتھ عمدہ برتاؤ کرنا، خدا کو
یاد کرنے، اور اپنی بندگی اور عاجزی اور احتیاج کو پیش نظر
رکھتے ہوئے خدا کی کبریا وجبروت کے آگے جھک جانے کی عمدہ
اور بہترین صورت نماز ہے، جس میں دل اور زبان اور ہاتھ
پاؤں اور تمام اعضا سے اپنی عاجزی اور بندگی اور خدا کی کبریا
جبروت وجلال کا اقرار و اظہار ہوتا ہے، اور مخلوق کے ساتھ عمدہ
تعلق اور عمدہ برتاؤ کرنے کی عمدہ اور باضابطہ اور قانونی،
صورت زکوٰۃ ہے، جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ خوش حال

Marfat.com

اور متمول لوگ غریب اور ضرورتمند لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے سالانہ مقررہ چندہ دیں، اور یہ سالانہ چندہ ایسا ہے جس کے ادا کئے بغیر کوئی شخص مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں یعنی مسلمان اور قرآن پر ایمان لانے والا وہی شخص ہو سکتا ہے جو مقدرت رکھنے کی صورت میں پابندی کے ساتھ سالانہ زکوٰۃ ادا کرتا رہے، یہ زکوٰۃ تو چندہ ہے جو لازمی ہے، (۴) اس کے علاوہ بھی تم کو چاہئے کہ وقتی اور فوری ضرورتوں کے موقعہ پر ہمیشہ مال خرچ کرتے رہا کرو، فرض کرو کہ کوئی قومی یا شخصی ضرورت ایسی پیش آجائے کہ مقررہ زکوٰۃ کی مقدار اس کے لئے کافی نہ ہو، تو ایسی صورت میں زکوٰۃ کے علاوہ خرچ کرنا پڑیگا، اور اس کو ضائع نہ سمجھو بلکہ اس کا پہلا نفع تو یہ ہوگا کہ تمہاری وہ قومی یا قوم کے کسی خاص فرد کی شخصی ضرورت رفع ہوگی، اور خصوصیت کے ساتھ تمہیں اس کے عوض میں خدا کے یہاں نعمتیں ملینگی تو یوں سمجھو کہ یہ مذزاً تم خدا کو قرض دے رہے ہو، جس کی عمدہ طریقہ سے واپسی تمہارے لئے خود اس مال سے زیادہ مفید اور بار آور ہوگی، اور صرف مال خرچ کرنا ہی نہیں بلکہ جو کوئی عمدہ کام تم اس زندگی میں کر جاؤگے سب تمہیں خدا کے یہاں عمدہ اجر کی صورت میں ملیگا، بلکہ جو اجر یا عوض یا نتیجہ تمہارے کسی کام کا، کسی کوشش کا یہاں ملتا ہے، خدا کے یہاں کا اجر جو آئندہ زندگی میں تمہیں ملیگا اس سے کہیں عمدہ اور کہیں زیادہ ہوگا، تو اب تمکو چاہئے کہ اپنے اُن فرائض یعنی رات کی نماز تہجد میں قرآن پڑھنا، نماز پر پابند رہنا

زکوٰۃ دینا، اس کے علاوہ بھی وقتی ضروریات میں راہ خدا میں بھی خرچ کرتے رہنا، ان فرائض کے پورے طرح پابند رہو، پہلے کام سے تمہیں اطمینان اور سکون کے ساتھ خدا سے خلوص پیدا کرنے اور قرآن پر اچھی طرح غور کرنے کا موقعہ ملیگا، اور پھر تم اپنے اخلاق، اور تمدن اور معاشرت کی اصلاح میں قرآن کی تعلیم سے مدد حاصل کر سکوگے، دوسرے کام سے تمہیں روزانہ پانچ وقت خدا کی دربار میں حاضر ہو کر اپنی بندگی کی شان ملحوظ رکھکر زندگی کو کامیاب طریقہ سے بسر کرنے کے لئے سیدھی راہ پر چلنے کی التجا کا موقعہ ملیگا، پھر اس کے ساتھ ہی قرآن تلاوت کرنے سے براہ راست خدا کے احکام تمہیں ملینگے، اور جب روزانہ پانچ وقت تم اس طرح خدا سے عرض معروض کروگے اور اس کے احکام اسی کے الفاظ میں سنوگے تو ممکن نہیں کہ اس پُر اثر تعلیم سے متاثر ہو کر تم نہایت با اخلاق اور پاکیزہ انسان نہ بن جاؤ، تیسرے کام سے یہ ہوگا کہ اپنی قومی حالت کے سنبھالنے اور درست اور قوی کرنے میں تمہیں بڑی آسانی ہوگی، اس سالانہ زکوٰۃ کے چندے کی کثیر مقدار عموماً تمہارے بہت سے قومی ضرورتوں میں صرف ہوگی، غریب اور محتاج لوگ جو اپنے فقر و افلاس کے باعث بداخلاقیوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور بالآخر ننگِ قوم بن جاتے ہیں، ان کی امداد اس سے ہو سکے گی، یتیم خانے اس سے قائم ہونگے جس کی وجہ سے تمہارے قوم کے وہ ہونہار پودے جو آگے چل کر قومی کشتی کے ناخدا بننے والے ہیں، بے تعلیم اور بے تربیت

Marfat.com

رہکر قوم کے لئے مضر اور معطل عضو ہونے کی بجائے مفید اور
قومی رہنما بن سکینگے، اس قسم کے بہت کام ہیں جن کو با حسن
وجوہ پورا کرنے میں زکوٰۃ سے باضابطہ دائمی مدد ملے گی، چوتھا کام
بھی قوم کی بڑی اور خوری ضرورتوں کے پوری کرنے کے لئے ہے،

(۵) ان چاروں کاموں کے بعد پانچواں کام یہ ہے کہ اب تم نہایت
ہشیاری اور بیدار مغزی کے ساتھ اپنے یہ فرائض پورے کرتے
رہو، اور اگر انسانیت کی کمزوری کیوجہ سے کہیں بھول چوک واقع ہو،
یا کوئی غلطی تم سے سرزد ہو جائے، یا کسی کوتاہی اور سستی میں پڑ جاؤ،
تو خدا سے اس غلطی کی معافی مانگو اور قوت عمل کی توفیق، کہ وہ
غلطیوں سے درگذر کرنے والا، نہایت مہربان آقا ہے،

Marfat.com

سورۂ مدثر

مکی ۵۶ آیتیں

(۱) گذشتہ سورت میں پیغمبر کو حکم دیا گیا تھا کہ راتوں میں تہجد پڑھا کرو، اور اس میں خوب غور اور اطمینان کے ساتھ قرآن پڑھا کرو اور رات کو اس کام کے لئے مخصوص کرنے کی یہ وجہ بتائی گئی تھی کہ رات کے وقت غور و فکر کا عمدہ موقع ہوتا ہے اور دن کیوقت تمھیں دوسرے کام ہیں اس سورت میں پیغمبر کو دن کے کام اور اس کے لوازمات کا حکم دیا گیا ہے،

(۲) عام مکی سورتوں کی طرح اس میں بھی قیامت اور دوزخ کی دردناک سزاؤں کا منظر پیش کیا گیا ہے اور ان بُرے لوگوں کو ڈرایا گیا ہے جو یہ سزائیں بھگتیں گے اور پیغمبر کو ان لوگوں سے الگ ہو جانے کا مشورہ دیا گیا ہے، بیعنیہٖ یہی طریقہ گذشتہ سورت میں بھی اختیار کیا گیا تھا اس میں پیغمبر کی تکذیب سے ڈرایا گیا تھا اور اس میں قرآن کی تکذیب سے ڈرایا گیا ہے،

(۳) گذشتہ سورت میں نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا گیا تھا اور اس سورت میں یہ دکھایا گیا ہے کہ دوزخ میں جانے والے وہی لوگ ہونگے جو نماز پڑھنے والے اور غریبوں کی ضروریات پورے کرنے والے اور روز جزا و سزا کو ماننے والے نہیں،

(۴) گذشتہ سورت کیطرح اس میں بھی قرآن کی تعلیم پر غور کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے ان چاروں باتوں سے گذشتہ سورت اور اس سورت کا باہمی تعلق و ربط اور ساتھ ہی ان دونوں سورتوں کا موضوع ظاہر ہو گیا اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو گیا کہ دونوں سورتوں میں طرز بحث اور پیرایۂ بیان اور ترتیب مضامین جدا جدا ہیں،

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(۱) يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (۲) قُمْ فَاَنْذِرْ (۳) وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ

اے چادر اوڑھنے والے! اٹھو اور ڈراؤ، اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر

(۴) وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (۵) وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (۶) وَلَا

اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھ اور پلیدگی سے الگ رہ اور احسان

تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ (۷) وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ

نہ جتا کہ زیادہ حاصل کرے گا اور اپنے رب کے لئے صبر کر

اے پیغمبر اٹھ کھڑے ہو، تیار ہو جاؤ اور کام شروع کر دو، تمہاری قوم جس بری حالت میں ہے، جن برے کاموں میں مبتلا ہے، جن غلط اور بیہودہ خیالات میں مست ہے، اسے اس کے برے نتیجے اور برے انجام سے ڈراؤ اپنے پیدا کرنے والے، پرورش کرنے والے آقا کی بڑائی بیان کرو، جو اس سے ناآشنا ہیں انھیں اس کبریائی و جبروت کا حال سناؤ، جو اسے بھول بیٹھے ہیں انھیں اس کا نام یاد دلاؤ، یہ تو دوسروں کے لئے کرو، اور جب تم اس بڑے آقا کے نام کے لئے کھڑے ہوئے ہو، جب تمہاری زبان اس کے نام کی بڑائی بیان کرنے کی خدمت سے معزز کی گئی ہے، جب تمہارا دل اس بڑے آقا کی تسبیح و تقدیس سے معمور ہے تو تمہیں لازم ہے کہ اپنے ظاہر اور باطن، جسم اور دل، اوپر کے کپڑے اور اندر کے خیالات کو بالکل پاکیزہ مطہر بناؤ، ظاہری لباس بھی صاف اور ستھرا اور پاکیزہ ہو، اور دل بھی بت پرستی، اور ہر قسم کے غلط خیالات، بیہودہ عقائد، ناپاک ارادوں اور خبیث و رذیل نیتوں سے بالکل مصفا، مجلّٰی، مطہر اور پاکیزہ رہے اور جو لوگ تمہاری بات مان لیں جنھیں تم راہ راست

Marfat.com

پرے آئے ہو، یا اس کے علاوہ اور کسی قسم کے احسانات تم نے کیے ہیں
تو ان لوگوں پر کبھی اپنا احسان نہ جتاؤ تم جو کسی کو اچھی بات بتاؤ، یا تمہارے
بتانے اور سمجھانے سے کسی کو نفع ہو، تو اس پر تم خدا کا شکر ادا کرو، کہ
اس نے محض اپنی رحمت و کرم سے تمہیں اس کی توفیق دی، اس سے
خدا تمہیں زیادہ ترقی عطا فرمائے گا، جو نعمتیں تمہیں اب تک اس دربار
سے ملی ہیں اس سے اور زیادہ ملیں گی، اور لوگوں پر احسان جتانے سے ترقی
رک جاتی ہے یہ ان لوگوں کے ساتھ جن پر تمہارا احسان ہے، اور وہ
لوگ جو تمہیں ستاتے ہیں تمہاری باتیں نہیں مانتے، اور تمہارے مقصد
کی مخالفت کرتے ہیں، ان کی مخالفت اور عداوت، تکلیف دہی، ایذا رسانی
اور ہر قسم کی باتوں پر اپنے خدا کے لئے صبر کرو، تم ان سے بدلہ لینا نہ چاہو، ان
باتوں کو خدا پر چھوڑ دو اور صبر و عزم سے اپنے کاموں میں ثابت قدمی
کے ساتھ لگے رہو، خدا ان مخالفوں سے سمجھ لے گا،

(۸) فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ (۹) فَذٰلِكَ

توجب پھونکا جائیگا صور میں، تو وہ اس دن سخت

يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ (۱۰) عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ

دن ہوگا، کافروں پر آسان نہیں ہوگا،

جب روز قیامت آئے گا، یہ دنیا فنا ہوگی اور صور پھونکا جائے گا
اس دن ان کافروں کو معلوم ہوگا کہ خدا کی نافرمانی، خدا کے بھیجے ہوئے
کی مخالفت، حق کی اشاعت کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے، بداخلاقیوں
میں پڑ کر زندگی کے اصل مقاصد اور اعلیٰ فرائض سے غافل ہو جانے کا
کیا مزہ ہے، وہ عظیم الشان دن ان لوگوں کے لئے نہایت سخت ہوگا،

Marfat.com

اور آج یہ اپنے آپ کو درست نہ کرینگے اور اپنی اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہونگے تو انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کی یہ بداعمالیاں بغیر رنگ لائے نہ رہیں گی اور ایک دن ضرور انھیں اپنے ان کیئے ہوؤں کا مزا ملے گا،

(۱۱) ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا (۱۲) وَّجَعَلْتُ

تو مجھے اور اسے چھوڑ دے جسے میں نے اکیلا پیدا کیا، اور اسے

لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا (۱۳) وَّبَنِیْنَ شُهُوْدًا (۱۴) وَّمَهَّدْتُّ

بہت مال دیا، اور بیٹے جو موجود ہیں، اور اس کے

لَهٗ تَمْهِیْدًا (۱۵) ثُمَّ یَطْمَعُ اَنْ اَزِیْدَ (۱۶) كَلَّا

لئے میں نے سامان کیا، پھر وہ امید کرتا ہے کہ میں اسے زیادہ دوں، ہرگز نہیں

اِنَّهٗ كَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًا (۱۷) سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا

وہ ہماری آیتوں کا مخالف ہے، عنقریب میں اس کو مصیبت کی تکلیف دونگا

(۱۸) اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ (۱۹) فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ

کیونکہ اس نے سوچا اور اندازہ لگایا، تو وہ غارت ہو اس نے کیسا اندازہ لگایا

(۲۰) ثُمَّ قُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ (۲۱) ثُمَّ نَظَرَ (۲۲) ثُمَّ

پھر وہ غارت ہو اس نے کیسا اندازہ لگایا، پھر اس نے دیکھا، پھر اس نے

عَبَسَ وَبَسَرَ (۲۳) ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ (۲۴) فَقَالَ

تیوری چڑھائی اور منہ بنایا، پھر وہ پیٹھ پھیر کر چل دیا اور اکڑ گیا، تو اس نے کہا کہ

اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ (۲۵) اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ

یہ محض ایک جادو ہے جو نقل ہوتا آرہا ہے، یہ محض انسان کا قول ہے

اے پیغمبر! تم چھوڑ دو، ہم ایسے شریر انسان سے بھگت لینگے، جسکو

Marfat.com

میں نے ہی پیدا کیا اور ساتھ ہی دنیاوی مال و اسباب میں اس کو پورا حصہ دیا، اولاد بھی اسے دیے جو اس کے سامنے ہیں، اور مال و اولاد کے علاوہ ہر طرح کے ساز و سامان، عزت و حشمت وغیرہ وغیرہ ساری دنیاوی عمدہ لوازمات اس کو دیے اور اس کی سرکشی دیکھو کہ میری ہی آیتوں کی مخالفت کرتا ہے میری ہی باتوں کا انکار کرتا ہے، میرے ہی بھیجے ہوئے پیغمبر کو جھٹلاتا ہے اور اس پر پھر چاہتا ہے کہ ہم اسے اور زیادہ نعمتیں دیں!

یہ — کبھی نہیں — ہو سکتا، اول تو خدا کی نافرمانی، اس کی باتوں کا انکار اور پھر اس پر ہم سے مزید نعمتوں کی امید! یہ اس کا سودائے خام ہے، ہم عنقریب اسے نہایت مشقت اور مصیبت میں مبتلا کرینگے، اور اسکی ان سرکشیوں کے بدلے میں رنج و مشقت کے عذاب کا پہاڑ اس پر توڑینگے ذرا اس کی سرکشی تو دیکھو، کہ قرآن کی آیتیں اسے سنائی جاتی ہیں تو سوچ اور فکر میں پڑ جاتا ہے اور دل ہی دل میں ان کے متعلق اندازے لگاتا ہے، کمبخت ہلاک ہو! کس طرح ان آیتوں کے متعلق برے خیالات دل میں قایم کرتا ہے اور کسقدر غلط اندازہ لگاتا ہے، پھر کمبخت ہلاک ہو! کس قدر جرأت اور بے پروائی کے ساتھ ان آیتوں کی شان کے خلاف اپنے دل میں بیہودہ اور لغو اندازہ کرتا ہے، پھر آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگتا ہے، پھر اس کے تذبذب کی یہ حالت ہے کہ کبھی منہ بناتا ہے، کبھی چیں بہ جبیں ہوتا ہے پھر پیچھے ہٹ جاتا ہے، پھر اپنے غرور اور تکبر میں آکر یہ کہتا ہے کہ یہ تو پرانے زمانے کا جادو ہے جو قدیم زمانے سے نقل ہوتا چلا آرہا ہے، یہ تو محض انسان کی باتیں ہیں، خدا کا نازل کیا ہوا نہیں ہے، بلکہ لوگوں کے جی کے گھڑے ہوئے قصے ہیں، خدا کی آیتوں کو سن کر

وہ اس طرح پیش آتا ہے اور اس قدر جرأت اور بے باکی کے ساتھ وہ نہ صرف ان آیتوں کے ماننے سے انکار کر دیتا ہے بلکہ ساتھ ہی یہ بیہودہ اور لغو خیال ظاہر کرتا ہے کہ یہ در اصل خدا کی کتاب ہی نہیں،

(۲۶) سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ (۲۷) وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ

عنقریب میں اسے دہکتی ہوئی آگ میں داخل کرونگا، اور تجھے کیا خبر کہ دہکتی ہوئی

(۲۸) لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ (۲۹) لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ،،،،

آگ کیا ہے، وہ نہ باقی رکھتی ہے نہ چھوڑتی ہے، انسان کو جھلس دیتی ہے

ہم عنقریب ایسے سرکش، ناشکرا و احسان فراموش، کو دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ میں داخل کرینگے، تم جانتے ہو اس دہکتی ہوئی آگ کی کیا حقیقت ہے؟ وہ معمولی آگ نہیں ہے اس کی شدت اسقدر ہوگی کہ ذرہ برابر بھی جلانے سے نہ چھوڑے گی، انسان کے جسم کو اسطرح جلادیگی کہ وہ جل کر راکھ نہیں ہو جائیگا بلکہ پگھلے ہوئے دھات کی طرح چمکنے لگے گا، یعنی جل کر انسان کا بدن فنا نہیں ہو جائیگا بلکہ اس جلنے کی تکلیف اور شدت ہر وقت ہر آن ہمیشہ تازہ اور دوگنی ہوتی رہیگی،

(۳۰) عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ (۳۱) وَمَا جَعَلْنَآ

اس پر انیس شخص مقرر ہیں، اور دوزخ کا

اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ

نگہبان ہم نے فرشتوں ہی کو مقرر کیا ہے، اور ہم نے ان کی گنتی محض

اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ

کافروں کی آزمائش کے لیئے کی ہے، تاکہ اہل کتاب یقین کر لیں

اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا،

اور ایمان والوں کا ایمان اور بھی زیادہ ہو جائے

Marfat.com

وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُونَ

اور نہ اہل کتاب کو شک ہو اور نہ ایمان والوں کو

وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالظَّالِمُونَ

اور تاکہ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جو ظالم ہیں وہ کہیں

مَاذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۚ يُضِلُّ بِهٖ مَن يَشَاءُ

کہ ایسی مثل سے اللہ کا کیا مقصد ہے؟

وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ

وہ جسے چاہتا ہے اسے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور تیرے

رب کے لشکروں کو علاوہ اس کے کوئی نہیں جانتا

وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ

اور وہ محض انسان کے لئے ایک نصیحت ہے

اس دوزخ پر انیس فرشتے متعین ہیں، اور انیس کی تعداد جو بتائی گئی ہے یہ بھی ایک امتحان ہے، جو لوگ کام کرتے ہیں اور جن دلوں کو بُری انجام کا خوف ہے، وہ بلا چون وچرا اسے تسلیم کر لیتے ہیں، کہ جو خدا نے فرمایا ہے صحیح ہے، بلکہ دوزخ کی حالتوں کی تفصیل ان کے دلوں میں قوت ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہے، اور ان کا خوف اور بڑھ جاتا ہے اور اسطرح ان کو اپنے فرائض کا احساس اور زیادہ ہو جاتا ہے، پر جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے، جن کے آگے کوئی مقصد پیش نظر نہیں، جو محض کھیل تماشے میں اپنی زندگی برباد کرتے ہیں، ایسے لوگ انیس کی عدد سن کر ضرور کہینگے کہ انیس فرشتوں کا کیا مطلب ہے، اس عدد میں کیا خصوصیت ہے، اور اس سے خدا کا کیا مقصد ہے، اور بیسیوں شبہات اور اعتراضات اس میں نکال کر ہنسینگے اور چونکہ ان کے دلوں میں نہ خدا کا خیال ہے نہ دوزخ کا

ڈر ہے، اور نہ اپنے فرائض کا احساس ہے اس لیئے اس سے اُن کے دلوں میں اور کجی پیدا ہوگی اور وہ اپنے انکار اور کفر پر اور مضبوط ہو جائینگے تو دراصل اہل ایمان اور اہل کفر کے لیئے اس تعداد کے ذکر کرنے میں ایک آزمائش ہے، ورنہ اصل تعداد ان تمام فرشتونکی تو اللہ ہی کے علم میں ہے، اور یہاں صرف لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرانے کے لیئے اس کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ جو لوگ ڈر رکھتے ہیں وہ متنبہ ہو جائیں اور اُس دوزخ کے عذاب کا خوف کر کے کام کی طرف متوجہ ہوں،

دنیا کے فنا ہونے اور قیامت آنے پر مناظرِ قدرت کی شہادت

(۳۲) كَلَّا وَالْقَمَرِ (۳۳) وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ

واقعی! قسم ہے چاند کی، اور رات کی جب وہ جانے لگے

(۳۴) وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ (۳۵) إِنَّهَا لَإِحْدَى

اور صبح کی جب وہ روشن ہو جائے، بیشک وہ ایک بہت ہی

الْكُبَرِ (۳۶) نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ (۳۷) لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن

بڑی مصیبت ہے، انسان کے لیئے ایک ڈرانیوالا ہے، اس شخص کے لیے جو تم

يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ،

میں سے آگے بڑھنا یا پیچھے ہٹنا چاہے،

چاند، اس کی مختلف حالتیں، اسکی روشنی کا روزانہ کم و بیش ہونا اور اس کی یہ تغیرات صاف بتا رہے ہیں کہ نہ اس کا یہ نور ذاتی ہے اور نہ اس کے یہ تغیرات اختیاری ہیں بلکہ اس نور اور ان

تغیرات کا سلسلہ کہیں اور سے آتا ہے بلکہ اس سلسلہ کو زیادہ وسعت کی نظر سے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ یہ تمام سیارات اپنی حرکت وسکون میں اپنی روشنی میں، اور اپنے تمام تغیرات وتبدلات میں ایک زبردست قانون کے اندر مسخر ہیں اور ان کے تمام کاموں کا نظام الاوقات (پروگرام) استقلال اچھا ہے، اس قدر اعلیٰ حکمت وتدبیر پر رکھا گیا ہے جس سے زیادہ عمدہ اور زیادہ بہتر صورت ناممکن ہے اور یہ تمام کارخانہ ایک ایسی عظیم الشان قدرت کے ہاتھوں سے انجام دیا جاتا ہے کہ جب سے یہ سلسلہ شروع ہے، اس وقت سے لیکر آج تک کبھی کوئی غلطی کوئی زیادتی کمی یا وقت کی تقدیم وتاخیر نہیں واقع ہوئی ہے رات اور دن کے آنے جانے کے لئے جس فصل اور جس موسم میں جو وقت مقرر ہے کبھی اس سے دیر یا اس میں جلدی نہیں ہوتی ہے تو یہ عظیم الشان کارخانۂ عالم جو ایک عظیم الشان قدرت اور ایک غیر محدود حکمت وتدبیر کی خبر دیتا ہے، صاف کہہ رہا ہے کہ ضرور اس عظیم الشان عالم کا نتیجہ بھی عظیم الشان ہوگا اس زبردست کارخانہ کا انجام بھی نہایت ہی زبردست اور اہم ہوگا اور یقیناً ایک ایسا بڑا دن آئے گا جس میں دنیا کی اس سب سے زیادہ اہم اور ممتاز ہستی یعنی انسان کی زندگی کے حرکات اور سکنات کی پوری پوری جزا وسزا اسے دی جائے،

تو چاند اور اس کے تمام کام اس کی حرکت اور اس کا تغیر وتبدل اور اور دوسرے سیاروں کے ہزارہا چھوٹے اور بڑے کاموں میں سے ایک بڑا کام دن اور رات کا آنا اور جانا جس قدرت اور جس حکمت وتدبیر کی خبر دیتا ہے، صاف بتا رہا ہے کہ وہ عظیم الشان

Marfat.com

دن جو آنے والا ہے واقعی بہت ہی بڑا دن ہے اور جو شخص نیک انجام کی طرف آگے بڑھنے کا اور برے انجام سے پیچھے ہٹنے اور محفوظ رکھنے کا خیال رکھتا ہے، ایسے شخص کے لئے دراصل وہ دن ایک بہت بڑی نصیحت اور ایک بہت بڑی تنبیہ اپنے اندر رکھتا ہے، اس دن کا خیال ایک زبردست ہاتھ ہے جو دوراندیش اور انجام بیں لوگوں کو تمام برائیوں سے روک کر اچھے کاموں کی طرف متوجہ کرسکتا ہے،

(۳۸) كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ (۳۹) إِلَّا

ہر نفس اپنی کمائی کے عوض گروی ہے، مگر

أَصْحٰبَ الْيَمِينِ (۴۰) فِي جَنّٰتٍ يَتَسَاءَلُونَ

دائیں ہاتھ والے، جنتوں میں ہوں گے پوچھ رہے ہونگے

(۴۱) عَنِ الْمُجْرِمِينَ (۴۲) مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ

گنہگاروں سے، کہ کس چیز نے تمہیں دوزخ میں داخل کیا،

جب انسان کو قوتِ علم وعمل دی گئی ہے، جب اُس کو ارادہ اور اختیار دیا گیا ہے اور جب اس کے ساتھ ہی اس کو نیکی، بدی، خیر و شر، اعمال حسنہ اور اعمال سیئہ کی حدیں بتادی گئی ہیں تو اس کو سمجھنا چاہیئے کہ اس کے اعمال اور اسکے افعال و اقوال انجام رکھتے ہونگے، یقیناً اُسے اُن کے نتائج ملیں گے، اور ضرور ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں وہ اپنی دنیا کی کمائی کا ثمرہ پائے، یہ قانون جزا و سزا ایسا نہیں جس سے کوئی مستثنیٰ ہو، بلکہ اس دنیا کا ہر انسان اپنے اعمال کے عوض گروی ہے، اگر اس کے اعمال برے ہیں تو یقیناً وہ برے انجام میں مقید رہے گا، اگر اس نے یہاں اپنی زندگی بھلائی اور نیکوکاری میں نہیں گذاری ہی

تو کوئی صورت نہیں ہے کہ وہ راحت اور آرام، عیش و عافیت دیکھ سکے ہاں جو سعید روحیں ہیں، جو خوش قسمت انسان ہیں، جنہوں نے اپنی زندگی ایسی بسر کی ہے جیسی انھیں کرنی چاہئے اور جنہوں نے اس دنیائے دار العمل میں اچھے اعمال کے بیج بوئے ہیں وہ اس زمانے میں اپنے اس شجرۂ طیبہ (پاکیزہ درخت) کے عمدہ اور بہترین پھل پائینگے، ان کے لئے وہاں وہ راحتیں اور وہ نعمتیں ہونگی، جوان کے دل چاہینگے، اور جو ان کی آنکھیں ٹھنڈی کرینگی، انھیں وہ سرور حاصل ہوگا جس کا پورا تصور کرنے سے یہاں کا دل اور یہاں کی قوت خیالی عاجز اور قاصر ہے، جنتوں میں ہونگے جہاں وہ آرام اور خوشی کی لازوال سلطنت کے خود مختار مالک ہونگے، وہاں وہ مجرموں کو پکارینگے اور دوزخ میں جلنے والوں سے پوچھینگے کہ بتاؤ تمہارا کیا قصہ ہے؟ ایسی بری جگہ تم کس طرح پہونچے؟ کس چیز نے تمہیں یہاں دھکیل دیا، اور وہ کون سے برے کام تم نے کئے تھے، جنہوں نے تمہیں ان ابدی ہلاکتوں اور کبھی نہ ختم ہونے والی دردناک مصیبتوں میں لا ڈالا،

انسان کے دو اہم فرائض

(۴۳) قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ (۴۴) وَلَمْ نَكُ

وہ کہینگے کہ ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے، اور نہ ہم مسکینوں کو

نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ (۴۵) وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ

کھانا کھلاتے تھے، بلکہ حجت کرنیوالوں کے ساتھ حجت کیا کرتے تھے

(۴۶) وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ (۴۷) حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ،

اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے، یہاں تک کہ ہمیں یقین آگیا

وہ کہینگے کہ ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے، خدا کی تسبیح و تقدیس سے ہم

Marfat.com

غافل تھے اس کی عظمت و جلال کے دربار میں سر نہیں رکھتے تھے اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری سے اپنی گردن موڑے ہوئے تھے، مخلوقِ خدا کے ساتھ بھی ہم رحم اور شفقت سے پیش نہ آتے تھے، محتاجوں کو ہم نے کبھی نہ کھانا کھلایا نہ ان کی ضرورتیں پوری کیں، مسکینوں کی حاجت روائی نہ کی اور ان کے ساتھ ہمدردی سے پیش نہ آئے، اور کبھی ان کے دکھ اور درد، ان کی مصیبت اور تکلیف میں بھی شریک نہ ہوئے خلاصہ یہ کہ نہ تو ہم نے اپنے خالق سے عمدہ تعلق پیدا کیا اور نہ اس کی مخلوق کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا، اور انسان کے ان دونوں اعلیٰ فرائض سے ہم ہمیشہ غافل رہے اور کبھی اپنی ان بداعمالیوں کی ذمہ داریوں کا خیال ہمیں نہ آیا، اور صرف یہی نہیں کہ ہم نے اچھے کاموں سے کنارہ کشی کی، اور خدا کی عبادت اور اس کی تسبیح و تقدیس سے غافل رہے اور لوگوں کے ساتھ نیکی نہ کی بلکہ اس سے بڑھ کر ہم نے اور یہ زیادتی کی کہ جب کوئی خدا کا بندہ ڈرانے کے لئے اٹھا، اور جب کوئی خیر خواہ ناصح نصیحت اور فہمائش پر آمادہ ہوا تو ہم نے اس کی باتوں میں کج بحثیاں کیں، اور بد معاشوں کے ساتھ ہو کر اس سے جھگڑنے پر آمادہ ہو گئے اور حتی الامکان یہ کوشش کی کہ اُس ناصح اور اس خیر خواہ کی مخالفت میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑیں، اس کو ایذائیں پہونچائیں، اس کی راہ میں روڑے اٹکائے اور بجائے اس کے کہ اس کی باتوں کو دل لگا کر سنتے اور اسے مانتے اور اس پر عمل کرتے اس سے مباحثہ اور مجادلہ کر کرکے بیہودہ بکواسوں سے اس کی حق کی آواز کو پست کر دینا چاہا اور ساری عمر مہملات اور لغویات و خرافات میں پڑے رہے اور ساری بداعمالیاں اس لئے ہم سے ہوئیں کہ ہم اپنے اعمال کی

Marfat.com

ذمہ واریوں سے غافل رہے اور جزا و سزا کا خیال ہم نے اپنے دلوں سے بھلا دیا اور روز قیامت کے آنے سے انکار کرتے رہے ہم نے اپنی دنیاوی زندگی ہی کو زندگی سمجھا اور اس طرف ہمیں کبھی توجہ نہیں ہوئی کہ جب ہماری ہستی دنیا کی سب سے زیادہ اہم اور اشرف ہستی ہے تو کس طرح ہوسکتا ہے کہ ہمارے اعمال ضائع ہوجائیں گے اور کیونکر ان کے نتائج نہ نکلیں گے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ یہی چند سال کی زندگی آخری زندگی ہوگی اور ہم مر کر بالکل نیست اور نابود ہوجاوینگے پس اسی غلط خیال نے ہمارے دلون کو ہمارے ارادوں اور ہمارے خیالوں کو آزاد بنا دیا اور چونکہ ہم نے جزا و سزا سے انکار کیا اسی لئے ہم نے قانون انسانی سے اپنے آپ کو الگ کر دیا جس کا لازمی نتیجہ نکلا کہ ہمارے اعمال و افعال نفسانی خواہشوں کے تابع ہوگئے اور نیکی بدی میں ہمنے کوئی تمیز نہ کی اور تمام عمر بد اخلاقیوں اور گندگیوں میں پڑے رہے، اور ساری زندگی درندگی اور بہمیت میں گذار دی اور جو کرنا چاہیے تھا نہ کیا، یہانتک کہ آج کا دن جزا و سزا کا دن ہماری آنکھوں کے سامنے آپہونچا اور جس کا ہمیں انکار تھا اور جس آنیوالے واقعہ کو ہم جھوٹ سمجھتے تھے ہمارے سامنے آج آگیا اور جس عظیم الشان دن کو ہم نہ مانتے تھے اس کا ہمیں آج یقین ہوگیا،

(۴۸) فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ،

تو سفارش کرنے والوں کی سفارش ان کے کام نہ آئیگی

تو آج ایسے لوگوں کے لئے وہی ہے جو انہوں نے اپنی زندگی میں کمایا ہے آج انھیں ویسی ہی جزا ملیگی جیسا انہوں نے عمل کیا ہے

Marfat.com

یعنی آج ان کے لئے بجز رنج وغم، مصیبت والم، درد اور دکھ کے اور کچھ نہیں، اب انہیں ہمیشہ کے لئے عذاب کے جہنم میں جانا اور اسے بھگتنا ہے، ان کو یقین رکھنا چاہئے کہ اب ان کے لئے وہاں کوئی حیلہ نہیں اور کوئی ایسی تدبیر نہیں جس سے وہ خدا کے سخت عذاب کے نیچے سے چھوٹ جائیں جبکہ ان کے نامۂ اعمال بالکل سیاہ ہیں، جب انکی پوری زندگی بداخلاقیوں اور بداعمالیوں سے لبریز ہے اور جب ان کی نیکیوں کا پلہ بالکل خالی ہے تو کون سی چیز ہے جو انہیں دوزخ کے عذاب سے چھڑا سکے، وہاں کا فیصلہ محض رحم اور انصاف پر مبنی ہے کسی کی مجال نہیں کہ ان کے لئے سفارش کر سکے، کیونکہ وہاں سفارشیں کام نہیں آتیں، اور نہ جرمانہ دے کر کوئی وہاں چھوٹ سکتا ہے اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسرے کا بوجھ اپنے اوپر لے کر اسے بچالے،

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ،

اور اس دن سے ڈرو کہ کوئی شخص کسی کے کام نہ آئیگا اور نہ اس کے بارے میں کوئی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے کچھ معاوضہ لیا جائیگا اور نہ انہیں مدد پہنچائی جا سکیگی،

(بقرہ)

(۴۹) فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ۝ (۵۰)

تو انہیں کیا ہو گیا ہے کہ نصیحت سے اعراض کرتے ہیں ۝،

كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ۝ (۵۱) فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ،

جیسے کہ وہ جنگلی گدھے ہیں، جو شیر درندہ سے بھاگتے ہیں،،

جب حقیقت اس قدر واضح، اور واقعہ اس قدر یہی ہے تو پھر سخت تعجب ہے کہ اس بہترین نصیحت اور اس سر تا پا خیر خواہی کے مشورے

سے بدک کر بھاگتے ہیں، جیسے جنگلی گدھے شیروں سے بھاگتے ہیں؟ انھیں اس سچے خیرخواہ کی نصیحت آمیز باتوں سے اس طرح کیوں نفرت ہے جسطرح ایک خونخوار دشمن سے نفرت کی جاتی ہے؟ اور وہ خود اپنی بھلائی اور خود اپنی نجات اور فلاح کی تدبیروں سے اسقدر کیوں گریز کرتے ہیں؟ ان کو تو چاہیئے تھا کہ اس بہترین مشورہ کو سنتے ہی سر رکھ دیتے اپنے دل کی زبان سے اس کا خیر مقدم کرتے، اور ایسے سچے ناصح کو اپنے دل میں جگہ دیتے، پر کس قدر حیرت ہے کہ ان کا برتاؤ بالکل اس کے خلاف ہے کیا واقعی وہ عقل و فہم سے جانوروں کی طرح بالکل محروم ہیں؟ جانور میں بھی مفید اور مضر چیزوں کی تمیز کا مادہ ہے، دوست اور دشمن کو پہچانتا ہے اگر وہ گھاس اور پانی کی طرف شوق اور رغبت سے دوڑتا ہے تو اسی طرح نفرت اور خوف سے ایک درندہ شیر کو دیکھکر بھاگتا ہے پس تم اگر مفید نصیحتوں سے نفرت کرتے ہو اور اپنے سچے خیرخواہ اور ہمدرد ناصح سے بھاگتے ہو اور ان باتوں کی طرف رغبت اور شوق سے لپکتے ہو جو تمہارے لیئے سانپ کے زہر اور شیر کے پنجے سے بھی زیادہ مضر اور مہلک ہیں تو یقیناً تم ان وحشی اور بے عقل جانوروں سے بھی

(۵۲) بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُؤْتَىٰ صُحُفًا

بلکہ ان میں سے ہر ایک شخص چاہتا ہے کہ اسے کھلی کتابیں

مُّنَشَّرَةً (۵۳) كَلَّا ۖ بَل لَّا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ

دی جائیں، ہرگز نہیں! بلکہ وہ آخرت سے نہیں ڈرتے

دراصل یہ بات ہے کہ ان کے دل متکبر اور سرکش ہیں ان کے قلوب میں خوف خدا کے لیئے کوئی جگہ نہیں وہ چاہتے ہیں کہ خدا ان کے

Marfat.com

اوپر وحی نازل فرمائے تو مانیں یا یہ چاہتے ہیں کہ خدا خود آکر ان کے کانوں میں کہدے تب تسلیم کریں اگر ایسا ہے تو وہ یقین کریں کہ ان کا یہ انتظار کبھی ختم نہ ہوگا، یہ محض ان کی سرکشی ہے اصل بات یہ ہے کہ وہ آخرت سے بالکل بیخوف ہیں، اور جزاو سزا سے اُن کے دلوں کو انکار ہے، جب ایسا ہی تو پھر کونسا خیال ہو سکتا ہے جو انسان کو اس کے اعمال کی ذمہ داری محسوس

(۵۴) كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ (۵۵) فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ،

ہرگز نہیں! بے شک وہ ایک نصیحت ہے، تو جو کوئی چاہے اُسے یاد کرے

یہ اُن کا خیال فاسد ہے کہ خدا ہر شخص پر وحی بھیجے یا الگ الگ ہر ایک پر کتابیں نازل فرمائے خدا نے جو یہ قرآن نازل فرمایا ہے وہ ایک عام یاد دہانی اور نصیحت ہے کہ تمام عالم کے لئے ہے اور تمام زمانہ کے لئے ہے اس میں کسی کی کوئی خصوصیت نہیں، ہر وہ شخص جو اپنی کامیابی کا خواہاں اور اپنی نجات و فلاح کا متمنی ہو اس سے نفع حاصل کر سکتا ہے

(۵۶) وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ

اور وہ نہیں یاد کر سکتے مگر یہ کہ اللہ چاہے وہی ہے جس سے ڈرنا چاہیے اور وہی مغفرت والا ہے

مگر ہاں اُس سے نصیحت حاصل کرنے کی قوت اور اس سے نفع اٹھانے کی استعداد نہیں ہوتی جب تک خدا نہ دے اسی لئے اے وہ لوگو جو اُس سے نفع اٹھاؤ اور سیدھی راہ پر آجاؤ، خدا ہی کا شکر کرو کہ اسی کی دی ہوئی قوتِ علم و عمل سے تم یہاں تک پہونچے پس اپنے نیک عمل کو دیکھکر اپنی قوت پر مغرور اور نازاں نہ ہو کہ جو کچھ ہے اسی کا دیا ہوا ہے، بلکہ اس سے ڈرتے رہو کہ اسکی قدرت سب کچھ کر سکتی ہے اور اسکی رحمت کے امیدوار رہو کہ بخشش بھی اُسی کے قبضہ میں ہے

نومید مشو کہ رحمتِ حق عام ست + بے خوف مشو کہ خاصگان در بیم اند

سورۂ قیامت

مکی ۴۰ آیتیں

گذشتہ سورت میں پیغمبر کو چند احکام دئے گئے تھے اور مخالفین کو دوزخ کی ہولناکیوں سے ڈرایا گیا تھا اور اس کی عظیم الشانی پر مناظر قدرت سے دلیل لائی گئی تھی اس سورت میں قیامت اور جزا سزا کی ضروری ہونے پر نفس انسانی کی شہادت پیش کی گئی ہے اور پھر زجر و تہدید کے پیرایہ میں خطاب کر کے خدا کی محیط قدرت کا ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد اس دنیا کے فنا ہونے کے وقت کے چند عظیم الشان واقعات کو پیش کر کے بتایا گیا ہے کہ جو لوگ اس واقعہ کو غلط سمجھ کر بطور تمسخر اس کا وقت پوچھتے ہیں انہیں اس وقت اس کی حقیقت معلوم ہو جائیگی پھر پیغمبر کو قرآن کے متعلق چند احکام دئے گئے ہیں اور اس کے بعد بتایا گیا ہے کہ انسان کو جزا و سزا کی حقیقت سے انکار ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دنیا کی نظر فریب اور فانی لذتوں میں اس قدر منہمک ہے کہ زندگی کے اصل مقصد اور اس کے انجام سے بالکل غافل ہو گیا ہے پھر اس کے بعد اچھوں اور بروں کی جو حالت ہوگی اس کا خلاصہ بتایا گیا ہے اور انسان کو وہ آخری وقت یاد دلایا گیا ہے جبکہ اس دنیا سے اس کا کوچ ہوگا اور دنیا کی کوئی قوت موت کے زبردست قوت اس کو بچا سکے گی پھر کہا گیا ہے کہ اے وہ لوگو جن کی زندگی غلط راہ پر گذری جو زندگی کے دو اہم اور اصلی فرض سے غافل رہے تمہارے لئے اب بجز ہلاکتوں اور سختیوں کے آخرت میں اور کچھ نہیں، آخر میں ان

Marfat.com

لوگوں کو جو حشر و نشر کے قائل نہیں ہیں زجر کے طرز میں کہا گیا ہے کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ مر کر معدوم ہو جائینگے اور ان کی زندگی یونہی بے نتیجہ نہ جائیگی ضرور ان کو خدا پھر اُٹھا کھڑا کریگا اس میں شک کرنا لغو اور مہمل خیال ہے جس خدا نے ایک قطرہ ناچیز سے اتنا بڑا مکمل انسان بنادیا ہے وہ یقیناً نہایت آسانی سے انسان کو دوبارہ پیدا کرسکتا ہے،

قیامت کے ضروری ہونے پر نفسِ انسانی کی شہادت

بسم اللہ الرحمن الرحیم،

(۱) لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ (۲) وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَۃِ

نہیں میں قسم کھاتا ہوں روز قیامت کی، اور نہیں میں قسم کھاتا ہوں ملامت کرنیوالے نفس کی

اے وہ لوگو جو روزِ قیامت کو نہیں مانتے جو جزا و سزا کے آنیوالے زمانہ کو تسلیم نہیں کرتے جو اس کی ہنسی اڑاتے اور اس سے انکار کرتے ہو تم ساری دنیا سے قطع نظر کر کے خود اپنی طرف متوجہ ہو اور اپنی اس ہستی کی اندرونی حالتوں پر نظر ڈالو جسے عالم صغیر کہا جاتا ہے یعنی خود اپنے نفس کو دیکھو جو تمہارے اندر کاموں کی طرف رغبت اور نفرت پیدا کیا کرتا ہے، اگر تم اس کی سرشت اور اس کی فطرت پر غور کرو تو بہت واضح طریقے سے تمہیں یہ معلوم ہوگا کہ وہی نفس تمہارے ہر کام پر، ہر بات پر یا تو تمہیں آفرین کہتا ہے یا نفرین کرتا ہے دنیا میں کوئی بد اخلاق ایسا نہیں جو بد اخلاقی کر کے دلی اطمینان اور راحت حاصل کرے یا کوئی نیک انسان ایسا نہیں جس کا نفس نیکی کرنے پر اسے ملامت کرے یا اس پر لعنت بھیجے اگر ایسا کبھی نہیں ہوا ہے کہ کوئی شخص کسی قابل رحم مظلوم پر رحم اور مہربانی کر کے

نادم اور پشیمان ہو تو ایسا بھی کبھی نہیں ہوا ہے کہ کسی نے جانے ظلم اور سرکشی
معصیت و عدوان، اور درندگی و بہیمیت کا ارتکاب کر کے اطمینان
اور سرورِ قلبی حاصل کیا ہو اور اس کے دل نے اس پر ہزاروں لعنتیں
بھیجی ہوں تو پھر یہ کیا ہے، کہ ایک کام جو بظاہر پر لطف اور لذت خیز ہے،
اور گو اُسے برا کہا جاتا ہے، پر اُسے کوئی نہ دیکھنے والا ہے، اور نہ اس پر کسی
انسان کی گرفت یا ملامت کا خوف ہے، اُسکے ارتکاب کرنے والے پر اُسکا
نفس نفرین بھیجتا ہے اور ایک ایسا کام جو صعوبتوں اور مشقتوں سے
بھرا ہوا ہے اور بظاہر نہ اس میں کوئی فوری نفع ہے، اور نہ کسی انسان
سے اس میں عوضِ نیک یا کم از کم زبانی تعریف ہی کی توقع کی جا سکتی ہے
اس کے کرنیوالے کو اس کا نفس شاباش کہتا ہے اور اس کے دل میں
ایسے کام کو کرنے کے بعد خود بخود ایک سرور اور لطف کے جذبات پیدا ہوتے ہیں کیا
کیا یہ حقیقت اپنے اندر ایک عبرت انگیز صدا نہیں رکھتی اور کیا نفس لوامہ
کی یہ ہستی اپنی خاموش آواز میں نہیں بتا رہی ہے، کہ انسان کو فطرت نے
خود ایک ایسی قوت دے دی ہے جو اگر صحیح حالت میں ہو تو ہر کام کے اچھے
اور برے ہونے کا فیصلہ کر سکتی ہے، اور یہ قوتِ ممیزہ اسی لئے دی
گئی ہے کہ انسان اس کے ذریعہ سے نیکی اور بدی میں تمیز کر لیا کرے
پس اس نفس کا یہ فیصلہ اور اچھے کام پر اس کا مبارک باد دینا اور
برے کام پر اس کا نفرین کرنا بتا رہا ہے کہ جزا اور سزا ضروری حقیقت
ہے انسان کا کوئی اچھا اور برا کام جب اچھائی اور برائی سے خالی
نہیں تو یہ بھی ممکن نہیں کہ کوئی اچھا یا برا کام بے نتیجہ اور بے انجام
رہ جائے، اگر نفس کے اس فیصلہ کے بعد بھی جزا و سزا کا ٹل جانا ممکن ہے

اگر اچھے اور برے کاموں کے اچھے اور برے ہونے کے باوجود بھی قصہ جزا وسزا بے معنی حقیقت ہے تو پھر نفس کا یہ فیصلہ جو یقیناً صحیح ہے، غلط ہو جاتا ہے اور کاموں کا اچھا اور برا ہونا ہی بے معنی ثابت ہوتا ہے۔ کوئی حق نہیں کہ کوئی کسی درخت کو اچھا کہے اگر اس کا پھل شیریں نہیں یا کسی درخت کو برا کہے اگر اس کے پھل تلخ ہیں۔ پس آم کا مرغوب ہونا اور نیم کا قابل نفرت ہونا یعنی ایک کی تعریف اور دوسرے کی مذمت خود شہادت دیتی ہے کہ ایک کا پھل پر لطف اور دوسرے کا بد مزہ ہے۔ کیا اس کے بعد بھی جزا و سزا ہر سکنے ضروری ہونے میں کوئی شک ہے یا کیا ایسا بھی روز قیامت کے آنے سے کوئی انکار کر سکتا ہے؟

خدا کی قدرت سے حشر و نشر کا ثبوت

(۳) اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ لَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ''

کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں نہ اکٹھا کرینگے،،،

(۴) بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ،،،

کیوں نہیں! ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کے پور پور درست کر دیں

جب یہ ظاہر ہے کہ اس دنیا میں انسان کے مر جانے کے بعد بھی اس کے کاموں کے آثار باقی رہتے ہیں، اور ان اچھے یا برے کاموں کا سلسلہ کرنے والے کی موت کے بعد بھی دنیا میں جاری رہتا ہے، اور جبتک دنیا کا یہ دور موجود ہے، پوری جزا و سزا کا موقع ہے تو اگر نفس کے فیصلہ کے مطابق جزا و سزا ضروری ہے تو یہ بھی ضروری ہے کہ اس دنیا کی انتہا ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے بعد دنیا تمام انسان زندہ کر کے

Marfat.com

اکٹھے کیے جائیں، اور پھر اپنی زندگی کی کوششوں کے نتیجہ پائیں، تو لے لوگو! جو اس دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرتے ہو، اور اس پر شبہات پیش کرتے ہو، کیا تم خدا کو مانتے ہوئے بھی اس حقیقت سے انکار کرنے کی جرأت کرتے ہو، اور اس کی محیط قدرت کو بھول جاتے ہو، اور یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے تمام دنیا کو زمین و آسمان کو سمندر اور پہاڑ کو اور ایسے عظیم الشان سیاروں کو کہ کچھ بھی نہ تھے پیدا کر دیا، جب ہم میں غیر متناہی قوت ہی تو کیا ہم اس مشتِ خاک — اس انسان کی ہڈیوں کو گو وہ مٹی میں مل کر فنا ہو چکی ہوں، مجتمع کر کے پھر ہڈی نہیں بنا سکتے؟ ہم ضرور ایسا کر سکتے ہیں، بلکہ ہم کو قدرت ہے کہ پھر اس کے جوڑ جوڑ اور پور پور درست کر کے اسے ویسا ہی چلتا پھرتا انسان بنا کھڑا کریں، جیسا وہ پہلی زندگی میں تھا، جب ہمارا علم کامل ہے، تو گو اس کے اجزا کہیں منتشر ہو جائیں، ہمارے علم سے باہر نہیں اور جب ہمیں پوری قدرت ہے تو گو وہ بدل کر کچھ سے کچھ ہو جائیں ہم انہیں جیسا چاہیں جس وقت چاہیں پھر بنا سکتے ہیں،

(۵) بَلْ يُرِيدُ الْإِنسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ (۶) يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ؟

بلکہ انسان چاہتا ہے کہ اپنے آگے بدکاری کر رکھے، وہ پوچھتا ہے کہ روز قیامت کب ہوگا؟

اصل بات یہ ہے کہ انسان چونکہ انجام سے غافل ہے اور چونکہ وہ دنیا میں سرکشی اور رندگی کی زندگی بسر کرنی چاہتا ہے، اس لئے جزا و سزا اور قیامت کے آنے کا ذکر اس کے نزدیک قصہ اور کہانی سے زیادہ اثر نہیں رکھتا، چونکہ عذاب کا خیال اور دوزخ کا ڈر انہیں ان کی نافرمانی اور ناجائز لذتوں سے روکتا ہے، اور ان کی اس قانون شکن زندگی میں

خلل انداز ہوتا ہے اس لئے ان کی طبیعت کبھی غور اور اطمینان سے قصۂ جزا و سزا سننے کی طرف مائل ہی نہیں ہوتی، اور یہی وجہ ہے کہ باوجود اس قدر صاف اور واضح امر ہونے کے اور باوجود اسقدر مدلل اور دلنشین طرز بیان کے یہ بات ان کے دلوں تک نہیں پہونچتی ہے،،،،

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک نہایت ظاہر کھلی اور بدیہی بات جسے ایک بچہ بھی نہایت آسانی سے سمجھتا اور مان لیتا ہے اُسی بات کو ایک بڑا اور سمجھدار، انسان محض نفرت اور غصہ سے اندھا ہو کر نہیں سمجھ سکتا، تو چونکہ انسان نے اپنی زندگی کے لئے کوئی صحیح راہ تجویز نہیں کی ہے اور اُس نے گو اپنی امیدوں اور اپنے خیالات کے پہاڑوں کو سر بفلک بنا رکھا ہے، پر اس نے اب تک اپنی زندگی کا کوئی اعلےٰ مقصد اور کوئی نصب العین نہیں مقرر کیا ہے، بلکہ عموماً سرکش لوگوں نے یہ طے کر رکھا ہے کہ دنیا میں درندے بن کر رہیں، اور انسانیت کے لازمی اور فطری قوانین کو توڑ کر ایک نہایت بیہودہ زندگی بسر کریں اسی لیئے وہ اب تک مسئلہ جزا و سزا پر ٹھنڈے دل سے غور نہ کر سکے ہیں، اور اسی وجہ سے جب قیامت کا ذکر کیا جاتا ہے، اور انہیں اس کے ہولناک واقعات اور درد انگیز سوختنیوں سے ڈرایا جاتا ہے تو اپنے اُن ہی بیہودہ خیالات میں سر اُٹھا کر ہنستے ہوئے پوچھتے ہیں اچھا یہ تو فرمائیے وہ روز قیامت کب آئے گا، اور اس کیلئے کتنے دن باقی ہیں؟ اصل مقصد اس سوال سے اس واقعہ کا انکار کرنا اور اس کی ہنسی اُڑانی ہے، اگر کام کی طرف ان کو توجہ ہوتی، تو اس قسم کے لغو اور بے معنی سوالات نہ کرتے بلکہ اس خبر سے ڈر کر کانپ اُٹھتے اور اپنی ان سرکشیوں سے بالکل باز آجاتے،

Marfat.com

(۷) فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ (۸) وَخَسَفَ الْقَمَرُ (۹)

تو جب آنکھ خیرہ ہو جائے گی، اور چاند میں گہن لگے گا،،

وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ (۱۰) يَقُولُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ

اور سورج چاند اکٹھے ہو جائینگے، اس دن انسان کہے گا کہ بھاگنے

أَيْنَ الْمَفَرُّ،،

کی جگہ کہاں ہے،

ہاں جو لوگ آج قیامت کا وقت پوچھتے ہیں، اور اس کی ہنسی اُڑاتے ہیں، ان پر واضح رہے کہ جب اس دنیا کے فنا ہونے کا وقت آئے گا، اور جب وہ گھڑی آ پہونچے گی جس میں انھیں شک ہے اس وقت ان کی آنکھیں خیرہ ہو جائینگی، تمام موجودہ انتظام توڑ دیا جائے گا اور چاند جو آج چمکدار نظر آتا ہے اس دن بالکل بے نور ہو جائیگا، تمام سیارات اپنے اپنے مدار سے ہٹ جائینگے، ان سیارات کی آپس کی کشش ایک دوسرے کو اپنے اندر جذب کرنا چاہیگی، اور اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آفتاب اور چاند دونوں اکٹھا ہو جائینگے ان عظیم الشان اجسام کے آپس میں ٹکرانے سے تمام چیزیں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائینگی، زمین پھٹ جائیگی، پہاڑ اڑ جائینگے سمندر جو آج لوکروڑ میل کی دوری کے باوجود سورج کی گرمی سے متاثر ہو کر بخارات اوپر بھیجتا ہے اس دن جب آفتاب کی کشش اُسے اپنے قریب کھینچ لے گی، یقیناً کھولکر آگ ہو جائیگا پھر وہ کچھ ہوگا جس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور دل دہل جاتا ہے، اور ہوش فنا ہونے لگتا ہے، پس اس وقت انسان کو اپنے اس سوال کا حقیقی جواب مل جائے گا، اور اسے ساری حقیقت معلوم ہو جائیگی اور اس وقت وہ بدحواس ہو کر پکارے گا کہ ہائے کون سی جگہ ایسی ہے

جہاں بھاگ جاؤں،

(۱۱) کَلَّا لَا وَزَرَ (۱۲) اِلٰی رَبِّكَ یَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ

ہرگز نہیں! کوئی جائے پناہ نہیں، اس دن تیرے خداوند کی طرف ٹھہرنا ہوگا،

(۱۳) یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ،

اس دن انسان کو خبر دیجائیگی جو اس نے پہلے کیا ہے اور جو کچھ اس نے پیچھے چھوڑا ہے

مگر یاد رہے کہ وہاں کوئی بھاگ نکلنے کی جگہ نہیں ہوگی، کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی، وہ دن اسی لئے ہوگا کہ انسان اپنے خداوند کے جلال و جبروت کے دربار میں حاضر کیا جائے اور جو کچھ اس نے اس زندگی میں کمایا ہے جو کچھ اچھے یا برے کام اس نے کئے ہیں سب اس کو معلوم کرا دے جائینگے اور اس کے تمام کارنامے اس کے پیش نظر ہونگے، اور جس آنے والے جزا و سزا سے وہ آج غافل ہے، وہ واقعہ اس کے سامنے آجائیگا، پھر اس دن اس کی یہ سرکشی اور غرور اس کے یہ مال و دولت اور اس کی یہ قوت و سطوت کچھ کام نہ آئیگی، اور وہاں سارے دنیاوی تعلقات بے سود ثابت ہونگے،

(۱۴) بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ (۱۵) وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ،

بلکہ انسان خود اپنے اوپر حجت ہوگا، گو وہ اپنے عذر پیش کرے،

اس دن سارے عذر بے کار ہونگے، انسان خود اپنے اوپر گواہ ہوگا، اُسکے تمام اعمال و افعال، اس کی حرکت و سکون جو اس نے دنیا میں کئے ہیں، اس دن وہاں موجود ہونگے، کیونکہ جب انسان کی آواز موجود رہتی ہے، اور معدوم نہیں ہو جاتی، جب خود انسان کو اتنی قوت ہے کہ اپنی گزشتہ زمانے کی بولی ہوئی بات کو پھر اسی آواز سے سینکڑوں دفعہ سن سکتا ہے تو اس کے اعمال و افعال جو اس کی باتوں اور آوازوں سے زیادہ قوی اور

زیادہ اہم ہیں، کس طرح معدوم ہو سکتی ہیں، یقیناً وہ سب اپنی جگہ پر موجود ہیں، اور خدا جب چاہے انسان کی زندگی کے تمام حرکات کو جو موجود ہیں اس کے سامنے لے آئے گا، پھر خود اس کے ہاتھ پاؤں، اس کی آنکھ اور اس کے تمام قوائے عمل خود شہادت دینگے کہ اس نے دنیا میں کیا کیا، بس اسے معلوم رہنا چاہئے کہ جب خود اس کی ہستی، اس کے اعضا، اور اس نے وہ اعمال جو اس نے کئے ہیں، اس دن اسکے اوپر شہادت دینگے، تو کونسا عذر ہو سکتا ہے، جو وہ اپنی براءت کے لئے پیش کر سکے گا،

(۱۶) لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ (۱۷) اِنَّ عَلَيْنَا

تو اپنی زبان اس کے ساتھ نہ ہلا کہ اس میں جلدی کرنے لگے، اس کا جمع کرنا

جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ (۱۸) فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ

اور اس کا پڑھنا ہمارے ذمہ ہے، تو جب ہم اسے پڑھیں تو تو اسکی پڑھنی کی

(۱۹) ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۱۱

پیروی کر، پھر ہمارے ذمہ اس کا بیان کرنا ہے،

ان آیتوں میں پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) کو جملہ معترضہ کے طریقہ پر ایک خاص حکم دیا گیا ہے، وہ یہ کہ آنحضرتؐ قرآن نازل کئے جانے کے وقت اس خیال سے کہ وہ پوری طرح ذہن نشین ہو جائے، بیچ بیچ میں خود بھی پڑھنے لگتے، خدا نے اس سے منع فرمایا، نزول وحی کے بیچ میں نہیں پڑھتے جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ اس جلدی کی حاجت ہے، قرآن کا جمع کرنا لوگوں کی زبانوں سے اس کا پڑھوانا، اور پھر اس کے معنی اور مطالب کا بیان کرنا سب ہمارے ذمہ ہے، ہم خود بہترین انتظام اس کا کرینگے، تم نزول وحی کے وقت نہایت اطمینان اور غور سے اسے سنا کرو

جب نزول وحی ختم ہو چکے، تو اس کو دہراؤ، اور اس طرف سے پوری طرح اطمینان رکھو، کہ قرآن کی اشاعت اور حفاظت اس کی جمع و ترتیب وغیرہ سب کا ہم وعدہ کرتے ہیں، یعنی یہ کہ ہم ان تمام امور کا پوری عمدگی کے ساتھ انتظام فرمائینگے، لہٰذا اس کو ذہن نشین کرنے کے لئے بیچ میں پڑھتے جانے کی کوئی ضرورت نہیں، جب ہم اسے نازل فرمایا ہے تو ہم تمہارے ذہن میں محفوظ بھی رکھ سکتے ہیں، یہ وعدہ مختصر لفظوں میں ایک اور جگہ بھی ذکر کیا گیا ہے،

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ بیشک ہمنے ذکر کو نازل فرمایا ہے اور بیشک ہم اسکی حفاظت کرنے والے ہیں،

چنانچہ دنیا کی آنکھوں نے دیکھ لیا کہ جس طرح کی حفاظت اس روئے زمین پر اس قرآن کی کی گئی ہے، اور کوئی کتاب نہیں جو اس امر میں اس کی ہمسری کرنے کے لئے سر اٹھا سکے، آج ساری دنیا کو بہ جبر ماننا پڑتا ہے کہ اس قرآن کا ایک ایک جملہ ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف وہی ہے۔ جو محمد نامی پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) پر نازل کیا گیا ہے،

پھر اس کی حفاظت کا خدا نے صرف یہی انتظام نہیں کیا، کہ ہر زمانے میں کثرت سے اس کے نسخوں کی اشاعت ہوتی رہی بلکہ اسکی حکمت بالغہ نے انسان کے صفحۂ دل کو قرطاسِ خدا ساز بنایا، اور شروع اسلام سے لیکر آج تک ہر زمانہ میں دنیائے اسلام کے ہر ہر گوشہ میں اس کثرت سے اس کو زبانی یاد رکھنے والے پیدا ہوتے گئے ہیں، کہ اگر آج خدانخواستہ قرآن کا کوئی مکتوب نسخہ دنیا کے پردے پر نہ ملے تو بھی اسکی اشاعت میں نہ کوئی کمی ہو سکتی ہے اور نہ کوئی اس موقعہ سے نفع اٹھا کر

اس میں رد و بدل کرسکتا ہے، کیونکہ وہ ہر وقت اتنے لاکھوں اور کرڑوں دلوں میں حرف بحرف نقطہ بہ نقطہ شوشہ بہ شوشہ موجود ہے جس کی نظیر دیکھنے سے دنیا کی آنکھ آجتک باوجود اسقدر معمر ہونے کے محروم ہے، اور ساری عمر محروم رہے گی۔ یہ ایک جملہ معترضہ تھا جو وقت کی ضرورت کیوجہ سے بیچ میں لایا گیا تھا اب پھر اصل مطلب شروع ہوتا ہے،

(۲۰) كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ،

ہرگز نہیں بلکہ تم جلدی کی چیز پسند کرتے ہو، اور آخرت کو چھوڑ دیتے ہو،

جب انسان کے تمام حرکات و سکنات اپنی جگہ موجود ہیں اور اس بڑے دن سب کے سب انسان کے سامنے پیش کر دیے جائینگے، اور خود اس کے اعضا اس کے خلاف شہادت دینگے اور کوئی عذر یا کوئی حیلہ وہاں کارآمد ثابت ہوگا، تو پھر انسان کو غفلت کرنے کا کونسا موقعہ ہے، یا سرکشی اور تمرد پر اڑے رہنے کی اس کے دل میں کسطرح جرأت ہے، کیا کوئی سمجھ دار یہ سنکر کہ فلاں جگہ شیر آیا ہوا ہے وہاں جانے کی جرأت کرسکتا ہے یا کیا سخت پیاس میں تڑپنے والے بیتاب پیاسے کو کسی نے دیکھا ہے کہ ٹھنڈے پانی سے بھاگا جارہا ہو، جب ایسا نہیں ہے تو پھر یہ کیا ہے تم عقل اور سمجھ رکھتے ہوئے مفید اور مضر کی حقیقت سمجھتے ہوئے، اچھی باتوں سے گریز کرتے ہو، اپنی آنیوالی دائمی زندگی کی راحت اور کامیابی کے طریقوں کو برتنے سے بھاگتے ہو اور اس راہ پر نہایت خوشی اور اطمینان سے تیز جا رہے ہو جو یقیناً تمہیں ہلاکت اور تباہی، ذلت و ناکامی، درد و عذاب کے دائمی غار جہنم میں پہنچانے والی ہے، اصل بات یہ ہے کہ تم نے ضروری کو غیر ضروری اور غیر ضروری کو ضروری سمجھ لیا ہے، وسیلہ کو مقصد بنا لیا اور اصل مقصد کو تم نے پس پشت

Marfat.com

ڈال رکھا ہے، فانی اور جلد ختم ہو جانے والی دنیاوی لذتیں کہ جو دراصل اسلئے تھیں کہ تم ان سے لطف و نفع اٹھا کر اصلی اور دائمی کامیابی اور فلاح حاصل کرنے کے کام کرو اور ان اسباب و ذرائع سے کام لیکر اپنی ہستی کو اس قابل بنائے رکھو کہ جو تمہارا اصل کار زندگی ہو اسے پوری طرح تکمیل کر سکو، تم نے ان لذتوں میں پڑ کر اپنی ہستی کی حقیقت کو دل سے اس طرح بھلا دیا گیا کہ تمہیں اپنی ضرور آنیوالی موت بھی پیش نظر نہ رہی اور آخرت کے خیال سے تمہارے دل اس قدر ناآشنا ہو گئے کہ جب خدا کی طرف سے ایک یاد دلانے والا تمہارے پاس آیا تو تم نے اس کے خیال کی اس طرح ہنسی اڑائی جیسی ایک نہایت ہی مہمل اور لغو اور بیہودہ بات کی ہنسی اڑائی جاتی ہے پس تم ان حقیقتوں کو دیکھو اور پھر اپنے دردناک انجام کو سوچو اور اپنے حق میں خود فیصلہ کرو کہ تم آخرت میں کس برتاؤ کے مستحق ہو،

(۲۱) وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ (۲۲) اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ،

کتنے ہی چہرے اس دن تر و تازہ ہونگے، اپنے خدا کی طرف دیکھ رہے ہونگے،

(۲۳) وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ (۲۴) تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ

اور کتنے ہی چہرے اس دن بُرے بنے ہوئے ہونگے گمان کرتے ہونگے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ

پس جو لوگ آج اس دنیا میں اپنی حقیقت اور ہستی کو سمجھ کر اپنے فرائض کو پورا کرینگے اور بُرے انجام سے ڈر کر اپنی کامیابی کا سامان کرینگے، وہ اس دن اس آرام میں اور آسائش اور فرحت و مسرت میں ہونگے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی دل کی قوت متخیلہ کی بلند پروازی اس تک پہونچ سکتی ہے، وہ اپنے خداوند خدائے رحمان و رحیم کے لطف دیدار سے بہرہ اندوز ہونگے، جو ایک انسان کی کامیابی کی معراج ہے

اور جنھوں نے یہاں غلطیاں کیں، اور اس پر اڑے رہے اور ساری زندگی خدا کی نافرمانی اور اپنے فرائض سے غفلت میں گذاری، وہ اس دن بری حال میں ہونگے ان کے چہرے بگڑے ہوئے ہونگے اور دردناک عذاب جو انھیں ملنے والا ہوگا اُس کا تصور کرکے ان کا رنگ فق ہو رہا ہوگا، کیونکہ جب ان کی زندگی بُری گذری تو وہاں برے انجام اور درد و دُکھ کے سوا ان کے لئے اور کچھ نہیں، کیونکہ ان کو عقل اور سمجھ دی گئی آنکھیں دی گئیں اور پھر ان سب کے بعد خود انھیں بروقت نصیحت بھی کی گئی سمجھایا بھی گیا، برے کاموں کی سزا سے ڈرایا بھی گیا، اب بھی وہ نہ باز آئے تو وہ بتائیں کہ وہ سزا کے کیوں مستحق نہیں

(۲۵) كَلَّآ إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ (۲۶) وَقِيلَ مَنْ

نہیں! جبکہ وہ (روح) ہنسلی تک آپہونچے گی، اور کہا جائیگا کہ کون

رَاقٍ (۲۷) وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ (۲۸) وَالْتَفَّتِ

جھاڑ پھونک کرنیوالا ہے، اور وہ سمجھ گیا کہ اب جدائی ہے، اور پنڈلی سے پنڈلی چمٹ

السَّاقُ بِالسَّاقِ (۲۹) إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ

جائے، اس دن تیرے خداوند ہی کی طرف چلنا ہو گا،،

جو دنیاوی لذتوں میں یہاں کی جلد فنا ہو جانے والی لذتوں میں منہمک ہو کر آخرت سے، اُس کے عذاب سے، اور دوزخ کی دردناک تکلیفوں سے یعنی اپنے بُرے انجام سے بے فکر ہو گئے ہیں، وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ دنیا اور اُس کے لطف و مزے ہمیشہ کے لئے اُن کا ساتھ دینے والے ہیں یا وہ ہمیشہ ان مزوں سے لطف اندوز ہونگے، ہرگز نہیں! کیا روزانہ سیکڑوں واقعات ان کی آنکھوں کے سامنے ایسے نہیں ہوتے جن سے انھیں عبرت حاصل ہو، کیا انھوں نے کبھی کسی کو مرتے ہوئے نہ دیکھا جو یہ سمجھیں کہ وہ

Marfat.com

خود بھی مرنے والے نہیں ہیں، یا کیا انھوں نے کسی انسان کو اس موت کے زبردست پنجہ سے چھوٹتا ہوا بھی دیکھا ہے جو انھیں اپنے متعلق اطمینان ہے، جب روزآنہ سیکڑوں آدمی مرتے رہتے ہیں، اور خود انھیں بھی اس موت سے سابقہ پڑیگا، اور ایک وقت آئے گا، جبکہ ان کی جان حلق میں آپہونچیگی، اور لوگ ہر طرف سے دوا سے ناامید ہو کر پکارینگے کہ ہائے کوئی ایسا بھی ہے، جو جھاڑ پھونک کر اسے اچھا کر سکے، اور وہ خود سمجھ لینگے کہ بس اب روانگی کا وقت آگیا، اور تمام اعضا بے حس و حرکت ہو جائینگے، تو اس دن اسی خدا کی طرف واپسی ہو گی جس سے زندگی بھر منہ موڑے رہے اور جس کے امر و نہی پر انہوں نے سر نہ رکھا، واقعی اگر انسان صرف اسی موت پر غور کرے تو یہی ایک تازیانہ ہے جو اس کو غفلت کی نیند سے بیدار کر دینے کے لئے اور یہی ایک ناصح ہے جو اس کو دنیا کی ہستی اور اس زندگی کی فانی اور ناپائدار لذتوں کی حقیقت سمجھا دینے کے لئے کافی ہے،

(۳۰) فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى (۳۱) وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى

تو نہ اس نے سچ مانا اور نہ نماز پڑھی، بلکہ اس نے جھٹلایا اور منہ پھیر لیا

(۳۲) ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى (۳۳) اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى

پھر وہ اکڑتا ہوا اپنے گھر چل دیا، تو تجھ پر وائے ہے پھر وائے ہے

(۳۴) ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى،،

پھر تجھ پر وائے ہے پھر وائے ہے،

مگر انسان کی سرکشی دیکھو کہ موت کی اس صدائے ہولناک میں بھی اسکے لئے کوئی نصیحت نہیں ہوتی اور روز کے ان صدہا واقعات میں بھی اسکے سخت دل کے لئے کوئی عبرت نہیں ہوتی اور باوجود اسکے وہ اپنی آنکھ

روزانہ اپنے ہی جیسے لوگوں کو دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوتے ہوئے
دیکھتا ہے پر اپنی موت کی بیکسی کا منظر اس کے پیش نظر نہیں ہوتا اور اس
پیغام نجات ــــ قرآن اور خدا کے بھیجے ہوئے اس خیر خواہ ناصح کو اپنے سر و
اور آنکھوں پر نہیں بیٹھاتا اور اس خدا کی تسبیح و تقدیس نہیں کرتا جس نے
اسے انسان بنایا ہے اور اسکے آگے سجدے میں سر نہیں رکھدیتا جو اس کی
زندگی کی تمام چھوٹی اور بڑی ضرورتوں کو اس کی نافرمانیوں اور سرکشیوں کے
باوجود محض اپنی رحمت سے ہر وقت پورا کرتا رہتا ہے بلکہ وہ خدا کی تعلیم کو
جھٹلاتا ہے اور پیغمبر کی نصیحتوں سے بھاگتا ہے، اور اپنے اس ابلیسانہ عمل
پر خوش ہوکر اکڑتا ہوا گھر چل دیتا ہے گویا کہ موت سے اس نے صلح کرلی ہے
یا گویا فرشتۂ اجل نے اسے اطمینان دلادیا ہے، اور گویا دنیا اس کی دائمی
رفاقت کے لئے ہے، تو اے سرکش اور اے خدا کی کبریا و جبروت سے باغی
انسان تیری سمجھ پر وائے ہے، اور تیرے ہوش و خرد پر افسوس، او تیری عقل پر
لعنت، کہ تو اپنے لئے خود تباہی کا سامان کر رہا ہے اور خود اپنے کو جہنم کی
بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف گھسیٹ رہا ہے،

(۳۵) اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى

کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ بے کار چھوڑ دیا جائے گا،

اے وہ انسان جسے اپنی زندگی کے چند باقی ماندہ دنوں پر اس قدر بھروسہ
اور اطمینان ہے کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ موت تجھے چھوڑ دیگی یا کیا تو یہ سمجھتا ہے
کہ مر کر خدا کے قبضۂ قدرت سے باہر ہو جاویگا یا کیا تیرا خیال ہے کہ تیری اتنی
بڑی اہم زندگی چند سال کی مدت ختم کرکے ہمیشہ کے لئے بالکل معدوم اور
نیست و نابود ہو جائیگی، نیکی اور بدی میں انجام کے لحاظ سے کوئی امتیاز نہ ہوگا

Marfat.com

اگر نیکی اور بدی، نیکی اور بدی ہے اور یقیناً ہے اگر اچھے کام اچھے اور برے کام برے ہیں، اور ضرور ہیں، تو یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ انسان مرکر معدوم ہوجائے اور اسکے نیک و بد عمل کا ممتاز نتیجہ نہ نکلے

(۳۷) اَلَمْ یَکُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی (۳۸) ثُمَّ کَانَ عَلَقَةً

کیا وہ منی کا ایک قطرہ نہیں تھا جو ٹپکا دیا جاتا ہے، پھر وہ خون بستہ بنا پھر

فَخَلَقَ فَسَوّٰی (۳۹) فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَیْنِ الذَّکَرَ

اس نے پیدا کیا پھر درست بنایا، پھر اس سے مرد و عورت جوڑا بنایا ،، ،، ،،

وَالْاُنْثٰی (۴۰) اَلَیْسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِ َالْمَوْتٰی

،، ،، ،، ،، ،، کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مردہ کو زندہ کرے ،،

انسان جو اپنی دوبارہ پیدائش کو بعید سمجھتا ہے، کیا وہ اپنی پہلی پیدائش پر غور نہیں کرتا کیا وہ ایک ناچیز قطرہ نہ تھا جو ایک جگہ ڈال دیا گیا، پھر وہ خون بنا پھر وہ گوشت اور ہڈیوں کا مجموعہ بننے کے بعد انسانی صورت میں ڈھال دیا گیا پھر نظام عالم کی ضرورت کے مطابق اس کو مرد یا عورت بنایا گیا، تو کیا جو خدا اسے قادر و توانا ایک ناچیز قطرہ کو اس حیثیت سے بڑھا کر اشرف المخلوقات کی حیثیت تک پہونچا سکتا ہے، وہ پھر اسی انسان کے منتشر ذرات کو اکٹھا کر کے پھر انسان نہیں بنا سکتا ؟ اور پھر اس میں روح ڈالکر اسے زندہ نہیں کرسکتا ؟ ضرور اور یقیناً نہایت آسانی سے جب چاہے ایسا کرسکتا ہے،

Marfat.com

سورۂ دہر

مکی۔ ۳۱۔ آیتیں

پہلی سورۃ میں قیامت کے چند ہولناک واقعات بیان کئے گئے تھے اس پر دلیلیں دی گئی تھیں اچھوں اور بروں کی اس دن جو حالت ہوگی اس کا مختصر تذکرہ تھا پھر آخر میں خدا کی قدرت سے یہ ثابت کیا گیا تھا کہ انسان کو وہ ضرور دوبارہ پیدا کر سکتا ہے اب اس سورت میں اول انسان کی ہستی کی حقیقت دکھائی گئی ہے اور اس ضمن میں خدا کی قدرت اور اس کے احسان کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اس نے ایک بیمقدار ذرہ کو جامۂ انسانیت پہنا کر اسے سننے اور دیکھنے کی قوت دی، ایسا سننا اور دیکھنا نہیں جیسا حیوانات میں ہے بلکہ وہ دیکھنا اور سننا جس نے اس کو تمام جاندار اور بے جان مخلوق پر افضلیت اور اشرفیت کا امتیاز بخشا اور چونکہ انسان کے مکلف ہونے کی علت یہی بصیرت یا عقل ہے اس لئے وہیں بتا دیا ہے کہ ہم نے اسے یہ قوتیں اسی لئے دی ہیں کہ اس کا امتحان لیں کہ وہ ان قوتوں سے کس طرح کام لیتا ہے پر چونکہ صرف عقل کافی نہیں دنیا کے بیرونی مؤثرات اور خارجی موانع عقل پر اثر ڈال کر اس کو صحیح فیصلہ کرنے سے روک دیتے ہیں اور صحیح راہ اس کی نظروں سے بالکل مخفی کر دیتے ہیں اور وہ اس تاریکی میں پڑ کر نہیں طے کر سکتی کہ سیدھی راہ کدھر ہے اس لئے ضرورت ہے کہ خدا اُسے کوئی روشنی بھی عطا فرمائے وہ روشنی ایسی ہو کہ قدم قدم پر اُسے سیدھی راہ چلنے میں مدد دے، اسی لئے تیسری آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب ہم نے

اسے قوتیں دیں اور آزمائش چاہی تو اسے ہم نے سیدھی راہ بتا دی جس میں چل کر اسے کامیابی کی منزل تک پہونچ جانا چاہیے یہ ہدایت خدا کی وحی ہے جو وہ اپنے برگزیدہ بندوں کے ہاتھ انسان کے پاس بھیجتا رہا ہے اس کے بعد بتایا گیا ہے کہ اب جو کوئی اچھا یا برا عمل کریگا اُسے جزا یا سزا بھگتنی پڑیگی کیونکہ اب کوئی عذر قابلِ سماعت نہیں رہا اس کے بعد پھر اچھے لوگوں کے اُن کاموں کا تذکرہ ہے جن سے وہ کامیاب ہوئے اور پھر تفصیل کے ساتھ ان کے عمدہ انجام کی تصویر دکھائی گئی ہے جب اس طرح انسان کو اس کی ہستی کی حقیقت دکھا کر یہ محسوس کرا دیا گیا ہے کہ اس خدائی امتحان میں کامیابی نہیں ہو سکتی جب تک تم اُسکی بھیجی ہوئی ہدایت پر نہ چلو اور تم عمدہ انجام نہیں حاصل کر سکتے جب تک اپنے دیکھنے اور سُننے کی قوت سے وہ کام نہ لو جس کے لئے یہ قوتیں دی گئی ہیں، تو آخر میں قرآن مجید کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ یہی وہ آسمانی روشنی ہے جو تمہیں اور تمہاری عقل کو سیدھی راہ دیکھا سکتی ہے یہی وہ مکمل اور آخری خدائی نصیحت ہے جو دنیا کی تاریکی میں ایک روشنی ہے جو عقل کے لئے ایک صحیح راہ نما اور قوائے عملیہ کے لئے ایک صحیح راہ بتانے والی ہے، اور جو انسان اپنے خدا تک کامیابی سے پہونچ جانا چاہے، اس کے بتائے ہوئے طریقہ پر چل کر پہونچ سکتا ہے، اور پیغمبر کو حکم دیا گیا ہے کہ تم جو خدا کے مکمل اور آخری پیغام کے حامل ہو، اپنے خدا کے احکام کی اطاعت ان کی تبلیغ، ان کی اشاعت حمایت، ان کی نشر و دعوت میں صبر کئے رہو، ثابت قدمی دکھاؤ، بہتیرے بدمعاش، بدکار اس کی مخالفت کرینگے ان تمام رکاوٹوں اور ان تمام موانع سے بہادرانہ مقابلہ کرو اور اپنے مقصد سے منہ موڑو، اپنا کام کسی

حال میں نہ چھوڑو، اور اس کے بعد حکم ہے کہ انسانی زندگی کے اعلیٰ ترین مقصد یاد خدا سے غافل نہ ہو صبح شام اسی میں لگے رہو، خصوصاً رات میں جب تم اپنے دن کے اہم فرائض سے فارغ ہو تو اپنے خداوند کی یاد میں رات کا اکثر حصّہ گذارو، پھر کہا گیا ہے کہ لوگ غافل ہیں، آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں، ہم سے، ہماری قدرت سے، اپنی ہستی سے ناواقف ہیں تم قرآن لیکر ان کو آدمی بناؤ سمجھاؤ، ابھی وقت ہے کہ وہ راہ پر آجائیں ورنہ جب ہم دیکھینگے کہ پیمانہ لبریز ہو گیا تو ہمیں اس کی قدرت ہے کہ ان کو دنیا سے نیست و نابود کر دیں اور ایک دوسری قوم کو زمین میں اٹھا کھڑا کریں، آخر میں پھر یاد دلایا گیا ہے کہ یہ قرآن محض ایک نصیحت ہے، اور ایک یاد دہانی ہے جو شخص اپنے خداوند کی صحیح راہ اختیار کرنا چاہے اس کے لیئے اس سے زیادہ مفید اور کوئی تعلیم اس زمین کے اوپر موجود نہیں،

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انسان کی ہستی کی حقیقت اور اس کی غرض

انسان کے مکلف ہونے کی وجہ

(۱) هَلۡ اَتٰی عَلَی الۡاِنۡسَانِ حِیۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ

کیا انسان پر زمانے کا کوئی ایسا وقت بھی آیا ہے کہ وہ کوئی

لَمۡ یَکُنۡ شَیۡـًٔا مَّذۡکُوۡرًا (۲) اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ

قابل ذکر چیز نہ تھا، بے شک ہم نے انسان کو ملے ہوئے

مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ ٭ نَّبۡتَلِیۡهِ فَجَعَلۡنٰهُ سَمِیۡعًۢا بَصِیۡرًا

نطفہ سے پیدا کیا ہے کہ ہم اسے آزمائیں پس ہمنے اسے سننے والا دیکھنے والا بنایا،

اے انسان! اے وہ جو دنیا میں اپنے کو کسی چیز سے نیچا نہیں سمجھتا

Marfat.com

اور اے وہ جو بسا اوقات سرکشی سے خدا کے آگے بھی تکبر اور غرور کرنے کی جرأت کرنے لگتا ہے، تو جانتا ہے کہ تیری ابتدا کیا ہے، تیری ہستی کیا حقیقت رکھتی ہے؟ تو اپنی اصل بنیاد کے لحاظ سے کیا چیز ہے؟ کیا ایک طویل زمانہ، کیا ایک غیر محدود وقت تجھ پر نہیں گذرا جس میں تو معدوم تھا جس میں تیری ہستی اور تیری حقیقت ایک لفظ بے معنے تھی! اگر تو کچھ تھا تو وہ تھا جو قابل ذکر نہیں اگر تو تھا تو وہ تھا جو تو نہیں کہلایا جا سکتا تھا تجھ پر ایک زمانہ اس حال میں گذرا کہ تو مٹی کے چند ذرات تھا تجھ پر ایک طویل زمانہ ایسا گزرا ہے کہ تو کسی نباتات کی صورت میں درخت یا پھل یا پھول تھا پھر تو ترقی کرتے کرتے ایک انسان کی غذا بنا اور پھر تو اس سے اس کا جزو بدن بنکر اس میں فنا ہو گیا تیری غیر قابل ذکر زندگی کا ایک بڑا حصہ یہ تھا جس میں تو خدا کی قدرت اور اس کے غیر متناہی فضل و کرم سے ایک ادنیٰ جمادی حیثیت سے بڑھکر ایک انسان کا جزو بدن بن گیا،

پھر تیری موجودہ زندگی کے دور کی ابتدا ہوئی اور تو ایک ذلیل اور ناپاک قطرے کی صورت میں دو مختلف انسان کی بدن سے نکل کر ایک خاص جگہ میں ایک خاص مدت تک کے لئے ٹھہرایا گیا وہاں تجھے کیا غذا ملتی رہی کس چیز سے تیری پرورش ہوئی غور کر کے سمجھ لے وہ منزل دراصل دنیا میں آنے کی تمہید تھی جس میں تو ایک قطرہ سے لوتھڑا گوشت پوست ہڈیوں کا مجموعہ بنا اور رفتہ رفتہ انسانی اعضا انسانی قوی، حس و حرکت، وغیرہ تجھے دی گئی اور تو ایک مدت پوری کر کے اس عالم میں آموجود ہوا،

Marfat.com

یہ تیری ہستی کے ابتدائی دو مرحلے ہیں جن پر تجھے غور کر کے چند باتوں کا فیصلہ کرنا چاہیے۔

(۱) جس خدا نے تجھے اپنی اس حکمت و تدبیر سے مٹی کے چند ذرات سے بڑھا کر انسان ہونے کا تجھے شرف بخشا وہ کتنا زبردست علم رکھنے والا ہے اس کی قدرت کس طرح دنیا کو احاطہ کئے ہوئے ہے اس کی رحمت اور اس کا فضل و کرم تمام دنیا پر اور خصوصاً انسان پر کتنا غیر متناہی اور غیر محدود ہے۔

(۲) جو مخلوق اس حکمت و تدبیر سے پیدا کی گئی ہو اور اس کو اس قدر فضیلت دی گئی ہو کہ دنیا کی تمام مخلوقات اس کے لئے بطور خدام دست بستہ اس کی ہر قسم کی چھوٹی اور بڑی خدمت کے لئے ہر وقت کمربستہ ہوں کیا یہ کوئی عقل مان سکتی ہے کہ اتنی بڑی اہم مخلوق کی زندگی کا کوئی اہم مقصد نہ ہو؟ یا یہ کہ جو انسان دنیا کی مخلوقات میں اس قدر اہمیت رکھتا ہے کیا اس کے متعلق کوئی سمجھدار انسان یہ ماننے کے لئے تیار ہے کہ وہ چند سال کی زندگی ختم کرنے کے بعد بالکل فنا اور ہمیشہ کے لئے معدوم ہو جائے اور اس کی اس افضلیت اور اہمیت کی کل عمر ہی چند سال ہوں؟ حالانکہ اور معمولی ہستیاں اس سے ہزاروں برس قبل سے ہوں اور ہزاروں برس بعد تک رہیں،

(۳) جب اس نے تجھے مٹی کے ذرات سے، ناچیز قطرات سے پیدا کر کے دنیا کی ساری مخلوقات سے جسم میں، صورت اور شکل میں، قوائے علمیہ اور قوائے عملیہ میں بڑھ کر ممتاز اور افضل بنایا تو ضرور یہ اعلیٰ ترین مخلوق کوئی اعلیٰ مقصد رکھتی ہوگی جب اسے دیکھنے کی آنکھ اور سننے کے کان دئے گئے ہیں تو ضرور وہ اسی لئے ہونگے کہ وہ دیکھے اور جو

Marfat.com

خود نہ دیکھ سکے دوسرے دیکھنے والوں سے سنے پر ظاہر ہے کہ دیکھنا اور سننا اصل مقصود نہیں بلکہ وہ اس لئے ہے کہ کسی بات کو دیکھکر یا سن کر اگر وہ اچھی ہو مفید ہو پر لطف ہو تو اسے حاصل کرنے کی کوشش کیجائے اور اگر وہ بری ہو بے لطف ہو تکلیف دہ اور نقصان پہونچانے والی ہو تو اس سے پرہیز کیا جائے پس دیکھنے اور سننے وغیرہ کی قوتیں جو خدا نے انسان کو دی ہیں ان کی ضرورتوں اور ان کے کاموں پر گہری نظر ڈال کر سمجھنا چاہیئے کہ ان کا کیا مقصد ہے ان قوتوں سے کیا کام لینے چاہئیں ان قوتوں کو کس موقعہ پر کس طرح صرف کرنا چاہیئے ان قوتوں کے صحیح استعمال کرنے کا نام انسانیت ہے اور انہیں بیجا زیادتی کمی اور غلط طریقہ سے استعمال کرکے انسان ناکام اور خائب اور خاسر ہوتا ہے ان قوتوں کو صحیح استعمال کرنا ہی اس کی زندگی کا بڑا فرض ہے اور اس راہ میں جو رکاوٹ اور جو مانع سد راہ ہوں ان سے ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کرکے اپنے مقصد کو پورا کرلینا ہی بڑا میدان امتحان ہے جس میں کامیاب ہونے والا انسان ہمیشہ کے لئے کامیاب ہے اور ان رکاوٹوں میں پھنس کر رہجانا مقصد زندگی اور خدا کی دی ہوئی قوتوں کے فرائض سے غافل ہوکر غیر مقصود دُھن میں پڑ جانا اور کسی وجہ سے متاثر ہوکر غلط راہ پر چلنا ہی ناکامیابی ہے،

تو چونکہ خدا کو یہ مدنظر تھا کہ انسان کو پیدا کرکے اس کو دنیا کے میدان میں بھیجا جائے اور جو وہاں رہکر اپنی قوتوں کے اصل مقصد سے غافل ہوجائے اسے سزا دی جائے اور جو اپنی ہستی سے غافل نہو اپنے فرائض کو باوجود بیرونی رکاوٹوں کے پس پشت نہ ڈالے

اس پر انعام فرمایا جائے اس لئے اس نے ان قوتوں سے کام لینے کے لئے سننے اور دیکھنے کی قوتیں بخشیں جن سے انسان دیکھ کر راہ چلے اور جو نہ دیکھ سکے دیکھنے والوں سے سنکر قدم رکھے،

مگر یہاں چیزیں مختلف ہیں بعض وہ ہیں جو ظاہر میں اچھی نظر آتی ہیں اور درحقیقت مفید بھی ہیں یا بری نظر آتی ہیں اور درحقیقت مضر بھی ہیں تو بعض ایسی چیزیں بھی ہیں جو ظاہر میں نظر فریب اور دلخوش کن مگر دراصل سخت مضر، ظاہر میں بدنما بے لطف مگر انجام اور نتیجہ کے لحاظ سے نہایت مفید ہیں اس لئے اس آنکھ اور کان کے علاوہ جن کا کام صرف ظاہری عمدگی اور خارجی حسن و خوبی کو دریافت کرنا ہے اور بس ایک ایسی اعلیٰ قوت کی بھی ضرورت تھی جو آنکھ اور کان کے دریافت کئے ہوئے پر سمجھ سے فیصلہ کرے اور کسی چیز کی اصلی اور حقیقی خوبی تک پہونچ سکے تاکہ جو چیزیں ظاہر میں خوش نظر دل فریب پر درحقیقت مضر اور مہلک ہیں انسان محض کان اور آنکھ کی وجہ سے دھوکہ میں آکر گرفتار نہ ہو بلکہ اپنی اس اعلیٰ قوت سے اس پر پوری طرح غور کرکے اس کی اصل حقیقت سمجھ کر اس کے متعلق فیصلہ کرے اور اس پر کاربند ہو یا کسی ظاہری بدنما یا تکلیف دہ اور بے لطف چیز کو محض اس ظاہری آنکھ اور کان کے فیصلہ کی وجہ سے متنفر ہو کر چھوڑ نہ دے بلکہ اس اعلیٰ قوت سے اس کی تہہ تک پہونچ جائے۔ تو یہی وہ دل کی بینائی اور شنوائی ہے جسے **عقل** کہا جاتا ہے اور دراصل بینا وہی ہے جس کے دل میں یہ بینائی موجود ہو اور اندھا وہی ہے جو اس دل کی بینائی سے محروم ہو قرآن نے ایک جگہ کہا ہے،

آنکھیں اندھی نہیں ہوا کرتیں وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں	فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ

دوا سخت بدمزا اور بے لطف ہوتی ہے اور ظاہری قوت ذائقہ کا فیصلہ اس کے حق میں نفرت اور غصہ کا پہلو لئے ہوئے ہے یا ایک ضعیف اور مریض معدے والے کے لئے لذیذ، مقوی، روغن دار غذا، جو عموماً رغبت کی آنکھوں سے دیکھے جانے کی وجہ سے مریض کی آنکھوں میں بھی نہایت خوشگوار نظر آتی ہے اور اس کی قوت ذائقہ دل سے اس کا خیر مقدم کہنے کے لئے تیار ہے، مگر سوچو کہ دونوں صورتوں میں ظاہری قوتوں کے فیصلے انجام اور حقیقت کے لحاظ سے کسقدر مضر اور مہلک ہیں اور ان دونوں موقعوں میں ظاہری قوت احساس کے فیصلہ کا خلاف کرنا یعنی پہلی صورت میں بے لطف تلخ اور بدمزا دواؤں کا استعمال کر لینا اور دوسری صورت میں ان مزیدار، پر لطف اور مقوی غذاؤں کو سامنے دیکھکر چھوڑ دینا صرف اس اعلیٰ قوت یعنی عقل کا فیصلہ ہے جس کا یہی کام ہے کہ ہر موقع پر انسان کو صحیح رائے دے اور انسان ظاہری قوت بینائی اور شنوائی کے دھوکہ میں نہ آجائے بلکہ ہر کام میں اس کے نتیجہ اور انجام پر غور کر کے اسی انجام کے لحاظ سے اس کام کے اچھے اور برے ہونے کا فیصلہ کرے،

پس یہی قوتِ عقلی ہے جس کی وجہ سے انسان کو مکلف بنایا گیا ہے اور اس کے اعمال اچھے ہوں یا برے ضرور نتیجے اور انجام رکھتے ہیں اور اسی لئے اس کی باز پرس ہوگی،

Marfat.com

وحی اور رسالت

(اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا)

ہم نے اسے راہ دکھادی ہے، خواہ وہ شکر کرنے والا ہو یا ناشکر ہو

مگر ہاں دنیا کے گرم سرد آب وہوا، مختلف زمانہ اور مختلف ملکوں کے مخصوص حالات، مختلف خیالات اور مزاجوں کا تصادم، اور غیر محدود خارجی موثرات ہیں جو انسان پر اپنا اثر ڈال دیتے ہیں، مختلف جماعتوں اور مختلف مجلسوں کی صحبتیں انسان کے دل پر مختلف کیفیتیں پیدا کر دیتی ہیں اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ عقل ان مختلف خیالات اور گرد وپیش کے مختلف حالات کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتی، اور ہار کر غلط فیصلہ کر لیتی ہے، بسا اوقات، اکثر کاموں میں فوری نفع یا ضرر کا مشاہدہ اس کی قوت فیصلہ پر اس قدر گہرا اثر ڈالتا ہے کہ اسکی آنکھیں صحیح راہ دیکھنے سے معذور ہو جاتی ہیں اور یہ مختلف اثرات اس کے لئے گھٹا توپ تاریکیوں کا مجموعہ بن جاتے ہیں جو اس کے سیدھے راستے کو بالکل تاریک بنا دیتے ہیں اور وہ حیران رہجاتی ہے کہ کیا کرے، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ اس کشمکش میں پڑ کر غلط فیصلہ کر بیٹھتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج تم دنیا میں عوام کی عقلوں کو تو کون پوچھتا ہے، بڑے بڑے فلاسفر اور سائنس دان لوگوں کے خیالات کا مطالعہ کرو تم حیرت میں آجاؤ گے جب دیکھو گے کہ ایک کی عقل ایک چیز کے متعلق زمین ہونے کا فیصلہ کرتی ہے تو دوسرے کی عقل اسی کے آسمان ہونے کا فیصلہ، اور پھر دونوں اپنے اپنے خیالات پر دلیلوں اور حجتوں کے ایسے ایسے انبار رکھتے ہیں جو بجائے خود ایک

Marfat.com

کتبخانہ کہلایا جانے کے مستحق ہیں یونان کے فلاسفروں سے لیکر متمدن اور چشمۂ علم وعقل یورپ اور امریکہ کے فلاسفروں کی تصنیفات کو اکٹھا کر دیکھو اوران کے خیالات اور رایوں میں جو اصولی تصادم ہیں ان پر نظر ڈالو تو تمہاری عقل متحیر ہو جاویگی اور یقیناً ان کے دعوے اور ان کے دلیلوں کو دیکھکر تم ہرگز ان اختلافی اصول کے متعلق کوئی ایسا فیصلہ نہ کر سکو گے جس کے خلاف خود ان ہی کی تصنیفوں میں سیکڑوں دلیلیں نہ موجود ہوں انہیں دیکھکر تم نہایت آسانی سے فیصلہ کر سکو گے کہ عقل اسی لئے ہے کہ کسی حقیقت کے متعلق صحیح فیصلہ کرے مگر دنیا میں بیرونی اثرات بسا اوقات اس کام میں اسے ناکام رکھتے ہیں اور یقیناً ضرورت پڑتی ہے کہ اس کے لئے کوئی اور روشنی ہو جس سے وہ صحیح راہ اچھی طرح دیکھ سکے کوئی تنبیہ کرنیوالا ہو کہ جوں ہی وہ غلط فیصلہ کرنے کو ہو وہ اسے متنبہ کر دے ایک مشعل راہ ہو جس کو لیکر بیخوف وخطر سیدھے راستہ پر چلی جا سکے خصوصاً خیالات اور اعمال کے صحیح اصول تجویز کرنے میں ضرور کوئی ایسا مُشیر اس کے پاس ہو جس کے مشورہ اور جس کے فیصلہ کا غلط ہونا اسی طرح محال ہو جس طرح دن کا رات ہونا،

پھر وہ روشنی کیا ہو، وہ تنبیہ کرنے والا کون ہو اور وہ مشعلِ راہ کہاں سے آئے اور ایسا مُشیر کہاں سے آئے جس کی رائے کا غلط ہونا دن کے رات ہو جانے کے مُساوی ہو وہ روشنی اگر کوئی ممکن ہے تو اس کی یہی صورت ہے کہ انسانی قوتوں سے بالاتر قوت یعنی خدا اپنے بندوں کے لئے اس کا کوئی خاص انتظام کرے وہ مُشیر اگر کوئی ہو سکتا ہے تو صرف وہ انسان جس کی فطرت اور جس کی قوت عقلی کو

خدا کسی غیر معمولی مقدس قوت سے ہر وقت مدد پہنچاتا ہو غور کرو تو یہ امر بالکل یقینی ہے کیونکہ جس خدا نے انسان کو پیدا کیا اور اس کے پیدا ہوتے ہی اسکی زندگی کی تمام ضروریات کو اس انتہائی انتظام اور تدبیر سے موجود کر دیا جس نے اسے دیکھنے اور سننے کی قوت عطا فرمائی اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ اس کی نگرانی اور ہدایت کے لئے ایک بیش بہا نعمت عقل عنایت فرمائی کیونکر ممکن ہے کہ اسکی یہ غیر متناہی رحمت اور اسکی شان پروردگاری اب انسان کا ساتھ چھوڑ دے اور عقل کو دنیا کی، دنیا کے اندرونی سینکڑوں مختلف خیالات اور جذبات کی اور دنیا کے مختلف آب و ہوا اور مختلف زمانہ کے مختلف اثرات کی، کشمکش میں چھوڑ دے اور اسکے لئے اپنے پاس سے کوئی روشنی، کوئی مشعل راہ، کوئی تنبیہ کرنیوالا اور کوئی بشیر مقرر نفرمائے کیونکر ممکن ہے کہ وہ انسان کو عقل اور علم کی قوت دیکر اسکے اندر انتہائی عروج اور تقرب الی اللہ کے جذبات عنایت فرما کر عقل کے لئے ایک صحیح راہ ہدایت اور قوت علمیہ کے لئے صحیح علوم بہم پہنچانیکا سامان نفرمائے یا وہ اعلیٰ مقدس جذبات جن کی سرحد حیوانوں کی طرح صرف جسمانی ضروریات اور جسمانی راحت اور آرام کی انتہائی آرزو تک نہیں ختم ہو جاتی بلکہ وہ انسان کے دل میں کسی اعلیٰ اور اہم مقصد کی طرف ایک تلاش اور جستجو پیدا کر دیتے ہیں اور صرف جسمانی ضروریات کے پورے ہو جانے پر اس کے دل کو مطمئن نہیں ہونے دیتے ان جذبات کو انسان کے اندر پیدا کر کے اسے ان کے پورے کرنے کی راہ میں حیران اور پریشان چھوڑ دے اور اس کے لئے کوئی

خاص انتظام نہ کرے اس روحانی پیاس کے لئے کوئی روحانی بارش نہ برسائے اس حقیقی بھوک کے لئے کوئی روحانی غذا نہ پیدا کرے جبکہ دنیا میں اس نے چلنے پھرنے کے لئے راستے نکالے ہیں اور جب کہ اس نے جسمانی بھوک اور پیاس کے لئے غذا اور پانی کا انتظام کیا ہے تو ضرور ہے کہ اس اعلیٰ اور ارفع ضرورت کا بھی انتظام کیا ہوگا،

اس کی شان پروردگاری اس کی رحمتہ غیر متناہی اور یہ کہ وہ اپنے بندوں کی تمام ضروریات سے تمام حاجات سے اور تمام ان حالتوں سے جو انہیں پیش آتی رہتی ہیں یا پیش آنیوالی ہیں پوری طرح دیکھتا رہتا ہے، سنتا رہتا ہے اس لئے ضرور ہے کہ اس نے اس ضرورت کا جس کی اہمیت جسمانی ضروریات سے بہت زیادہ ہے جسکی عظیم الشانی مادی حاجات سے زیادہ اعلیٰ اور ارفع ہے بہترین انتظام کیا ہوگا چنانچہ خود فرماتا ہے،

اور جو کچھ ہم نے تجھے وحی بھیجی ہے حق ہے جو اس کے سامنے اسکی تصدیق کرنیوالی ہے کیونکہ اللہ اپنے بندوں سے خبردار ہے، دیکھنے والا	وَالَّذِیْ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ مِنَ الْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ،

فرمایا کہ اپنے بندوں سے ان کی حالتوں سے اور ان کی ضرورتوں سے ہم آگاہ ہیں، اور واقفیت رکھنے والے ہیں، اور اُن کی تمام باتیں، تمام کیفیتیں اور ان کے گردوپیش کے تمام معاملات میری نظروں کے سامنے ہیں اس لئے یقین کرو کہ ہم ہی نے تمہاری طرف کتاب بھیجی ہے، کس طرح میری رحمت گوارا کر سکتی ہے کہ ہم اس کی جسمانی ضرورتوں کو جانیں اوسکی روحانی حاجتوں کو دیکھیں اور دونوں کا انتظام نہ کریں،

Marfat.com

اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ اللہ کے سوا (کسی اور کی طرف سے) گھڑ کر بیان کیا جائے، بلکہ وہ اسکی تصدیق کیلئے ہے جو اسکے سامنے ہے اور کتاب کی تفصیل کیلئے ہے اسمیں شک نہیں تمام جہان کے پروردگار کی طرف سے ہے	وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ

فرمایا کہ ہم سارے جہان کے پروردگار ہیں اس لئے جو کچھ تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اس کو ہماری طرف سے یقین کرو، کہ ہماری شان پروردگاری اسی کی مقتضی ہے جس طرح ہم نے اپنے بندوں کی جسمانی پرورش کیلئے اس عالم میں یہ نظم ونسق قایم کر رکھا ہے اسی طرح اس کی رُوح اور عقل کی پرورش کے لئے بھی ہم نے خاص انتظام کیا ہے اور اپنے اس برگزیدہ بندے کی معرفت یہ کتاب نازل فرمائی ہے،

ابراہیم خلیل (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے علیحدہ ہوتے وقت فرمایا،

جس نے مجھے پیدا کیا ہے پس وہی مجھے ہدایت دیگا	الَّذِىْ خَلَقَنِىْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ

یعنی جس خالق نے مجھے پیدا کیا، مجھے ایک ذرہ بے مقدار سے اشرف المخلوقات ہونے کا شرف بخشا اور جس کی رحمت وکرم نے مجھے پیدا کر کے میری ساری ضروریات کو میرے لئے ایک اعلیٰ انتظام کے ساتھ مہیا کر دیا اور مہیا کر رہا ہے، وہ کبھی مجھے گم راہ نہ رہنے دیگا، وہ مجھے، تباہ اور ہلاک ہونے کے لئے نہ چھوڑ دے گا بلکہ وہ ضرور مجھے میرا سیدھا راستہ دکھائے گا اور ضرور میری اس روحانی پیاس کو بجھانے کے لئے کسی روحانی بارش کا انتظام فرمائے گا،

اسی لئے خدا اس آیت میں فرماتا ہے کہ ہم نے اس کی عقل کی ہدایت کیلئے سیدھی راہ بتا دی ہے، اپنے برگزیدہ اور مقدس بندوں

Marfat.com

کی معرفت صحیح تعلیم ان تک پہنچ دی ہے اور ان کی عقلوں کو ان کے اہم مقاصد اور اعلیٰ فرائض بتا دئے ہیں اب وہ خود صحیح راہ عمل پر آجائیں اور خدا کا شکر کریں یعنی جو قوتیں اس نے دی ہیں ان کو اسی کے بتائے ہوئے صحیح طریقوں میں استعمال کریں یا باوجود حق واضح ہو جانے کے بھی وہ اپنی غلطیوں پر اڑے رہیں اور اپنے اصل مقاصد سے منہ موڑے ہوئے اپنی انسانیت کو تباہ اور برباد کر ڈالیں اور خدا کے ناشکر بنے رہیں

(۳) جزا و سزا

(۴) إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلَا وَأَغْلَالًا

بے شک ہم نے کافروں کے لئے زنجیر اور طوق اور

وَسَعِيرًا (۵) إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ

دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے، بیشک نیک لوگ ایسے جام سے پئیں گے

كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا (۶) عَيْنًا يَشْرَبُ

جس میں کافور کی ملاوٹ ہوگی، ایک چشمہ ہے جس

بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا

سے اللہ کے بندے پیینگے، اُسے بہاتے جائینگے،

جب ہم نے (خدا نے) اسے قوت عمل دی اور اس سے صحیح کام لینے کے لئے عقل بھی عنایت فرمائی اور پھر عقل کی کمزوری کی وجہ سے خاص اہتمام کے ساتھ ہمنے اپنے پاس سے ایک روشنی، ایک مشعل راہ، ایک مبشر، اور ایک تنبیہ کرنے والا بھی ان کے پاس بھیجدیا جو انہیں صحیح راہِ عمل تجویز کرنے میں غلطی سے محفوظ رکھے آگے بڑھنے

Marfat.com

میں مدد دے غلط قدم پڑنے لگے تو متنبہ کر دے اور تمام اصول اعمال
و افعال و عقائد میں ان کے لئے ایک فیصلہ کن رائے اور ایک حق تجویز
پیش کر دے تو اب ان کے لئے کوئی عذر نہیں جو وہ اپنے غلط راہ چلنے
کے لئے پیش کر سکیں ایک ممتحن کا فرض ہے کہ قبل امتحان وہ کتابیں
لڑکوں کو پڑھا دیجائیں جن میں امتحان لینا ہے اور ایک وقت بھی
دے جس میں وہ یاد کر سکیں پھر اس کے بعد بھی وہ ناکام رہیں تو ممتحن
کا اس میں کوئی ظلم نہیں بلکہ محض امتحان دینے والوں کا قصور ہے
کہ باجود پڑھا دیے جانے اور سمجھا دیے جانے کے انھوں نے محنت نہیں
کی اور باوجود کافی وقت ملنے کے انھوں نے اپنے اسباق یاد نہیں کئے
یہی حال اس خدائی امتحان کا سمجھو جب قوت عمل پھر قوت فیصلہ
اور قوت فیصلہ کو صحیح راہ دکھانے کے لئے آسمانی منبر اور خداوندی مشعل
راہ عنایت فرما جا چکے اس پر بھی اگر کوئی انسان صحیح راہ نہ چلے اور
اپنے فرائض کو نہ سمجھے تو ضرور اس کی زندگی ناکام رہے گی، ضرور وہ
گھاٹے میں رہ جائیگا اور چونکہ انسانی اعمال بے نتیجہ نہیں ہیں اس لئے
یقیناً اسے اپنی بداعمالیوں کے برے انجام بھگتنے ہونگے اور آئندہ زندگی
میں جب قیامت قائم ہوگی اور انسان کے اعمال کا جائزہ لیا جائے گا،
اسے معلوم ہو جائے گا کہ اب اس کے لئے بجز دائمی تکلیف و مصیبت،
دائمی رنج و الم، اور دائمی عذاب کے اور کچھ بھی نہیں،

پر وہ جنھوں نے اپنی ہستی اور اس کے مقاصد پر غور کیا، اپنی
قوت عمل کو بے نتیجہ اور بے غرض، اور لغو اور عبث نہیں سمجھا، اور
خدا کے بتلائے ہوئے راستے پر چلے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے

Marfat.com

کے لئے انہوں نے خدا کی دی ہوئی قوتوں کو اُسی کے فرمان کے مطابق صرف کیا وہ نیک ہیں، وہ خدا کے مقرب اور مقبول بارگاہ ہیں، وہ کامیاب لوگ ہیں جن کے لئے تمام ممکن راحت و آرام کے سازوسامان آئندہ زندگی میں مہیا ہیں، اور اُن کے لئے اُن کے خداوند کے پاس وہ وہ انعامات ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ اُونہیں کسی دل نے سمجھا ہے، نہریں وہاں چلتی ہونگی اور اُن کا کام وہاں اس کے سوا اور کچھ نہ ہوگا کہ وہ وہاں ہر طرح کا لطف اٹھائیں، باغ میں رہیں، نہر پر بیٹھیں اور ایسی پرلطف چیزیں کھائیں پیئیں جس کے لطف کا اندازہ اس قوت متخیلہ کی سرحد سے کہیں آگے ہے، اور یہ نہیں کہ اُنہیں ان ہی پُرلطف چیزوں کے لئے کسی خاص جگہ میں آنا پڑے گا نہر کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ ایک محدود جگہ میں ہوگی جس کے پاس آئے بغیر اُس کا لطف نہ حاصل کیا جا سکے بلکہ بہشت آنجا کہ آزارے نہ باشد، وہ جہاں چاہیں گے وہ نہر ان کے پاس ہوگی گویا یوں سمجھو کہ وہ جب، جہاں چاہیں گے کہ اس نہر کا لطف اٹھائیں فوراً ایک نہر اُس سے پھوٹ کر اُن تک آپہونچے گی،

ایک نکتہ

جنت کا جہاں کہیں ذکر قرآن میں ہے اور جہاں جہاں اسکی نعمتوں کو بیان کیا گیا ہے وہاں یہ تصریح کر دی گئی ہے کہ ان نعمتوں کو حاصل کرنے میں کوئی تکلیف نہ ہوگی، مثلاً جہاں ذکر ہے کہ وہاں میووں کے درخت ہونگے وہاں کہدیا ہے کہ خوشے قریب ہی ہونگے تاکوئی یہ نہ شبہ کرے

Marfat.com

کہ یہاں کی طرح وہاں بھی اس درخت پر چڑھنے کی زحمت اٹھانی پڑیگی یا کسی لگی کو بڑھا کر توڑنا پڑیگا، شراب کا ذکر آیا تو کہدیا ہے کہ نہ تو اس سے خمار اور درد سر اور اعضا شکنی ہوگی اور نہ اُس سے دماغ مختل ہوگا کہ انسان بلبک کرے، تاکہ کوئی شراب کے لفظ سے یہ شبہ نہ کرے کہ اس میں یہاں کی طرح لغویات ہونگے وہاں کی عورتوں کا ذکر کیا تو فوراً فرمادیا کہ وہ محض پاکیزہ ہونگی تاکہ کوئی یہ نہ شبہ کرے کہ یہاں کی طرح وہاں بھی ان کے لئے ناپاکی کا ایک زمانہ ہوگا، اسی طرح دوزخ وہ ہے جس میں صرف تکلیف ہی تکلیف ہو، تو اب جہاں ذکر آیا ہے کہ تھوہڑ کا درخت انہیں کھانے کو ملیگا فوراً یہ بھی کہدیا ہے نہ تو اس سے بدن موٹا ہوگا اور نہ پیٹ بھریگا تاکہ کوئی یہ شبہ نہ کرے کہ گو وہ بےمزہ تکلیف دہ ہوگا مگر پیٹ تو بھر دیگا بھوک سے تو انسان بچیگا اس لئے فرمادیا کہ وہاں یہ نفع بھی نہ ہوگا قرآن میں جہاں جہاں دوزخ کی تکلیف دہ چیزیں یا جنت کی نعمتیں ذکر کی گئی ہیں اور اس قسم کے کسی شبہ کا پہلو وہاں نکل سکتا ہو جس سے جنت میں کسی تکلیف یا دوزخ میں کسی نفع کا احتمال ہو فوراً وہاں اس کی تردید کردی گئی ہے اس موقع پر آیت نمبر ۶ بھی اسی قسم کے شبہات کو دفع کرنے کے لئے ہے،

نیکوں کے اعمال

(۷) یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ

وہ لوگ اپنی نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن کا خوف کرتے ہیں

شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا (۸) وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ

جسکی مصیبت پھیلی ہوئی ہوگی، اور اسکی محبت پر مسکین اور یتیم اور

Marfat.com

عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا

قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں، ،، ،، ،،

(۹) اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ

ہم تو تمہیں محض اللہ کے لئے کھلاتے ہیں، نہ ہم تم سے

مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا (۱۰) اِنَّا نَخَافُ

بدلہ چاہتے ہیں، اور نہ شکرگذار، ہم تو اپنے خداوند سے اس

مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا

منہ بنانے والے اور تیوری چڑھانے والے دن کا خوف کرتے ہیں،

ان آیتوں میں وہ کام بتلائے گئے ہیں جن کے کرنے والے نیک کہلاتے ہیں اور جن کی زندگی کامیاب ہے،

(۱) نذر کو پورا کرنا یعنی خدا سے جو عہد کیا جائے اُسکو پورا کرنا،

(۲) اس دن سے ڈرنا جو بروں کے لئے نہایت تکلیف دہ ہوگا،

(۳) محتاج اور یتیم اور قیدیوں کو کھانا کھلانا،

(۴) یہ خدمت بےغرض اور بے طمع کرنا بدلا لینے کی نیت نہ ہو بلکہ لوجہ اللہ ہو، اور محض اپنی ذمہ واری محسوس کرنے کی وجہ سے ہو اور ان کاموں کے نکرنے کے بُرے انجام سے ڈرکر،

ان چاروں امور میں سے دو اعمال سے تعلق رکھتے ہیں اور دو اعتقادات سے، پہلے اور تیسرے کام کا خلاصہ وہی ہے جو اکثر مکی سورتوں میں بیان کیا گیا ہے یعنی خالق اور مخلوق سے عمدہ تعلقات پیدا کرنا، انسانیت جو عہد خداوندی تم پر ڈالتی ہے، اس کو محسوس کرو اور پورا کرو جو عہد اپنی زبان اور اپنے دل سے تم خدا کے ساتھ کرو،

Marfat.com

اس کو پورا کرو، چونکہ تم اس خدا کے بندے ہو اور وہ تمہارا آقا ہے چونکہ تم اس کی طرف محتاج ہو اور وہ تم سے بے نیاز ہے اور چونکہ تم اپنی زندگی کی کسی حرکت اور کسی سکون میں اس کی قدرت کاملہ اور اس کے علم محیط کی غیر متناہی سرحد سے باہر نہیں ہو اور نہ ہو سکتے ہو اس لئے تم سمجھو کہ تمہیں اس سے کیسے تعلقات رکھنے پڑینگے جسطرح تمہاری زبانی نذروں کو پورا کرنا تمہارا فرض ہے اسی طرح یہ تعلقات جو ایک بندے کو خدا سے رکھنے چاہیں ان کی بھی فطری عہد اور میثاق ہیں جو اس سے لئے جا چکے ہیں، تیسرا کام محتاج اور یتیم کو کھلانا اور اس کے ساتھ ہی قیدیوں کو بھی نظر رحمت سے دیکھنا، جو لوگ لڑائیوں میں گرفتار ہو کر آئیں ایسا نہ ہو کہ دشمنوں کے افراد ہونے کی وجہ سے بالکل نظر انداز کر دو جب وہ تمہارے قبضہ میں آ گئے ہیں جب ان کی قسمت کا فیصلہ تمہارے ہاتھوں میں دے دیا گیا ہے تو دیکھو اس کی انسانی ضرورتوں میں غفلت نہ کرو ایک وہ قیدی ہے جو قرض کی ہتھکڑیوں میں جکڑا ہوا ہے اس کے سوا اور بھی بہت طرح کے قیدی ہیں جن کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا اور ان کی بیکسی اور بے بسی کی حالت پر رحم کرنا اور حتی الامکان ان سے بہترین سلوک کرنا تمہارا فرض ہے یتیم اور مسکین کی تمام ضروریات کا خاص طریقہ سے انتظام کرو تاکہ قوم کے ضرورت مند افراد اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کہیں اپنی انسانیت کے قوانین اور اصول توڑنے پر آمادہ نہ ہو جائیں، اور تمہاری قوم کے اندر بد اخلاقیوں کے جرائیم پیدا کر کے تمہارے زوال اور تنزل کا باعث نہ ہوں تم ہمیشہ ایسے حاجتمند لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے عمدہ انتظام رکھو کہ جس طرح تم آدمی ہو وہ بھی آدمی ہیں

پھر شایاں نہیں کہ تم اپنی ساری ضرورتیں بیفکری سے پوری کرو اور اپنے ہی جیسے چند دوسرے انسان کو فقر و فاقہ سے زمین کی پیٹھ پر لوٹتے ہوئے دیکھو اور تمہارے دل اس قدر سخت ہو جائیں کہ ان درد انگیز نظاروں سے کچھ بھی متاثر نہ ہوں پس تمہارا فرض ہے کہ ان قابل رحم انسانوں سے اپنی مقدرت کے موافق رحم اور مہربانی کا برتاؤ کرو،

دوسرا کام جو در اصل عقیدہ ہے وہ وہ ہے جو تمام اعمال حسنہ کے پیدا ہونے کے لئے بطور ایک بیج کے ہے اور جو تمام برے کاموں سے روکنے کیلئے ایک زبردست ہاتھ ہے وہ یہ ہے کہ اپنے اعمال کی ذمہ واری محسوس کرنا اور یہ یقین کرنا کہ انسان کا کوئی عمل نیک ہو یا بد ضائع اور بے نتیجہ نہیں ہے اور یہ اللہ نے ایک عظیم الشان دن مقرر فرمایا ہے جس میں وہ تمام انسان کے اعمال کا فیصلہ کریگا یہ خیال تمام اعمال حسنہ کی بنیاد ہے جس سے دل میں اپنے فرض کو پورا کرنے کا خیال پیدا ہوتا ہے اور برائیوں سے نفرت ہو جاتی ہے چوتھا کام بھی خیالات سے تعلق رکھتا ہے اور پہلے خیال کے بعد پیدا ہوتا ہے جب انسان سمجھ لیتا ہے کہ اس کے تمام نتیجہ کر رکھتے ہیں تو وہ اپنا فرض پورا کرنیکے لئے کام کی طرف متوجہ ہوتا ہے کیونکہ وہ اچھے کام میں جزا کی امید رکھتا ہے اور برے کام میں سزا سے ڈرتا ہے اس لئے اس اعمال کا محور وہی جزا و سزا کے خیالات ہوتے ہیں نہ اسے کسی مخلوق کی خدمت یا احسان یا اور کسی نیک عمل پر شکریہ یا بدلہ کی لالچ آمادہ کرتی ہے اور نہ وہ صرف دنیا والوں کے خوف سے برے عمل سے نفرت کرتا ہے اس خیال کے پیدا ہو جانے کے بعد انسان پہلے اور تیسرے کام کی طرف

Marfat.com

متوجہ ہوتا ہے، تو یہ چاروں امور جو اس جگہ ذکر کیے گئے ہیں مگر در اصل آپس میں سبب مسبب کا تعلق رکھتے ہیں اور صحیح عقائد اور اعمال حسنہ کے جتنے فروع ہیں سب انہی چاروں میں داخل ہیں

عمدہ جزا کی تفصیل

(۱۱) فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ

تو اللہ نے انھیں اس دن کی مصیبت سے بچا لیا اور ان کو تازہ روئی

نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا (۱۲) وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا

اور خوشی سے ملایا، اور انہوں نے صبر کیا تھا اس کے بدلے انہیں

جَنَّةً وَّحَرِيْرًا (۱۳) مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآىِٕكِ ۚ

جنت دی اور ریشمی پوشاک، اسمیں وہ تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے،

لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا (۱۴) وَدَانِيَةً

نہ اس میں دھوپ دیکھینگے اور نہ سخت سردی، اور اس کے سایے اُن پر

عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا (۱۵)

جھکے پڑتے ہونگے اور اُن کی شاخیں تابع کردی جائینگی،،،،،،،

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ

اور ان پر چاندی کے برتنوں کا دور چلایا جائے گا اور آبخوروں کا جو شیشہ

قَوَارِيْرَا۟ (۱۶) قَوَارِيْرَا۟ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا

ہونگے، چاندی کے شیشے جنھیں انہوں نے انداز سے بنایا ہوگا،،

(۱۷) وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا

اور وہ اس میں ایسا جام پلائے جائینگے جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی

Marfat.com

(۱۸) عَيْنًا فِيهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا (۱۹) وَيَطُوْفُ

ایک چشمہ ہوگا جس کا نام سلسبیل ہوگا، اور ان پر ہمیشہ

عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَأَيْتَهُمْ

رہنے والے لڑکے آتے جاتے ہیں گے جب تو انہیں دیکھے

حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا (۲۰) وَاِذَا رَأَيْتَ

تو انہیں بکھرے ہوئے موتی سمجھے، اور جب تو وہاں دیکھے گا تو

ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا (۲۱) عٰلِيَهُمْ

اور بڑی سلطنت دیکھے گا، ان پر سبز باریک

ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوْا

ریشمی کپڑے ہونگے اور دبیز ریشمی کپڑے اور انہیں چاندی کے

اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَّسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا

لنگن پہنائے جائینگے، اور ان کا خداوند انہیں پاکیزہ شراب پلائے گا،

(۲۲) اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا،

بیشک تمہارے لئے جزا ہے اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی ہے

یہ ہے اُن نیک لوگوں کے عمدہ انعامات کی مجمل فہرست جنہوں نے دنیا کی میدان امتحان میں کامیابی کیساتھ زندگی گذاری انکے لئے وہاں خوشی اور وہ راحت اور سرور اور لطف اور آرام اس انتہائی درجہ کا ہوگا جہانتک کہ ممکن ہے اور در اصل وہاں کے آرام اور وہاں کی راحت و سرور کی اصل حقیقت یہاں کی عقل اور سمجھ کے احاطہ سے بہت باہر ہے باغ ہیوے عمدہ لباس اور تمام لذتیں جو اس دنیا میں انسان کیلئے ہیں اس جنت کے باغ و میوے اور وہاں کی لذتوں کے مقابلے میں اتنی بھی حقیقت نہیں رکھتیں جتنی ایک قطرہ کی سمندر کے مقابلہ میں ہے

وہاں نہیں کہا جائیگا کہ یہ تمہاری اس کامیابی کی جزا ہے جو تم نے اس خدائی امتحان میں حاصل کی اور بیشک تم نے جو کچھ کیا وہ قابل قدر ہے اور خدا کے عدل اور رحم کا تقاضا یہی تھا کہ تم نے جو دنیا میں رہ کر اپنی پوری زندگی خدا کے مقرر کردہ قوانین پر چل کر گذار دی اُسکے لئے کوئی ایسا زمانہ بھی آئے جس میں تم اپنی اُن کوششوں کا پھل پاؤ پس آج وہی دن ہے اور یہ دن ہمیشہ کے لئے ہے،

(۲۳) اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا عَلَیۡكَ الۡقُرۡاٰنَ تَنۡزِیۡلًا (۲۴) فَاصۡبِرۡ

بیشک ہمنے تجھپر قرآن نازل فرمایا ہے، تو تو اپنے خداوند کے حکم کیلئے

لِحُکۡمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعۡ مِنۡهُمۡ اٰثِمًا اَوۡ کَفُوۡرًا (۲۵) وَاذۡکُرِ اسۡمَ

صبر کئے رہ اور تو ان میں سے کسی بدکار یا ناشکرے کی بات نہ مان کا ور صبح اور

رَبِّكَ بُکۡرَةً وَّاَصِیۡلًا (۲۶) وَمِنَ الَّیۡلِ فَاسۡجُدۡ لَهٗ

شام اپنے خداوند کا نام یاد کیا کر، اور رات میں اس کے لئے سجدہ کیا کر

وَسَبِّحۡهُ لَیۡلًا طَوِیۡلًا،،

اور بڑی رات تک اس کی تسبیح کیا کر،،

جب انسان کی زندگی کا فرض معلوم ہو چکا اور یہ ظاہر ہو چکا کہ صحیح راہ پر چلنے کے لئے خداوندی ہدایت کی ضرورت ہے جسکی پابندی سے انسان بہترین اعمال اور اخلاق حاصل کر سکتا ہے اور پھر آئندہ زندگی میں کامیاب ہو سکتا ہے تو اے پیغمبر یہی وجہ ہے کہ ہم نے تمھارے اوپر یہ قرآن نازل فرمایا ہے یہ وہی خدائی روشنی ہے جو انسان کی عقل کو اور اس کی قوت بینائی اور شنوائی کو صحیح راہ اختیار کرنے میں مدد دیگی، اور یہ وہی مشیر ہے جو ہر موقعہ پر تمہیں بہترین مشورہ بتائے گا، تو جو لوگ اپنے انجام کا خیال رکھتے ہیں جنھیں اپنی زندگی کو کامیاب بنانا ہے انھیں تم کہہ دو کہ ان کے لئے روئے زمین پر اس سے بہترین

Marfat.com

دستور العمل اور کوئی نہیں، اور جو لوگ باوجود اسقدر حق ظاہر ہو جانے کے بھی اپنی سرکشی اور بد اخلاقی پر اڑے رہیں اور خدا کی ناشکری سے توبہ کرنے پر آمادہ نہ ہوں تو انہیں تم ان کے حال پر چھوڑ دو بہر حال تم یہ چند کام کئے جاؤ،

(۱) قرآن جس طرح ہم آہستہ آہستہ اتارتے جاتے ہیں تم اسکی تبلیغ کرتے جاؤ ہم اسے رفتہ رفتہ اسی لئے بھیج رہے ہیں کہ لوگوں کو اس کی تعلیم سے مستفید ہونے میں آسانی ہو اور رفتہ رفتہ ان کے دل اس اعلےٰ روحانی تعلیم کو پوری طرح جذب کر سکیں،

(۲) بد اخلاق اور ناشکر گذار لوگوں کی طرف سے تمہیں ایذائیں پہونچینگی، وہ تمہاری راہ میں رکاوٹیں پیدا کرینگے اور ہر طرح سے تمہارے مقصد کی مخالفت میں سرگرمی دکھائینگے پر تم کبھی ان کی کوئی بات نہ سنو اور نہ ان کی مخالفتوں کی کچھ پرواہ کرو بلکہ اپنے خدا کے حکم پر نہایت صبر و استقلال سے ثابت قدم رہو اور انتہائی ہمت اور اولوالعزمی کیساتھ خدا کے حکم کی پابندی اور اس کی حمایت و اشاعت پر جمے رہو،

(۳) اور تمام اعمال و افعال کی روح، شریعت کے تمام اصول و فروع کا مغز یعنی اپنے خداوند کی یاد میں صبح شام مشغول رہو کسی وقت، کسی ساعت، کسی آن اور کسی لمحہ اس سے غافل نہ خصوصاً رات کے وقت جبکہ تمام تبلیغ اور اشاعت تعلیم اور ارشاد کے کاموں سے فراغت ہوتی ہے پوری طرح

Marfat.com

اس کے لئے سجدہ کرنے اور اس کی تسبیح و تقدیس میں وقت صرف کرو کہ ایک انسان کی انسانیت کا یہی جوہرِ کمال ہے، یہی تمہاری زندگی اور تمام انسان کی زندگی کا مقصد عظیم ہے، تمام شرائع اور قوانین کا خلاصہ ہے یہی تمام عبادات کی روح ہے اور یہی وہ عظیم الشان اور گرانبار امانتِ الٰہی ہے، جسکو اُٹھانے سے دنیا کے تمام سربفلک پہاڑ اور یہ عظیم الشان آسمان و زمین اور اس عالم کی تمام چھوٹی اور بڑی ہستیاں عاجز رہیں اور انسان نے اسے قبول کرلیا

انسان کی غفلت

(۲۷) اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَ

بیشک یہ لوگ جلدی کی چیز سے محبت کرتے ہیں

يَذَرُوْنَ وَرَاۗءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ۝

اور ایک بھاری دن کو اپنے پس پشت ڈال دیتے ہیں

ان لوگوں کی یہ حالت ہے کہ دنیا کی نظر فریب چیزوں کو دیکھکر اصل انجام اور اس آنے والے عظیم الشان دن کو بھول بیٹھے ہیں، دنیا کی چیزیں اور یہاں کی تمام نعمتیں صرف اس لئے تھیں کہ انسان انہیں استعمال کرکے اپنی زندگی قائم رکھے اور اپنے اصل مقصدِ زندگی کے پورا کرنے میں ان چیزوں کی مدد حاصل کرے پر اس نے اپنی بیوقوفی اور اپنی حماقت و جہالت سے ان ہی اسباب اور ذرائع کو اور ان ہی کے حاصل کرنے میں اپنی ساری عمر صرف کردینے کو زندگی کا اصل مقصد

زندگی بنالیا پس اس کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ اصل مقصد کو پس پشت ڈالدیا اور انجام کیطرف سے بالکل ہی غافل ہو بیٹھا اسے سمجھنا چاہئے تھا کہ جب اس کو راحت اور اسائش پہونچانے کے لئے خدا نے ساری دنیا اور مافیہا پیدا کردی ہے تو اس کی زندگی کسقدر اہم ہوگی اس کے فرائض کسقدر عظیم الشان ہونگے پر افسوس اس نے اپنی اتنی بڑی زندگی کو صرف اس لئے سمجھا کہ روپیہ کمائے اور کھائے اور مر جائے تو یہ ساری خرابی اسی لئے پیدا ہوئی کہ اس نے ذریعہ او اسباب کو اصل مقصد سمجھ لیا اور جو واقعی اصل مقصد تھا اس کو پسِ پشت ڈال دیا اور ظاہر ہے کہ جو شخص منزل مقصود تک پہنچانیوالی راہ پر سیر و تماشا میں مشغول ہو جائے اور اسی کو اپنے صفر کا مقصد سمجھ بیٹھے تو یقیناً وہ منزل مقصود تک نہ پہونچ سکیگا سڑکوں پر جو درخت لگائے جاتے ہیں، وہ بیشک اسی لئے ہیں کہ چلنے والے اس سے آرام اٹھائیں لیکن وہ شخص کسقدر بیوقوف ہے، جو ان درختوں کے سائے اور ان کی ٹھنڈی ہواؤں کے لطف میں اسقدر محو ہو جائے کہ وہیں رہ پڑے اور اپنے سفر کے خیال سے بالکل غافل ہو جائے پس یہی حال ان لوگوں کا ہے جنہوں نے اس عالم فانی کو جو محض اک عالم اِستحان ہے اصلی گھر بنا لیا ہے اور اصل آنیوالے گھر کو دل سے اس طرح بھلا دیا ہے کہ بھول کر کبھی بھی اس کا خیال نہیں آتا،

Marfat.com

غفلت کا برا انجام

(۲۸) نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ

ہم نے انھیں پیدا کیا ہے اور ان کے جوڑ بند مضبوط

وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا

کئے ہیں اور ہم جب چاہیں گے ان کے بدلے ان ہی جیسے اور آدمی لے آئیں گے

ان لوگوں کو یہ سمجھنا چاہئے کہ ان کا ایک عظیم الشان قدرت والا خدا ابھی موجود ہے جس نے انھیں ذرۂ بے مقدار سے پیدا کیا ہے اور جس نے انھیں ایک قطرۂ ناچیز سے بڑھا کر پورا انسان بنایا ہے انھیں قوتیں دی ہیں انھیں ہر طرح کی طاقتیں بخشی ہیں، ان کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ کسی حال میں اس کی غیر متناہی قوت اور غیر محدود قدرت کے احاطے سے باہر نہیں ہیں اور ان کی کیا ہستی ہے جبکہ دنیا کے بڑے بڑے پہاڑ یہ عظیم الشان لہراتے ہوئے سمندر اور یہ زمین و آسمان سب کے سب اسی کی عظمت و جلال اور اسی کی کبریا و جبروت کے دربار میں اس کے ہر امر و نہی پر سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں پس ان پر واضح رہنا چاہئے کہ اگر وہ اپنی غفلت سے باز نہ آئنگے اپنی بداخلاقیوں اور سرکشیوں کو چھوڑ کر خدا کے بتائے ہوئے قوانین کی پابندی نہ کرینگے تو وہ خدائے قادر جو ہمیشہ بداخلاق قوموں کو صفحہ دنیا سے معدوم اور تباہ اور ہلاک کرتا رہا ہے انھیں انھیں بھی پردہ ہستی سے بالکل نابود کر دیگا اور جس طرح اس نے عاد و ثمود کو جس طرح اس نے قوم فرعون کو اور جس طرح اس نے اس دنیا کی ہزاروں حکومت اور دبدبہ والی قوموں کو ان کے ظلم و عدوان ان کی درندگی اور بہیمیت کی وجہ سے ہلاک کر ڈالا ہے انھیں بھی دفعتاً اس طرح تباہ کر دیگا کہ اس زمین پر ان کا کوئی نام و نشان

Marfat.com

بھی نہ باقی رہیگا اور ایک دوسری قوم کو تمہاری جگہ دے دیگا،

آخری نصیحت

(۲۹) اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى

بیشک یہ ایک نصیحت ہے تو جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف

رَبِّهٖ سَبِيْلًا (۳۰) وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ

راہ اختیار کرے، اور تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ چاہے کیونکہ

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (۳۱) يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ

اللہ علم والا حکمت والا ہے، جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل

رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ؏

فرماتا ہے، اور ظالمون کیلئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے

یہ ایک آخری نصیحت اور یاد دہانی ہے جو تم لوگوں کو کی جاتی ہے کہ جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو اور جن بد اخلاقیوں میں تم لوگ مبتلا ہو اگر خدا ابھی اس کا مواخذہ کرے تو از روے عدل و انصاف تمہارے پاس اس کے عذاب سے بچنے کے لئے کوئی عذر نہیں پر اس کی غیر متناہی رحمت یہ نہیں چاہتی، اس لئے وہ بار بار تمھیں نصیحت فرماتا ہے اور تمہیں تنبہ کرتا ہے تاکہ تم اب بھی باز آجاؤ اور اس راستہ کو اختیار کرلو جو تمہاری زندگی کو کامیاب کرے اب بھی تم لوگوں کے لئے اصلاح کا کافی موقعہ ہے، مگر ہاں خدا تمہیں اگر اس کی توفیق دے اور تم راہ آجاؤ تو بھی اپنے اوپر نازان نہ ہونا کہ یہ فضل بھی محض خدائے رحیم ہی کی رحمت کا ایک کرشمہ ہے کہ اس نے تمہارے دلوں میں حق کی طرف توجہ پیدا کی اور جو اس آخری یاد دہانی پر بھی یہ سمجھیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے

سورۂ مرسلات

مکی - ۵۰ آیتیں

پیغمبر جب کسی قوم میں آتا ہے، تو شروع شروع میں جزوی احکام پر زور نہیں دیتا، کیونکہ جب تک ایک جماعت اپنی نہ بن جائے، اپنے خیالات کے ایک ایک جزو پر اس سے عمل کرانا مشکل ہے، اسی لئے شروع میں وہ اصول تعلیم کی طرف لوگوں کو متوجہ کرتا ہے کہ اگر وہ اصول کو مان لینگے تو فروع میں نہ زیادہ جھگڑے کی ضرورت ہوگی، نہ بحث و مباحثہ کی، چونکہ پیغمبر دنیا کے بڑے مصلح کا نام ہے جو کسی قوم کی، اخلاقی، تمدنی، معاشرتی اور ساتھ ہی اس کے روحانی غرض یہ کہ ہر طرح کی اصلاح کے لئے آتا ہے اسی لئے ابتدائے دعوت میں وہ جن چیزوں کی طرف متوجہ کرتا ہے تین ہیں،

(۱) جزا اور سزا کے دن کو یاد دلا کر ڈرانا، تاکہ برے اعمال کی برائی دل میں بیٹھے اور ان سے الگ رہنے کی طرف توجہ ہو، اور جزا کی حقیقت سمجھ لینے کے بعد قرآن کی حقانیت اور صداقت بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے کہ جن حقیقتوں کو اس نے مفصل اور طرح طرح سے اور دلیل دے دے کر واضح اور روشن کر دیا ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دنیا کا فیصلہ عدل و انصاف پر ہونا ضروری ہے، اور اعمال کی جزا و سزا ایک ضروری اور لازمی امر ہے

Marfat.com

اور اسی لئے قرآن نے جا بجا اس عظیم الشان دن سے ڈرایا ہے جو جزا و سزا کے لئے مقرر ہے اور جسکا نام روز قیامت ہے،

(۲) انسانی زندگی کا اعلیٰ ترین مقصد پورا کرنا یعنی خدا کے آگے اپنی بندگی کی حیثیت ملحوظ رکھ کر اس سے صحیح تعلق پیدا کرنا، توحید اور نماز اور ساری بدنی عبادتیں اس مقصد کو پورا کرنے کی عمدہ صورتیں ہیں،

(۳) خدا کی مخلوق کے ساتھ ہر ایک کی حیثیت اور حق کے موافق برتاؤ کرنا، تہذیب و تمدن اور معاشرت کے اصول اسی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ہیں،

گذشتہ سورت میں بھی (۱) جزا و سزا (۲) قرآن (۳) نماز تین چیزوں کا ذکر تھا اور یہاں بھی ان تینوں کا ذکر ہے، لیکن گذشتہ سورت میں روز جزا پر مختصر دلیل دی گئی ہے، اور وہاں کی نعمتوں کی تفصیل کے ساتھ ترغیب کا پہلو زیادہ اختیار کیا گیا ہے، اور یہاں دلیل میں زیادہ تفصیل ہے اور وہاں کے عذاب کو بیان کر کے ترہیب (ڈرانے) کا پہلو زیادہ اختیار کیا گیا ہے۔ کیونکہ تبلیغ کا زریں اصول یہی ہے،

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قیامت پر مناظر قدرت کی شہادت

(۱) وَالۡمُرۡسَلٰتِ عُرۡفًا (۲) فَالۡعٰصِفٰتِ عَصۡفًا

قسم ہے ان (ہواؤں) کی جو معمولی طور سے چلائی جاتی ہیں پھر تیزی سے چلنے لگتی ہیں،

(۳) وَّالنّٰشِرٰتِ نَشۡرًا (۴) فَالۡفٰرِقٰتِ فَرۡقًا

اور پھیلا دیتی ہیں پھر جدا جدا کر دیتی ہیں

Marfat.com

(۵) فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا (۶) عُذْرًا اَوْ نُذْرًا،

پھر ڈالتی ہیں نصیحت، عذر کے لئے، یا ڈرانے کے لئے،

اس قسم میں ہواؤں کی پانچ حالتیں بیان کی گئی ہیں، (۱) معمولی طور سے چلنا (۲) پھر تیز چلنا (۳) ابر و نباتات و حیوانات کو تتر بتر اور منتشر کر دینا (۴) اپنے نتیجہ میں فرق اور امتیاز کر دینا یعنی کسی کو نفع پہنچانا اور کسی کو نقصان (۵) سمجھدار لوگوں کے لئے نصیحت اور عبرت پیدا کرنا غافلوں کو اپنے بُرے آثار سے ڈرانا

یہ پانچ صفتیں ہوا کی بیان کی گئی ہیں، اور دکھایا گیا ہے کہ خدا جب ہوا چلاتا ہے، اور وہ شدید آندھی کی صورت اختیار کر لیتی ہے، پھر وہ بادل کو پھیلا کر بارش ہونے کا سبب بنتی ہے، پھر بارش اور آندھی کے ذریعہ سے بعض ملک اور بعض لوگوں کو نفع پہونچتا ہے اور بعض کو نقصان پہونچتا ہے، بعض ملک کے لوگ آندھی کی شدت اور زیادتی سے تباہ اور برباد ہو جاتے ہیں جس سے عقل رکھنے والے عبرت پکڑتے ہیں اور غافل لوگ ایسے لوگوں کے اس برے انجام سے متنبہ ہو کر اپنی عملی حالت درست کرتے ہیں،

ان باتوں سے صاف ظاہر ہے کہ خدا اپنی قوت اور اپنے اختیار اور ارادہ اور خواہش سے ہواؤں کو چلاتا ہے، کسی قوم کو اس سے نفع پہونچاتا ہے اور ان کے لئے باعث خوشی و مسرت بناتا ہے، اور کسی ظالم قوم کو اس سے ہلاک اور تباہ اور برباد کر دیتا ہے، کبھی اسکو روک لیتا ہے، اور کبھی چلاتا ہے اس طرح ہواؤں کی یہ حالتیں روز قیامت کے واقع ہونے پر صاف اور ظاہر طریقہ سے شہادت

Marfat.com

دیتی ہیں، کیونکہ ہواؤں کی ان حالتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا رحمت اور غضب یعنی مخلوق کے نفع اور ضرر یا جزا اور سزا دینے کے لئے دنیا کے اندر ہواؤں سے بھی کام لیتا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ

(۱) وہ اعلیٰ درجہ کا پروردگار ہے، کہ ہمیشہ ظالموں اور مظلوموں کی نگہبانی کرتا ہے اور مظلوم اور نیک لوگوں کو ان کے اچھے اعمال کا پھل اور ظالموں اور برے لوگوں کو ہمیشہ سزائیں دیتا رہتا ہے

(۲) نیز یہ کہ اس کے اندر انتہائی **قدرت** اور **قوت** موجود ہے کہ جس وقت، جس چیز سے، جس طرح چاہتا ہے کام لیتا ہے، دنیا کا کوئی ذرہ اس کی قدرت کے احاطہ سے باہر نہیں،

(۳) نیز یہ کہ وہ اعلیٰ درجہ کا صاحبِ **حکمت** اور صاحبِ تدبیر ہے، دنیا کے مخلوقات کو اس نے اس حکمت اور تدبیر سے پیدا کیا ہے کہ اسکی حد تک عقل کی رسائی نہیں ہو سکتی، صرف یہی ایک ہوا اور اسکی مختلف حالتیں، مختلف کیفیتیں ایک ہی آندھی کے مختلف آثار اور مختلف نتیجے اس کے پیدا کرنے والے اور اس سے کام لینے والے کی انتہائی حکمت اور تدبیر پر باواز بلند شہادت دیتے ہیں، تو پھر دنیا کی ساری چھوٹی اور بڑی چیزوں کے باہمی تعلقات کو دیکھو اور ان تعلقات کے آثار و نتائج پر غور کرو تو حیران رہ جاؤگے کہ جن مخلوقات کے اندر اس قدر مصلحتیں اور حکمتیں پائی جاتی ہیں کہ انھیں ہم پوری طرح سمجھ بھی سکتے ہیں تو پھر ان مخلوقات کا خالق کس قدر اعلیٰ درجہ کا **حکیم** اور انتہائی درجہ کا مدبر ہوگا۔

Marfat.com

توجب خدا پروردگار ہے اور دنیا کے اندر ظالموں، مظلوموں، نیکوں بدوں کی خبر گیری کرتا رہتا ہے انھیں انعام اور سزا دیتا رہتا ہے، تو ضرور ہے کہ ساری دنیا کے مجموعی آخری فیصلہ اور انتہائی جزا و سزا کے لئے ایک دن مقرر کرے، جس میں دنیا کے ہر متنفس کو ذرہ ذرہ کا ثواب اور عذاب دیا جائے،

جب وہ قادر مطلق دنیا کے ہر چھوٹی بڑی مخلوقات سے اپنے ارادہ اور خواہش کے مطابق جب چاہتا ہے، جس طرح چاہتا ہے کام لیتا ہے تو اسکے لئے آسان ہے کہ ایک دن ایک بڑی مصلحت اور حکمت پوری کرنے کے لئے وہ نہایت آسانی کے ساتھ اس عالم کے موجودہ انتظام کو بدل دے اور دنیا کے تمام گذشتہ اور موجودہ اور آئندہ انسان کو جو مر کر معدوم اور نیست نہیں ہو گئے اٹھا کھڑا کرے، کیونکہ ان کے ذرات کو اکٹھا کرنا اور پہلی صورت میں بدل دینا اس کے لئے کوئی مشکل نہیں جس کے پاس انتہائی **علم** اور **قدرت** موجود ہے، اور اس کی مثال بعینہ بیج کی سی ہے، جس سے ایک تناور درخت پیدا ہو جاتا ہے،

جب وہ اعلیٰ درجہ کا **حکیم** اور مدبر ہے کہ صرف ایک ہوا کے چلانے میں سینکڑوں حکمتیں پائی جاتی ہیں، اس سے ابر میں حرکت ہوتی ہے، ابر اکٹھا ہوتے ہیں، بارش ہوتی ہے نباتات پر اسکا اثر پڑتا ہے، بعض لوگوں کو اس سے راحت ملتی ہے بعض کو اس سے نفع پہونچتا ہے، تو جب اسکی ایک ادنیٰ مخلوق میں اسقدر حکمتیں پائی جاتی ہیں، جب ایک ایک ذرہ ہزاروں

مصلحتوں سے پُر ہے، تو کس طرح ممکن ہے کہ اس بڑی دنیا کا مجموعی انتظام بغیر کسی مصلحت اور حکمت کے ہو، یا اسکا کوئی عالیشان نتیجہ اور عظیم الشان انجام نہ نکلے، کام جسقدر اہم اور بڑا ہوتا ہے، نتیجہ بھی اسی کی حیثیت کا ہوتا ہے، تو یہ انسانی ہستیاں جنھیں دنیا کے اندر محض محنت اور کام اور جانفشانی اور امتحان کے لئے پیدا کیا گیا ہے کس طرح مرکر بالکل نیست اور نابود ہو سکتی ہیں جبکہ دنیا کی ساری مخلوقات میں ان کی ہستی خاص اہمیت اور عظمت رکھتی ہے،

(۷) اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ،،،،،،،،،

جس کی تم کو دھمکی دی جاتی ہے بے شک ضرور ہونیوالا ہے،

خدا کی **پروردگاری** اس کی **قدرت** اس کی **اعلیٰ حکمت** و **تدبیر**، دنیا کے اندر اچھوں اور بروں کو جزا و سزا دینا، اس بات پر صاف گواہ ہے کہ قیامت، جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے، اور جسکی تم کو دھمکی دی جاتی ہے، بالکل ٹھیک اور واقعی ہے، اس میں کوئی شک نہیں، ضرور وہ دن آئے گا، یہ ہے قیامت کا دعوی جس پر شروع میں ہواؤں کی شہادت پیش کی گئی ہے،

(۸) فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ (۹) وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ

تو جب ستارے ماند کر دیے جائینگے، اور جب آسمان پھاڑ دیا جائیگا

(۱۰) وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ،

اور جب پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیے جاویں

گذشتہ آیتوں میں جس طرح ہواؤں کے افعال و آثار سے قیامت

Marfat.com

اور جزا سزا کے ضروری ہونے پر دلیل دی گئی ہے، اسی طرح ان آیتوں میں قیامت کے وہ واقعات پیش کئے گئے ہیں، جو ہوا اور آندھی کے افعال و آثار کے مشابہ ہیں، تاکہ اس سے وہ شبہ بھی دفع ہو جائے جو بعض لوگوں کو قیامت کے ہولناک واقعات کے متعلق پیش آتا ہے اور وہ سمجھ لیں کہ قیامت میں جن واقعات کے پیش آنے کی خبر دی جاتی ہے، اس قسم کے واقعات خود یہاں ہواؤں کے ذریعہ سے پیش آتے رہتے ہیں، فرق ہے تو یہ کہ یہاں کے واقعات چھوٹے پیمانہ پر ہیں کسی خاص ملک اور زمین کے کسی خاص حصہ پر آتے ہیں، اور وہ نہایت اعلیٰ اور انتہائی پیمانہ پر ہوگا اور نہ صرف اس زمین میں بلکہ سارے عالم میں واقع ہوگا،

یہاں تین باتیں بیان کی گئی ہیں (۱) ستاروں کا مٹ جانا، (۲) آسمان کا پھٹ جانا (۳) پہاڑوں کا ریزہ ریزہ ہو جانا، یعنی موجودہ نظام کو توڑ دیا جائیگا، جس کی وجہ سے دنیا کے یہ ساری چھوٹے بڑے اجسام ستارے اور زمین وغیرہ وغیرہ آپس میں ٹکرا جائنگے، اور اس عظیم الشان تصادم کا یہ اثر ہوگا کہ سارے بڑے بڑے اجسام ریزہ ریزہ اور پارہ پارہ ہو جائنگے، جسطرح ہوا کی شدت بڑی بڑی سربفلک عمارتوں کو منہدم کر دیتی ہے، بادلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے عظیم الشان اور تناور درختوں کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیتی ہے، تو جو شخص ہواؤں اور آندھیوں کے ان آثار اور ان نتیجوں کو دیکھتا ہے اور تسلیم کرتا ہے، وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے، کہ اس طرح کے واقعات ممکن ہیں، اور جس قادر مطلق میں یہ قدرت ہے، کہ

Marfat.com

اپنی مخلوق سے اس قسم کے کام لیتا ہے، وہ ایک دفعہ یہ بھی کرسکتا ہے کہ ستاروں کو ماند کردے، سیارات کو آپس میں ٹکرا کر ٹکرے ٹکرے کردے، پہاڑوں کو ٹکرا کر ذرہ ذرہ اور پارہ پارہ کردے، تو ہواؤں کے یہ کارنامے اور آندھیوں کے یہ کرشمے قیامت کے ان مذکورہ بالا واقعات کے ممکن ہونے پر پوری طرح شہادت دیتے ہیں

(۱۱) وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ (۱۲) لِاَیِّ یَوْمٍ

اور جب پیغمبر مقررہ وقت پر لائے جائینگے، کس دن کے

اُجِّلَتْ؟ (۱۳) لِیَوْمِ الْفَصْلِ (۱۴)

لئے یہ مہلت دئے گئے تھے؟ فیصلہ کے دن کے لئے،،

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ؟ (۱۵)

اور تجھے کیا خبر کہ فیصلہ کا دن کیا ہے،،

وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ

اس دن جھٹلانے والوں کے لئے ہلاکی ہے،،

اس دن تمام قوموں کے پیغمبروں کو حاضر کیا جائے گا، اور ان سے انکی امتوں کے حالات پوچھے جائینگے، جانتے ہو وہ پیغمبر کس دن کے لئے اس مہلت میں تھے؟ فیصلہ کے دن کے لئے، اور اے مخاطب! تو کچھ جانتا ہے کہ وہ فیصلہ کا دن کیا چیز ہے؟ وہ، وہ دن ہے کہ جو لوگ اپنے پیغمبروں کو، پیغمبروں کی تعلیم کو، جزا و سزا کو، روز قیامت کو جھٹلاتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے وہ نہایت ہلاکی اور تباہی کا دن ہے،

چونکہ لوگوں کے دلوں میں قیامت کی طرف شبہہ تھا، اسلئے یہ بھی

Marfat.com

ظاہر کردیا کہ وہ فیصلہ کا دن ہے، اور اسے موخر اس لیے کیا گیا اور لوگوں کو اتنی مہلت اس لیے دی گئی ہے کہ خدا رحیم ہے، وہ چاہتا ہے کہ لوگوں کو پیغمبروں کے ذریعہ سے آگاہ اور متنبہ کردے، ان کو انکی ذمہ داری بتادے، ان کے فرائض اور ان کی زندگی کے اصلی مقاصد سے انھیں مطلع کردے، ان پر یہ بالکل واضح کردے کہ جو جو کام وہ کرتے ہیں، ان کاموں کی جزا اور سزا انھیں ضرور ملے گی، اور خدا کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق ہر کام کا اس کے موافق اچھا اور برا نتیجہ انھیں ملنا ضروری ہے، اس نصیحت اور یاد دھانی اور تنبیہ سے اگر لوگ آگاہ ہوگئے تو ان کے لیے بہتر ہے، ان کی زندگی کامیاب ہے اور اگر اسپر بھی انھوں نے سرکشی کی اور اپنی بہیمیت نہ چھوڑی تو اسی زندگی سے سزا ملنی شروع ہو جاتی ہے، جسکی تکمیل اور جسکا آخری اور پورا فیصلہ اُس دن ہوگا، جب دنیا کا یہ موجودہ دور اور یہ سلسلہ ختم کردیا جائیگا، اور دوسرا سلسلہ شروع ہو جائے گا جسے روز قیامت کہا گیا ہے،

(۲) جزا سزا پر تاریخی شہادت

(۱۶) اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ؕ (۱۷) ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ

کیا ہمنے پہلے لوگوں کو نہیں ہلاک کیا؟ پھر ان کے پیچھے ہی پچھلوں کو،

الْاٰخِرِيْنَ (۱۸) كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ،

مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کیا کرتے ہیں،،،

(۱۹) وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ،،،

جھٹلانے والوں کے لیے اس دن ہلاکی ہے

قسم کے اندر ہوا وں کے کاموں اور اس کے اثر اور نتیجوں کو ذکر کر کے خدا کی قدرت اور حکمت اور ربوبیت (صفت پرورد گاری) کے کرشمہ دکھلائے گئے ہیں، اور بتایا گیا ہے، کہ مختلف لوگوں کو خدا اسکے مفید اور مضر نتیجوں کے ذریعہ سے جزاو سزا دیتا ہے جس سے بداخلاق لوگوں پر حجت پوری ہوتی ہے اور غافلوں کے لئے ایک تازیانۂ عبرت ہوتا ہے، جو انھیں جزا و سزا کی ظاہر اور روشن حقیقت کی طرف متوجہ کرتا ہے،

وہ تو قدرتی مناظر کی ایک شہادت تھی جو جزا و سزا کے ضروری اور واقعی ہونے پر باآواز بلند شہادت دے رہی تھی، اس کے بعد قیامت کے اُن چند واقعات کا ذکر کیا گیا جو آندھی کے افعال اور اوس کے نتیجوں کے مشابہ ہونگے، تاکہ جو لوگ ان واقعات کو نہایت بعید از وقوع اور بعید از امکان سمجھتے ہیں، اپنی آنکھوں کے آگے واقع ہونے والے شب و روز کے واقعات، آندھی، طوفان وغیرہ کو دیکھکر سمجھ لیں کہ اسی قسم کے واقعات اس سے زیادہ اعلیٰ پیمانہ پر واقع ہونے ممکن ہیں، اس کے بعد اب یہ دوسری دلیل ہے جو تاریخی واقعات سے دی گئی ہے،

اے وہ لوگو جنھیں جزا اور سزا کے ضروری ہونے میں کلام ہے، ایسی ضروری اور باآواز بلند شہادت دینے والی دلیلوں کے ہوتے ہوئے بھی تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو گذشتہ زمانہ کی تاریخ دیکھو اگلی قوموں کے حالات پر نظر کرو، قوم عاد کا کیا انجام ہوا، ثمود کو کس طرح سزا دی گئی، قوم فرعون کو کس طرح ہلاک کیا گیا،

Marfat.com

ان قوموں کی ترقی کے حالات دیکھو، قومی اور ملکی حیثیت سے دنیا کی اندر جو جاہ وحشم، جو مال و دولت، جو عزت وشوکت، انھیں بھی تاریخ کے اوراق میں، عرب کی قومی روایات میں شاعروں کے کلاموں میں، موجود ہیں، تم خود ان مقامات اور ان ملکوں میں جاتی ہو جہاں ان کے بقیہ آثار، پرانے کھنڈر اور ویران شدہ محلوں و معاروں کی تو دان کے بدانجام اور ان کی تباہی اور بربادی پر زبانِ حال سے رو رہے ہیں، اور دیکھنے والوں کے لئے ان کی خاموش صدا میں ایک عظیم الشان نصیحت ہے اور یہ آثار خود ایک مجسم عبرت ہیں جنھیں ایک چشم بصیرت رکھنے والا، دیکھکر سبق حاصل کر سکتا ہے،

یہ تو پرانی قومیں تھیں، اب تمھارے گرد و پیش جو پچھلی قومیں گذری ہیں ان کے حالات پر نظر ڈالو، رومتہ الکبریٰ کا کیا حشر ہوا اور کس طرح تباہ ہوئے تمھارے سامنے ہی مشرق کی ایک عظیم الشان سلطنت ایران کا کسطرح خاتمہ ہوا، اہل رومہ کی تاریخ پڑھکر ان کی ان بداخلاقیوں کا حال دیکھو، جس نے ان کی اس سطوت و جبروت کی سلطنت کو زیر و زبر کر دیا، ایران کے آخری تاجدار پرویز کی سوانح عمری پڑھکر معلوم کرو کہ اس نے دنیا کے امن کو اپنی درندگی اور سبعیت سے کس کس طرح صدمہ پہونچایا اور بالآخر اس کا کیا عبرت خیز انجام ہوا،

یہ ہماری ایک مستمر عادت اور ایک دائمی طریقہ ہے کہ مجرموں کو اس طرح سزا دیتے ہیں، یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی قوم بداخلاق بن جائے اور وہ اپنے برے اعمال کے بد انجام سے محفوظ رہے،

Marfat.com

مگر جزا و سزا اسی دنیا میں ختم نہیں ہوتی، بہت سے کام ایسے ہیں
جن کا اچھا یا برا اثر کرنے والے کے بعد بھی دنیا میں باقی رہتا ہے،
جب تک اس دنیا کی انتہا نہ ہو، ساری دنیا کو مجموعی طریقے سے جزا و
سزا کس طرح مل سکتی ہے؟ اسی لئے ایک عظیم الشان دن کا ہونا
ضروری ہے، جو روز قیامت ہے، اس دن ان لوگوں کے لئے
سخت تباہی اور ہلاکی ہے، جو آج خدا کی باتوں کو، جزا و سزا کو،
روز قیامت کو جھٹلاتے ہیں، اور انجام کی طرف سے بے خوف
ہوکر بداعمالیوں میں غرق ہیں،

(۳) انسان کے دوبارہ پیدا ہونے پر نفس انسانی کی شہادت

(۲۰) اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ (۲۱)
کیا ہم نے تم کو حقیر پانی سے نہیں پیدا کیا،،،،،،؟
ثُمَّ جَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ (۲۲) اِلٰى وَقْتٍ
پھر اسے ہم نے ایک محفوظ جگہ میں رکھا، مقرر وقت
مَّعْلُوْمٍ (۲۳) فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ
تک کے لئے، تو ہم قادر ہوئے تو ہم کیا ہی عمدہ قدرت والے ہیں
(۲۴) وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ،
جھٹلانے والوں کے لئے اس دن ہلاکی ہے،،،،

اگر تم کو یہ شبہ ہو کہ انسان جب مر جائیگا، اور اس کے سارے
اجزا منتشر اور علیحدہ ہو جائینگے، اور وہ مٹی میں بالکل مل کر ناپید
ہو جائیگا تو پھر کس طرح زندہ ہو سکیگا، تو تم کو چاہئے کہ سب سے پہلے
اپنی پیدائش پر غور کرو اور دیکھو کہ تم سب سے پہلے کیا تھے، پھر کیا ہو

اور پھر کیا ہوتے ہوتے کیا ہو گئے؟ کیا تم سب سے پہلے ایک قلیل اور پانی کا بے مقدار ذرہ نہیں تھے؟ جسے ہم نے اپنے مقرر کردہ قانون فطرت کی مطابق ایک مقررہ مدت تک ایک خاص اور محفوظ جگہ میں رکھا، پھر اس کے بعد تم کو انسانی صورت عطا کر کے دنیا میں بھیجا، تو ایک قطرہ سے بڑھا کر انسان تک پہونچا دینے پر غور کرو اور سمجھو کہ ہم سب کچھ قدرت رکھتے ہیں، اور ہم نہایت اعلیٰ درجہ کے قادر مطلق ہیں کیا جب ہم مٹی کو اناج، اور اناج کو خون اور خون کو قطرۂ منی، بنا سکتے ہیں، اور کیا جب ہم اس ایک ناچیز قطرہ کو تمہارے ہی جسم میں ایک خاص جگہ رکھکر اسکو خون پھر گوشت، پھر ہڈی کا مجموعہ بنا سکتے ہیں، اور کیا جب ہم اُس گوشت اور ہڈی کے مجموعہ کو جان عطا کر کے ایک مکمل انسان بنا کر تمھیں اس صورت میں پیدا کر سکتے ہیں تو ہم پھر تمہارے ان ہی منتشر اور بکھرے ہوئے اجزا کو دوبارہ اکٹھا کر کے پھر خون اور گوشت اور ہڈی کی صورت دیکر جاندار نہیں بنا سکتے؟ جب میری قدرت اور میرا علم غیر متناہی ہے، اور جب میری قدرت اور علم کا احاطہ تمھاری محدود عقلی اور علمی قوت کی دسترس سے بالاتر ہے، تو تم کو اپنی دوبارہ پیدائش میں کیا شبہ ہے؟ اور کیوں شبہ ہے کیا جو کام تم خود ایک دفعہ کر سکتے ہو، بلکہ روزانہ کرتے رہتے ہو، وہ دوبارہ سہ بارہ نہیں کر سکتے؟ تم پر افسوس ہے کہ تم کس قدر برا فیصلہ کرتے ہو، اور تمھاری عقل پر تعجب! کہ وہ ہماری غیر متناہی صفات کے متعلق بے سمجھے بوجھے ایسا فیصلہ ظاہر کرتی ہے، مگر انسان کی پہلی پیدائش پر غور کر کے دوبارہ پیدائش کے ممکن ہونے کا فیصلہ نہیں کر سکتی؟

جو لوگ آج انسان کے دوبارہ پیدا ہونے کو نہیں ملنتے، اور ایسی خبر دینے والے کو جھٹلا دیتے ہیں، ان کے لئے وہ دن بڑی تباہی اور ہلاکی کا ہوگا جب انسان اپنے عمل کی جزا و سزا بھگتنے کے لئے دوبارہ پیدا کیا جائے گا، اسی دن کا نام روز قیامت ہے،

(۴) جزا و سزا پر خدا کی حکمت و تدبیر کی شہادت

(۲۵) اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ كِفَاتًا (۲۶) اَحۡيَآءً وَّاَمۡوَاتًا

کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا، زندوں کو اور مردوں کو

(۲۷) وَّجَعَلۡنَا فِيۡهَا رَوَاسِىَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسۡقَيۡنٰكُمۡ

اور ہم نے اس میں مضبوط میخیں بنائیں، اور ہم نے تم کو

مَّآءً فُرَاتًا (۲۸) وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ،

میٹھا پانی پلایا، اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے،

اے وہ لوگو! جنھیں روز قیامت کے واقع ہونے میں شبہ ہے کیا تم خدا کی مخلوقات پر غور نہیں کرتے؟ اس عالم کے اندر جو جو حکمتیں نظر آتی ہیں انھیں دیکھکر یہ نہیں سمجھتے کہ خدا نے جو کام کئے ہیں محض حکمت اور مصلحت سے کئے ہیں، پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ یہ ساری دنیا جو اس اعلیٰ انتظام کے ساتھ چل رہی ہے، اس کا کوئی انجام نہ نکلے؟ کیا ہمنے تمھارے زندے اور مردے دونوں کے رہنے کے لئے زمین نہیں بنائی؟ کیا ہمنے زلزلے سے محفوظ رکھنے، اور بارش کے لئے ابر مہیا کرنے اور ایسے ایسے ہزاروں فائدوں کے لئے پہاڑ نہیں بنائے؟ کیا ہمنے تمہیں شیریں پانی پلانے کا عمدہ انتظام زمین میں نہیں کیا؟ ان تینوں باتوں پر غور کر کے، ہماری

Marfat.com

قدرت ورحمت اور ہماری حکمت وتدبیر کو سمجھو کہ ہم جس مخلوق سے
جس طرح، اور جس وقت، اور جو کام چاہتے ہیں، لیتے ہیں، تمہاری
زندگی کے لیئے زمین، پانی اور ہوا تینوں کی ضرورت تھی، اور تینوں کی
جگہ الگ الگ ہے، زمین کی جگہ پانی کے اندر ہے، اور پانی کی جگہ ہوا
سے نیچے ہے، اور ہوا ان دونوں سے اوپر ہے، تم پانی کے اندر زمین
پر نہیں رہ سکتے تھے، کیونکہ ہوا کے بغیر ایک لمحہ تمہاری زندگی محال ہو،
تم پانی کے سطح پر بھی نہیں رہ سکتے تھے، کیونکہ تمہارا بوجھ تمہیں وہاں
رہنے نہیں دے سکتا تھا، ضرورت تھی کہ تمہارے لیئے ایسی جگہ بنائی
جائے جہاں زمین اس طرح ہو کہ پانی سے اوپر ہو تاکہ تم ہوا سے سانس
لے سکو، اور پھر پانی کا بھی وہاں انتظام ہو، اس اہم ضرورت کو پورا
کرنے کے لیئے ہم نے یہ اعلیٰ انتظام کیا کہ زمین کو مختلف جانب سے
پانی کی سطح سے اونچا کر دیا، اور پانی بہم پہونچانے کے لیئے سورج
کی گرمی سمندر پر ڈال کر وہاں سے بخارات کو اڑا کر ٹھنڈے ہوا کے
طبقہ میں پہونچایا، اور اسے ابر بنا کر شیریں پانی کی صورت میں
تمہارے لیئے زمین میں برسایا، زراعت وغیرہ کے لیئے انھیں بخارات
کو برف کی صورت میں پہاڑوں پر گرایا جو گرمیوں میں پگھل کر پانی بنے
اور دریا کی صورت اختیار کر کے سینکڑوں اور ہزاروں میلوں تک
ملک کو اس حصے سے لے کر اُس حصے تک سیراب کرتا چلا جائے
اور اس کے بہاؤ کے لیئے زمین میں ایسا نشیب وفراز رکھا کہ طغیانی
ملک کو غرق نہ کر دے بلکہ چلتے چلتے ملک کو سیراب کرے اور ضرورت
سے جو زیادہ ہو وہ جا کر پھر اسی سمندر میں گر جائے، یہ جتنے دریا

تمہیں ملکوں کی زراعتوں کو آباد کرنے والے نظر آتے ہیں، ان ہی پہاڑوں کی وجہ سے ہیں، جو خاموش اور دست بستہ تمہارے ملکوں میں جا بجا تمہاری خدمت کے لئے کھڑے ہیں، ان پہاڑوں کا فائدہ صرف یہی نہیں کہ ان کی وجہ سے دریا پیدا ہوتے ہیں بلکہ زمین کے اندرونی حصہ میں جو آتشین مادے بھڑکتے رہتے ہیں اور باہر نکلنے کے لئے زور کرتے ہیں ان کے مہلک نتیجوں سے بھی تمہیں یہی پہاڑ بچاتے ہیں، کیونکہ عموماً وہ آتشین مادے پہاڑوں میں ہو کر نکل جاتے ہیں، اور آبادی اس خطرے سے بچ جاتی ہے، اور بسا اوقات عظیم الشان زلزلہ ان آتشین مادوں کی حرکت کیوجہ سے پیدا ہو جاتا ہے جس کے خطرناک انجام کا بچاؤ بہت کچھ یہی پہاڑ کرتے ہیں، جو بطور میخ کے زمین کے مختلف مقامات میں گڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں، تو تمہارے رہنے کے لئے دنیا کے اندر ہم نے جو انتظام کیا ہے کیا تم اس بات پر غور کر کے یہ نہیں سمجھتے کہ ہمارے اندر اعلیٰ درجہ کی تدبیر اور حکمت موجود ہے، ہمارے سب کام حکمت اور تدبیر اور مصلحت سے پر ہیں، ہماری رحمت کیا شان رکھتی ہے ہماری قدرت کس انتہائی پیمانہ پر ہے،

تو وہ دنیا جس کے انتظامی اسرار حقائق سے انسانی ترقی یافتہ عقلیں بھی باوجود ہزارہا سال کی علمی اور دماغی کوششوں کے اب تک ناواقف ہیں، کیا اس قدر حکمتوں اور مصلحتوں کا مجموعہ دنیا بے نتیجہ اور بے انجام رہ کر ہمیشہ کے لئے اسی طرح چلی جائے گی؟ اور مہمل اور لغو کاموں کی طرح اس کا کوئی عمدہ اور بڑا اور عظیم الشان

Marfat.com

نتیجہ نہ نکلیگا؟ کیا کوئی سمجھ دار اور سلیم الفطرت انسان ہماری (خدا کی) اتنی بڑی عظیم الشان مخلوق (دنیا) کو لغو اور مہمل اور بے نتیجہ قرار دینے کی جرأت کر سکتا ہے،

جو شخص ایسا کہے، وہ ہرگز عقل اور انصاف سے فیصلہ نہیں کرتا، ہماری رحمت یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ ہم ظالم اور مظلوم دونوں کو مرجانے کے بعد یکساں فنا کر دیں اور انھیں آیندہ ان کی مظلومیت اور ظالمیت کا بدلہ نہ دیں، ہماری حکمت و تدبیر یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ اتنی بڑی دنیا کو اور انسان جیسی عظیم الشان مخلوق کو دنیا کے اندر محض محنت و عمل کی زندگی میں رکھکر فنا کر دیں، اور آیندہ انھیں پھر کسی دنیا میں ان کے اچھے اور برے کاموں کے نتیجے بھگتنے کا موقعہ نہ دیں ہماری عظیم الشان قدرت کے آگے دنیا کے موجودہ انتظام کو بدل دینا اور انسان کو دوبارہ پیدا کر دینا کوئی مشکل نہیں ہی ضرور ایک زمانہ آئیگا جس میں اس دنیا کے اور انسان کی اس زندگی کے نتائج نکلینگے، جس دن یہ بڑا فیصلہ ہوگا، وہی دن روز قیامت کہلاتا ہے،

تو جو لوگ اس دن کو جھٹلاتے ہیں، اور خدا کی تعلیم اور پیغمبروں کی نصیحتوں کو نہیں مانتے، اس دن ایسے لوگوں کیلئے تباہی اور ہلاکی ہے،

(۲۹) اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ (۳۰) اِنْطَلِقُوْٓا

جس چیز کو تم جھٹلاتے تھے اسی کی طرف جاؤ، تین شاخوں

اِلٰى ظِلٍّ ذِىْ ثَلٰثِ شُعَبٍ (۳۱) لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِىْ

والے سایے کی طرف جاؤ، جو نہ سایہ دار ہے

Marfat.com

مِنَ اللَّهَبِ (۳۲) اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ کَالْقَصْرِ،

اور نہ شعلے سے بچاتا ہے، وہ محل کے اتنے اونچے چنگاری پھینکتا ہے

(۳۳) کَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ (۳۴) وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ،

جیسے کہ گویا وہ زرد اونٹ ہیں، اس دن جھٹلانے والوں

لِّلْمُکَذِّبِیْنَ

کے لئے ہلاکی اور تباہی ہے،

جزاو سزا اور روز قیامت کے ضروری ہونے پر سب سے پہلے تو مناظر فطرت، کی شہادت دی گئی، اس کے بعد ایک تاریخی شہادت جزاو سزا کے ضروری ہونے پر دی گئی، اس کے بعد انسان کی دوبارہ پیدائش کے ممکن ہونے پر خود نفس انسانی کی شہادت دی گئی پھر ان تینوں کے بعد خدا کی قدرت کاملہ، حکمت عالیہ اور رحمت غیر متناہیہ کے چند کرشمے پیش کر کے قیامت کے آنے اور اس نظام دنیا کے ختم ہونے پر دلیل پیش کی گئی، اور ہر دلیل کے بعد اس بات پر تنبیہ کر دیا گیا کہ جو لوگ ان صحیح اور ضروری واقعات کو تسلیم نہیں کرتے، اُن کے لئے اس دن نہایت ہلاکی اور تباہی ہے،

اب ان آیتوں میں اس ہلاکی اور تباہی کی تصویر دکھائی گئی ہے جو ایسے بد اخلاق لوگوں کو وہاں اس دن پیش آئے گی،

اس دن خدا ان سے کہے گا، کہ جس سزا اور جس دوزخ کو تم غلط سمجھ کر جھٹلایا کرتے تھے آج وہیں جاؤ، اور دیکھو کہ وہ دوزخ غلط ہے یا صحیح ہے، وہاں جو سایہ تمھیں نظر آتا ہے، وہ دراصل سایہ نہیں، جو دوزخ کی آگ، کی گرمی اور اس کی لو اور لپیٹ

Marfat.com

بچا سکے، کیونکہ دوزخ وہ جگہ ہے جہاں کوئی چیز کسی حیثیت سے فائدہ نہیں پہونچا سکتی، اس جہنم سے بڑے بڑے اونچے محلوں کی طرح بڑی بڑی چنگاریاں اڑینگی، جو اپنے زرد رنگ کیوجہ سے زرد اونٹ کی طرح نظر آئینگی، خلاصہ یہ کہ وہ ایسی بری جگہ ہوگی جس سے زیادہ تکلیف دہ کوئی جگہ ممکن نہیں، جو لوگ اس جزا سزا کو اور اُس دوزخ کو آج نہیں مانتے، ان کے لئے اُس دن سخت تباہی اور ہلاکی ہے،

(۳۵) هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ (۳۶) وَلَا

یہ وہ دن ہے کہ وہ بات تک نہ کر سکینگے، اور نہ انھیں

يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ (۳۷) وَيْلٌ

اجازت ہوگی کہ عذر پیش کریں، اس دن جھٹلانے

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ

والوں کے لئے تباہی ہے،،،

لوگ یہ نہ سمجھیں کہ وہاں اپنی زبان کی طراری یا اپنی تقریر کی قوت سے کام نکال لینگے اور جس طرح دنیا کے اندر دنیاوی حکام کے آگے جھوٹی اور بالکل غیر واقعی بحث کرکے بالکل غلط اور جھوٹے دعووں پر اپنی زبان کی تیزی اور قوت فصاحت وبلاغت سے بازی لیجاتے ہیں، وہاں ان طریقوں سے کچھ کام نہ چلیگا، وہاں عام لوگوں کا تو ذکر ہی کیا، مقربین بارگاہ خداوندی یعنی پیغمبر اور ملائکہ مقربین بھی اس دن بغیر خدا کے حکم اور اسکی اجازت کے لب تک نہ ہلا سکیں گے، اور نہ وہاں عذر پیش کرنے کی اجازت ملیگی، جو فیصلہ

Marfat.com

وہاں ہوگا محض اعمال کی اچھائی اور برائی پر ہوگا، اگر اعمال اچھے ہیں تو یقیناً عمدہ جزا ملیگی اور اس کیلئے کسی درخواست یا التجا کی ضرورت نہ ہوگی اگر اعمال برے ہونگے تو یقیناً سخت سزا ملیگی اور کوئی عذر نہ سنا جائیگا، نہ قبول کیا جائیگا، جو لوگ آج ان باتوں کو جھوٹ سمجھتے ہیں، اور خدا کے بھیجے ہوئے مصلح کو جھٹلاتے ہیں، ان کے لئے وہ دن نہایت تباہی اور ہلاکی کا دن ہوگا،

(۳۸) هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ

آج فیصلہ کا دن ہے، ہمنے تمکو اور پہلے لوگوں کو اکٹھا کیا ہے،

وَالْاَوَّلِيْنَ (۳۹) فَاِنْ كَانَ لَكُمْ

اگر تمہارے پاس کوئی چال ہو تو مجھ سے

كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ (۴۰) وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ

چل کر دیکھو، اس دن جھٹلانے والوں کے لئے ہلاکی ہے،

آج کا دن صرف اس لئے ہے کہ انسان کا فیصلہ ہو، اسی لئے ہم نے تم کو اور تم سے پہلے جتنے انسان دنیا میں ہو گذرے ہیں سب کو آج اکٹھا کیا ہے، تاکہ ان کی زندگی کے اچھے اور برے کاموں کے موافق آخری فیصلہ سنا کر انھیں ہمیشہ کیلئے جزا اور سزا بھگتنے کی جگہ بھیج دیا جائے، اے لوگو، اگر تمہیں کچھ ہمت ہے اور ہم سے کچھ چال چل سکتے ہو تو چل کر دیکھ لو، جو کوئی صورت تمہیں اپنے بچنے کی نظر آسکتی ہو کر گذرو، تم یاد رکھو کہ کچھ نہیں کر سکتے اور ہمیں نہ کسی قسم کا فریب تم دے سکتے ہو، اور نہ ہم سے کوئی چال چل سکتے ہو، یہ کوئی دنیاوی دربار نہیں، جہاں بہتیرے مجرم، رشوت، خوشامد، سفارش یا

Marfat.com

محض جرمانہ یا فریب دھوکہ سے چھوٹ جاتے ہیں، اور بہتیرے پاک وصاف بے گناہ محض کسی کی مخالفت اور دشمنی یا ظلم وسرکشی کی بنا پر ماخوذ وسزایاب ہوجاتے ہیں، یہاں وہ عظیم الشان دربار ہے جس کا حاکم، اعلےٰ درجہ کا انصاف ور ہے، اور جسے دنیا کے ہر ہر ذرہ اور اہل دنیا کے تمام حرکات وسکنات کے متعلق مفصل اور پورا علم ہے، اور جس کی قدرت کاملہ کے احاطہ سے سارے عالم کی کوئی واحد ہستی بھی باہر نہیں، پس اس کا فیصلہ بالکل اٹل ہوگا، اور جو کچھ ہوگا محض واقعات اور انصاف پر مبنی ہوگا، نہ وہاں کسی کی زبان کو قدرت ہے، کہ حرکت کرسکے، نہ کسی کو اتنی جرأت کہ اس کے آگے چون وچرا کرسکے، وہ دن ان لوگوں کے لئے سخت تباہی اور ہلاکی کا دن ہے جو آج ان باتوں کو جھٹلاتے ہیں،

(۴۱) اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ ظِلٰلٍ وَّعُیُوْنٍ،

بے شک پرہیزگار سائے اور چشموں اور ان میووں

(۴۲) وَّفَوَاکِہَ مِمَّا یَشْتَہُوْنَ (۴۳)

میں ہونگے جنھیں وہ چاہینگے، جو کچھ تم کرتے تھے

کُلُوْا وَاشْرَبُوْا ھَنِیْٓـئًا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ،

اسکے بدلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو،،

(۴۴) اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ،

بے شک ہم اچھے کام کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں،

(۴۵) وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ،

جھٹلانے والوں کے لئے اس دن تباہی ہے،،

Marfat.com

ہاں جو لوگ یہاں پرہیزگار ہیں، بداخلاقیوں سے الگ رہ کر اپنے اپنے فرائض اور انسانیت کے اعلیٰ اصول کے پابند ہیں، ان کے لئے وہاں کامیابی ہی کامیابی ہے، انھیں برے انجام والوں کی دردناک سزاؤں سے بالکل امن ہے، وہ سایے میں رہینگے، ان کے لئے نہریں ہونگی، طرح طرح کے میوؤں کے باغ ہونگے، جس طرح کا پھل وہ چاہینگے، ان کے لئے موجود ہوگا، اے اچھے لوگو! دنیا میں جو تم عمدہ کام کرتے تھے، اور ہمارے مقرر کردہ فرائض پورے کرتے تھے، ان کے بدلے میں اب تم یہاں چین سے مزہ اڑاؤ اور خوب کھاؤ پیو، اچھے لوگوں کو ہم ایسا ہی عمدہ بدلہ دیتے ہیں، اچھوں کیلئے اس دن نہایت کامیابی اور خوشی ہے، جو لوگ ان باتوں کو جھٹلاتے ہیں، ان کے لئے اس دن تباہی اور ہلاکی ہے،

(۴۶) كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ

کھاؤ اور تھوڑا سا لطف اٹھاؤ، تم تو مجرم ہو

(۴۷) وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ

اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے،

اے برے لوگو! اور بداخلاقیوں میں منہمک ہو کر اپنے فرض کو پس پشت ڈال دینے والو! پس یہ لطف و مزے جو دنیاوی نعمتوں سے اٹھا رہے ہو، عنقریب ختم اور فنا ہو جانے والے ہیں، جب تمہاری یہ زندگی ختم ہوگی تو تمہیں اپنی اس بری اور بداخلاق اور قانون شکن زندگی کا برا نتیجہ آ گھیرے گا، اس وقت تمہیں نظر آئے گا کہ وہ دنیاوی عیش و راحت اور وہ لطف اور مزے

جن میں منہمک ہو کر، تم نے اپنے فرائض کو، اور اخلاق کو پس پشت ڈال دیا تھا، محض چند روزہ تھے، جو خواب وخیال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے، جو لوگ آج سچے اور خیر خواہ معلم کو، اس کی عمدہ اور اعلیٰ اخلاقی تعلیم کو، اور ان یقینی حقیقتوں کو جھٹلاتے ہیں، جن کی خبر وہ تمھیں خدا کی وحی سے دیتا ہے، ایسے محسن کش اور ناشکرے اور بداخلاق انسان کے لئے اس دن ہلاکی اور تباہی ہے،

(۴۸) وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ،

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جھکو تو نہیں جھکتے ہیں،

(۴۹) وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ،

جھٹلانے والوں کے لئے اس دن ہلاکی ہے،

آج انھیں خدا کا بھیجا ہوا پیغمبر سمجھاتا ہے تو نہیں مانتے، خدا کی طرف انھیں متوجہ کرتا ہے، تو نہیں سنتے، انکے پیدا کرنے والے، پرورش کرنے والے، پیدائش سے لیکر مرنے تک کے سارے ضروریات کو مہیا کرنے والے آقا کی بڑائی اور برتری اور قدرت کے آگے اپنے عجز اور احتیاج، اور اپنی بندگی کی حیثیت پر نظر کر کے جھک جانے اور سر رکھ دینے کی نصیحت کرتا ہے تو اعراض کرتے ہیں، حالانکہ وہ انسان جسے حیوانات سے بلند مرتبہ پر رکھا گیا ہے، اور جسے حیوانات سے زیادہ ایک خاص نعمت یعنی عقل دی گئی ہے، اس کی زندگی کا اگر کوئی بڑے سے بڑا اور اہم سے اہم ترین فرض ہے تو صرف یہی کہ وہ اپنے خالق سے صحیح تعلق پیدا کرے، اپنی بندگی کا احساس کر کے اس کی عبادت کرے، اس کی تسبیح وتقدیس کرے،

Marfat.com

جس کی ایک عمدہ اور باضابطہ صورت نماز ہے کہ اس میں دل اور زبان اور اعضا تینوں سے اپنی بندگی اور عجز و احتیاج اور خدا کی کبریائی و جبروت و جلال کا اقرار ہوتا ہے،

(۵۰) فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ،

تو اس (قرآن) کے بعد پھر اب وہ کس بات کو مانینگے،

وہ قرآن جو انسان کی زندگی کے کاموں کی جزا و سزا اور قیامت کے واقع ہونے پر اس قسم کی مضبوط اور معقول دلیلیں پیش کرتا ہے وہ قرآن جو انسان کو اس کی زندگی کا صحیح مقصد، اور اس کی کامیابی اور ابدی فلاح کا صحیح راستہ دلیل اور حجت کے ساتھ پیش کرتا ہے اور خلاصہ یہ کہ وہ قرآن جو نہایت عمدہ خیالات، عمدہ اخلاق، عمدہ اصول تمدن و معاشرت کی نہایت معقول اور مدلل پیرایہ میں تعلیم دیتا ہے یہ لوگ اگر اس کو نہیں مانتے تو اس کے بعد پھر اور کون عمدہ اور معقول کتاب ہو سکتی ہے، جسے وہ مانینگے،

تمت

Marfat.com

Marfat.com

تفسیر قرآن

پارۂ عم کے متعلق

رسالہ ظل السلطان بھوپال کی رائے

جلد ۵ نمبر ۹

"...... ہم نے شروع سے آخر تک نہایت گہری دلچسپی کے ساتھ اسکا مطالعہ
کیا، شائق احمد صاحب نے جس قابلیت کے ساتھ یہ تفسیر لکھی ہو اسکے لئے وہ بیحد تحسین
وآفرین کے مستحق ہیں، اسمیں نہ بیکار بحثیں ہیں نہ دور از کار قصے کہانیاں ہیں، اور نہ
ہر ہر آیت کی تفسیر میں مفسرین کے اختلافات کا طومار ہی، صرف سنجیدہ عبارت۔ اور
دلنشین پیرایہ میں معانی اور مطالب قرآن سمجھائے گئے ہیں، پہلے ہر سورت کا موضوع
بتایا گیا ہی، پھر دینی و اخلاقی تعلیم پر جو اس سورت میں دیگئی ہی تفصیلی بحث ہی، اور اُن
دلائل کی تشریح کیگئی ہی جو خود قرآن نے اپنے دعاوی پر پیش کئے ہیں، ساتھ ہی ساتھ
آیتوں کا ربط بھی بتایا گیا ہی، قرآن کی تفسیر میں اس سے زیادہ کچھ ہونا بھی نہ چاہیئے۔ جو لوگ
محض تقلیدًا اور حسن عقیدت کی بنا پر یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن ہر حیثیت سے دنیا کی سب کتابوں سے
اعلیٰ اور ارفع اور روحانی و اخلاقی، تمدنی و معاشرتی ترقیوں کا بہترین دستور العمل ہے
انھیں یہ تفسیر قرآن مطالعہ کر کے اس عقیدہ پر حق الیقین حاصل کرنا چاہیئے......"

کتاب ملنے کا پتہ۔ شائق احمد عثمانی دفتر تفسیر قرآن مونگیر

Marfat.com

تفسیر قرآن

پارۂ عم کے متعلق

رسالہ ظل السلطان بھوپال کی رائے

جلد ۵ نمبر ۹

"........ہم نے شروع سے آخر تک نہایت گہری دلچسپی کے ساتھ اسکا مطالعہ کیا، شائق احمد صاحب نے جس قابلیت کے ساتھ یہ تفسیر لکھی ہو اسکے لئے وہ بیحد تحسین و آفرین کے مستحق ہیں اسمیں نہ بیکار بحثیں ہیں نہ دور از کار قصے کہانیاں ہیں اور نہ ہر ہر آیت کی تفسیر میں مفسرین کے اختلافات کا طومار ہے صرف سنجیدہ عبارت۔ اور دلنشین پیرایہ میں معانی اور مطالب قرآن سمجھائے گئے ہیں، پہلے ہر سورت کا موضوع بتایا گیا ہے پھر دینی و اخلاقی تعلیم پر جو اس سورت میں دیگئی ہے تفصیلی بحث ہو اور اُن دلائل کی تشریح کیگئی ہو جو خود قرآن نے اپنے دعاوی پر پیش کئے ہیں ساتھ ہی ساتھ آیتوں کا ربط بھی بتایا گیا ہے قرآن کی تفسیر میں اس سے زیادہ کچھ ہونا بھی نہ چاہیئے۔ جو لوگ محض تقلیداً اور حسن عقیدت کی بناپر یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن ہر حیثیت سے دنیا کی سب کتابوں سے اعلیٰ اور ارفع اور روحانی و اخلاقی، تمدنی و معاشرتی ترقیوں کا بہترین دستور العمل ہے انھیں یہ تفسیر قرآن مطالعہ کر کے اس عقیدہ پر حق الیقین حاصل کرنا چاہیئے......"

کتاب ملنے کا پتہ۔ شائق احمد عثمانی دفتر تفسیر قرآن مونگیر

Marfat.com